آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

ماہنامہ اُفق کراچی

مئی 2012ء

Monthly UFAQ Karachi

اتحادِ اہلسنّت
ایک دیرینہ خواب

ہماری جان ہماری آن
گنبد خضریٰ پر قربان

سپریم کورٹ کا فیصلہ
پاکستان میں آئینی بحران
کیا سیاسی دنگل سجنے والا ہے

توجہ فرمائیے

ترجمانِ اہلسنّت

کے شمارے فراہم کر کے مناسب معاوضہ حاصل کریں۔

تحقیقی کام کے سلسلے میں "**ترجمان اہلسنّت**" کراچی کے جولائی **1974**، اگست **1974**، ستمبر **1974**، اکتوبر **1974**، دسمبر **1974**، فروری **1975**، اگست **1975**، فروری **1976**، جولائی **1976**، اگست **1976**، ستمبر **1976**، اکتوبر **1976**، نومبر **1976**، دسمبر **1976**، جنوری **1977**، مارچ **1977**، جون **1977**، اگست **1977**، دسمبر **1977**، اگست **1978**، جنوری **1979**، فروری **1979**، مارچ **1979**، اپریل **1979**، مئی **1979**، جون **1979**، جولائی **1979**، اگست **1979**، ستمبر **1979**، اکتوبر **1979**، نومبر **1979**، دسمبر **1979** اور جنوری **1980** کے شمارے درکار ہیں۔

اگر کسی صاحب کے پاس درج بالا میں سے کوئی سا ایک یا ایک سے زائد شمارے موجود ہوں، تو وہ یہ شمارے فراہم کر کے فی شمارہ مناسب معاوضہ حاصل کر سکتے ہیں۔

نوٹ :- جنوری 1980 کے بعد کے شمارے رکھنے والے افراد بھی رابطہ کر سکتے ہیں۔

برائے رابطہ:- **محمد احمد ترازی**

0300-2237225 & 0321-2402947

آبروئے ما زنام مصطفیٰ است

ماہنامہ اُفق کراچی

نظام مصطفیٰ کا سپاہی
فکر نورانی کا علمبردار

جلد ۵ شمارہ ۲ مئی ۲۰۱۲ جمادی الثانی ۱۴۳۳ھ

مجلس مشاورت
علامہ جمیل احمد نعیمی
علامہ اقبال اظہری
مفتی سید صابر حسین
عبدالرؤف مصطفائی
شبیر ابوطالب
قاری سلیم اختر
میاں نیاز احمد جاوید

بیورو چیف
فیض احمد ہاشمی
عثمان عامر عباسی
سید منیر احمد شاہ

نمائندگان
عبدالعزیز قادری (اسلام آباد)
اکرام الحق کاظمی (اٹک)
محمد ناصر قادری (حیدرآباد)
عبدالحکیم انقلابی (ڈیرہ مراد جمالی)
حکیم افتخار احمد (گجرات)
ارشد نیازی (ملتان)
عبدالحمید صدیقی (راولپنڈی)
ڈاکٹر ذیشان نورانی (سیالکوٹ)
نذیر احمد العباسی (مری)
نذیر احمد نقشبندی (جہلم)
سید فضل رسول شاہ (وہاڑی)
حافظ مظفر احمد (منڈی بہاؤالدین)
افتخار احمد قلندرانی (خضدار)
مومن شاہ جیلانی (خاران)
منظور حسین شاہین (لیہ)
محمد ہارون آرائیں (میرپور خاص)
صدام حسین، پنوں عاقل

بیرون ملک نمائندگان
محمد حسین فریدی (سعودی عرب)
حافظ وقار احمد (کینیڈا)

اس شمارے میں

نور بصیرت ____ 2
حدیث دل ____ 3
تجارت و معیشت احادیث کی روشنی میں ____ 4
برٹش انڈیا میں ہندو مسلم اتحاد کا ہولناک تجربہ ____ 5
مولانا فضل الرحمٰن اُصولی سے وصولی سیاست تک ____ 8
مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی ____ 10
مسجد اقصیٰ، جاننے کی کئی ایک باتیں ____ 12
کراچی کی ڈائری ____ 16
انجمن کے انقلابی نعرے ____ 20
لاہور کی ڈائری ____ 23
پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس ____ 24
حیدرآباد کی ڈائری ____ 26
عقیدہ ختم نبوت ____ 27
جاوید مصطفائی مرحوم ____ 30
مرزائی جماعت کے بانی اور ان کے خلفاء کا دردناک انجام ____ 32
قائد و کارکن ____ 35
تبصرہ کتب ____ 37

مدیر
السید عقیل انجم

مدیر منتظم
محمد احمد ترازی

مجلس ادارت
قاضی احمد نورانی
اسفند یار خان
عبدالرحمٰن صدیقی
محمد طارق مغل

سرکولیشن منیجر
محمد شہاب امیر

لے آؤٹ ڈیزائننگ
محمد جبران

مشیر قانونی
محمد الیاس صدیقی ایڈووکیٹ

منیجر اشتہارات
حافظ شاہد اللہ

خصوصی زرتعاون:- 25/ روپے
سالانہ زرتعاون -/300 روپے

فوٹو گرافر
سید سبطین احمد

دفتر ماہنامہ اُفق 35-A-B-77 گلشن حالی، کورنگی 4، کراچی 74900 رابطہ: 0300-2699072، ای میل: ufaqkarachi@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضیاءالقرآن

اور یاد کرو جب لیا ہم نے تم سے پختہ وعدہ کہ تم اپنوں کا خون نہیں بہاؤ گے اور نہیں نکالو گے اپنوں کو اپنے وطن سے پھر تم نے (اس وعدہ پر ثابت رہنے کا) اقرار بھی کیا اور تم خود اس کے گواہ ہو۔ پھر تم وہی ہو نہ (جنہوں نے یہ وعدے کیے) کہ اب قتل کر رہے ہو اپنوں کو اور نکال باہر کرتے ہو اپنے گروہ کو ان کے وطن سے (نیز) مدد دیتے ہو ان کے خلاف (دشمنوں کو) گناہ اور ظلم سے، اور اگر آئیں تمہارے پاس قیدی بن کر (تو بڑے پاک باز بن کر) ان کا فدیہ ادا کرتے ہو حالانکہ حرام کیا گیا تھا تم پر ان کا گھروں سے نکالنا، تو کیا ایمان لاتے ہو کتاب کے کچھ حصے پر اور انکار کرتے ہو کچھ حصے کا، (تم خود ہی کہو کیا سزا ہے ایسے نابکار کی تم میں سے، سوائے اس کے رسوا رہے دنیا کی زندگی میں اور قیامت کے دن تو انہیں پھینک دیا جائے گا سخت ترین عذاب میں، اور اللہ بے خبر نہیں ان (کرتوتوں) سے جو تم کرتے ہو۔ (البقر 85, 84)

انوارالحدیث

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سمجھدار وہ ہے جس نے اپنی نفس کو جھکایا اور موت کے بعد کیلئے عمل کیا اور نادان وہ ہے جس نے اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی اور اللہ سے امید رکھی۔ (جامع ترمذی)

افکارانقلاب

نفسیات غلامی

شاعر بھی ہیں پیدا، علماء بھی، حکما بھی
خالی نہیں قوموں کی غلامی کا زمانہ!
مقصد ہے ان اللہ کے بندوں کا مگر ایک
ہر ایک ہے گو شرح معانی میں یگانہ
بہتر ہے کہ شیروں کی سکھادیں رم آہو
باقی نہ رہے شیر کی شیری کا فسانہ!
کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضا مند
تا ویل مسائل کو بناتے ہیں بہانہ!

اقبال

نعت رسول مقبول

منظور عباس ازہر، جڑانوالہ

شہ کونین کے در پر میں جا پہنچوں تو جی اٹھوں
بچشم تر قصیدہ آپ کا لکھوں تو جی اٹھوں

اُس کتنا ہی بھاری ہو تپش میں کتنی شدت ہو
ہوائے شہر طیبہ کو اگر چھولوں تو جی اٹھوں

نبی کے عشق پر بنیاد رکھ کر زندگانی کی
تصدق ان پہ کر کے جان و دل دیکھوں تو جی اٹھوں

عجب اک بات کہنا ہے مجھے ان دہر والوں سے
کہ میں اس پیکر انوار کو سوچوں تو جی اٹھوں

تصور میں کبھی جب آپ کا حسن عمل آئے
شعور زندگی اور آگہی پاؤں تو جی اٹھوں

مرے آقا کے دم ہی سے اجالوں کی بہاریں ہیں
میں یہ سب کچھ سر محفل کبھی کہہ دوں تو جی اٹھوں

مصائب لاکھ ہوں رستے میں یہ ایمان ہے میرا
شہ کونین کی چوکھٹ پر سر رکھ دوں تو جی اٹھوں

یہ تم بھی جانتے ہو مجھ کو بھی معلوم ہے بے شک
میں ان کی یاد میں ازہر ذرا رولوں تو جی اٹھوں

مرتبہ: علی حسن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سپریم کورٹ کا فیصلہ اور سیاسی دنگل

وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کے خلاف توہین عدالت کے اعلیٰ عدالتی فیصلے نے ملک میں ایک بار پھر سیاسی وقانونی بحران پیدا کر دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ پیپلز پارٹی اور ان کے اتحادیوں کا کہنا ہے کہ ملک میں کوئی بحران نہیں اور قانونی، سیاسی اور عسکری اداروں کے درمیان کسی قسم کے ٹکراؤ کی کیفیت نہیں بلکہ ملک میں جمہوری عمل میں تعطل پیدا ہونے کا کوئی امکان نہیں ساتھ ہی یوسف رضا گیلانی کا یہ فرمان عالی شان بھی اخبارات اور نشریاتی اداروں کی زینت بن چکا ہے کہ پیپلز پارٹی کا کوئی بھی وزیر اعظم سوئس عدالتوں کو خط نہیں لکھے گا۔

سپریم کورٹ کا فیصلہ آتے ہی جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ صاحبزادہ زبیر نے کراچی بار میں اپنے خطاب میں وزیر اعظم صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ ”گیلانی صاحب اب آپ ملزم سے مجرم بلکہ سزا یافتہ مجرم بن چکے ہیں اور اگر آپ میں ذرا سی بھی غیرت کی رمق باقی ہے تو آپ فوری طور پر مستعفی ہو جائیں“ مگر حکومت اور اس کے حواریوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے مکمل کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے انکا کہنا ہے کہ عدلیہ ہمیشہ پیپلز پارٹی مخالف فیصلے کرتی ہے۔ چیف جسٹس کی بحالی کے بعد ملک میں ایک امید پیدا ہو چلی تھی کہ ملک میں عدلیہ کی بالادستی قائم ہوگی اور آخر کار ملک ایک صحیح ڈگر پر چلنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ عدالتیں انصاف پر مبنی اور جلد فیصلے کریں گی۔ لیکن افسوس تا حال ایسا نہ ہو سکا پیپلز پارٹی کا یہ گلہ بھی بجا ہے کہ شریف برادران کے خلاف مقدمات میں بھی عدلیہ کو سست رفتاری ترک کر کے فوری فیصلے کرنا چاہیں اس تمام تر صورت حال میں یہ بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اس ملک میں جو شخص چاہیے جتنا بھی کرپشن کر لے اس کی گرفت نہیں ہو سکتی اور وزیر اعظم اور ان کی جماعت کے لیڈروں کے اعلان کہ ہم سوئس عدالتوں کو خط نہیں لکھیں گے کہ بعد پیپلز پارٹی اور اس کے اتحادی خم ٹھوک کر عدالت کے خلاف میدان عمل میں آ چکے ہیں۔

دوسری جانب میاں نواز شریف نے بھی اپنی احتجاجی تحریک کا اعلان کر دیا ہے مگر اس کے ساتھ ہی انکا رویہ بڑا محتاط بھی ہے کیونکہ جو امید تھی کہ ن لیگ کے اراکین اسمبلی استعفیٰ دے کر ایوانوں سے باہر آ جائیں گے انہوں نے ایسا کوئی اعلان نہیں کیا۔ بلکہ یوں لگتا ہے کہ وہ کسی بھی صورت میں اسمبلی سے باہر دنگل سجانے کے موڈ میں نہیں میاں صاحب نے اپنے سندھ کے دوروں میں حال میں میں کچھ کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں ماروی میمن، ممتاز بھٹو مسلم لیگ ن میں شامل ہو چکے ہیں جبکہ لیاقت جتوئی، مہر برادران اور سندھ کے کئی قوم پرست رہنما بھی ان کا ساتھ دینے کیلئے تیار ہیں اور آئندہ قومی انتخابات کے دوران وہ پیپلز پارٹی کے مخالف ووٹوں کو متحد کر کے اس کے لئے شدید مشکلات کا باعث بن سکتے ہیں۔

اس وقت خطے کی بدلتی صورتحال، امریکی سرپرستی میں بھارت کا بڑھتا ہوا اثر و نفوس، پاک امریکی تعلقات ملک کی داخلی ومعاشی صورتحال ایک زبردست چیلنج رکھتے ہیں۔ اس منظر نامے میں پاک فوج کے سربراہ جنرل کیانی کا یہ انتباہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ جس میں انہوں نے تمام فریقوں کو اپنے اپنے دائرے میں رہ کر قانون کی پاسداری کرنے کا کہا ہے ان کا کہنا ہے کہ جمہوری عمل کو مضبوط بنانے کیلئے سیاسی قیادت اپنا کردار ادا کرے فوج نے کئی اہم واقعات کے باوجود سیاسی مداخلت سے گریز کیا ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ملکی سیاست کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور پاکستان کے سیاسی رہنما کتنے تدبر سے کام لیتے ہیں اور وقت کی پکار کو سمجھتے ہوئے ملک وقوم کے حقیقی مفاد میں فیصلے کرتے ہیں۔

اتحاد اہلسنّت ایک حسین خواب

کراچی میں پہلے تحریک انصاف پھر اے این پی، جماعت اسلامی، جمعیت علماء اسلام، دفاع پاکستان کونسل، تحریک صوبہ ہزارہ بلکہ پرویز مشرف کی لیگ کی جانب سے طاقت کے مظاہرے کے بعد ملک کی واضح اکثریت اہلسنّت وجماعت کے دردمند لوگوں میں یہ سوچ بڑے زور وشور کے ساتھ پیدا ہوئی ہے کہ اہلسنّت کی تسبیح کے بکھرے ہوئے دانوں کو متحد کیا جائے اور ملکی سیاست میں موثر کردار ادا کرتے ہوئے۔ ہماری نمائندگی اسلام آباد کے ایوانوں میں پہنچے اور حقوق اہلسنّت کا بخوبی تحفظ کیا جاسکے۔ یقیناً یہ سوچ بہت اعلیٰ اور کام انتہائی مشکل ہے ہمارے انانیت کا شکار قائدین کیلئے یہ بات سوہان روح ہے کہ وہ اپنے عہدوں کو قربان کر کے اگلی صفوں سے پچھلی صفوں میں آ جائیں۔

موجودہ حالات کے تناظر میں ایسا مشکل ضرور ہے مگر ناممکن نہیں کیونکہ 1970 کی دھائی میں ہمارے بزرگوں کے اخلاص نے یہ کارنامہ کر دکھایا تھا اور حزب الاحناف لاہور جامعہ نعیمیہ کے اجلاسوں نے اہلسنّت کے منتشر گروہوں کو متحد کیا اور پھر پوری قوم شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ قمر الدین سیالوی کی قیادت میں متحد ہوئی۔ دارالسلام ٹوبہ ٹیک سنگھ کی سنی کانفرنس اور 70 کے انتخابات میں علامہ شاہ احمد نورانی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، علامہ محمد علی رضوی اور مولانا محمد ذاکر، پروفیسر شاہ فرید الحق ودیگر کا اسمبلیوں میں پہنچنا اسی اتحاد کے ثمرات تھے۔ اور پھر ہمارے قائدین نے اسمبلیوں میں جو محیر العقول کارنامے انجام دیئے کہ دنیا دنگ رہ گئی اور لوگ اس زمانے کو آج بھی یاد کرتے ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر آج بھی ہم اخلاص فکر وعمل اور وسعت قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اتحاد کی جانب قدم بڑھائیں تو اللہ کریم کی رحمتیں ہم پر سایہ فگن ہونگی۔ رسول اللہ کی نگاہ کرم یقیناً ہم گناہ گار و سیاہ کاروں پر ہوگی اور اولیاء کاملین کی فیض رسانی ہمیں دین ودنیا کی سرفرازی عطاء فرمائے گی۔

ہم اپنے تمام مقتدر قائدین سے اپیل کرتے ہیں کہ ہماری غفلت نے ہمیں بہت پیچھے کر دیا ہے۔ ہماری کمزوریوں کے سبب ہماری نوجوان نسل ناامیدی کا شکار ہو چکی ہے اور مستقبل کی تلاش میں وہ دوسروں کی چھتری تلے پناہ تلاش کر رہی ہے اگر آج ہم بیداری اختیار کریں۔ ناامیدی ترک کر کے اتحاد کی جانب قدم بڑھائیں تو یقیناً خیر کی خبریں ملیں گیں۔

شنید ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کی قیادت بھی اسی سمت سوچ رہی ہے ماضی میں کچھ تلخ تجربات بھی ہوئے ہیں مگر خدا کی رحمتوں سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خداوند عالم کا وعدہ ہے کہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

تجارت و معیشت احادیث کی روشنی میں

مفتی سید صابر حسین

حدیث نمبر۱۔ کسبِ حلال کی فضیلت:

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرَائِضِ

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ حلال رزق کا طلب کرنا دیگر فرائض کے بعد ایک فرض ہے۔

تشریح: اس حدیثِ مبارک میں اہلِ ایمان کو یہ بتایا جارہا ہے کہ اُن پر صرف نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے بلکہ رزقِ حلال کا حصول بھی فرض اور ضروری ہے ۔جس طرح نماز اور روزے کی ادائیگی عبادت ہے، اسی طرح رزق حلال کو حاصل کرنا بھی عبادت ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نماز، روزے اور حج وغیرہ بلاواسطہ جبکہ رزقِ حلال کا حصول بالواسطہ عبادت ہے ۔ کسی شخص کا رزقِ حلال کی طلب میں مزدوری کرنا، دفتر میں ملازمت کرنا، کاشت کاری کرنا، تجارت کرنا اور اپنی ذہنی صلاحیتوں کو بروئے کارلاکر روزی کمانا یہ سب دین ہی کا حصہ ہے لہذا انہیں عبادت کا درجہ دیا گیا ہے۔

قرآنِ مجید میں اللہ جلّ شانہ نے نہ صرف حلال کھانے بلکہ حلال ہی خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ۔ اس کی وضاحت قرآنِ مجید کی متعدد آیاتِ کریمہ سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ ترجمہ: ”اے ایمان والو! (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی سے اچھی چیزوں کو خرچ کرو، (سورۂ بقرہ، آیت نمبر 267، ترجمہ تبیان القرآن)“۔ یہاں حلال رزق خرچ کرنے کی تعلیم دی گئی ہے تو ایک دوسری آیتِ کریمہ میں حلال رزق کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ☆ ترجمہ: ”اے لوگو! زمین کی ان چیزوں میں سے کھاؤ، جو حلال طیب ہیں اور شیطان کے قدموں کی پیروی نہ کرو بے شک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، (سورۂ بقرہ، آیت نمبر168، ترجمہ تبیان القرآن)

”صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کن لوگوں پر اور کیا خرچ کریں تو انہیں قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ (آپ صلّی اللہ علیہ والہ وسلّم کہہ دیجئے کہ جو کچھ بھی تم خرچ کرو، اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ خیر یعنی حلال وطیب ہو) کے ذریعے سے یہ بتایا گیا کہ وہ جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں، اُن کے لئے پہلی شرط یہی ہے کہ وہ طیب یعنی رزق حلال سے حاصل کردہ ہو۔ اگر بادی النظر میں دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سارے فرائض وواجبات کی قبولیت میں رزقِ حلال کا بہت زیادہ عمل دخل ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہے کہ رزقِ حلال کے ساتھ کی گئی عبادتیں ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہیں۔ جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ والہ وسلّمنے اس اہم بات کی وضاحت اپنی ایک حدیث مبارک میں بھی فرمائی ،جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جس کا کھانا، پینا اور لباس حرام کا ہو اللہ تعالیٰ اُس کی دُعا بھی قبول نہیں فرماتا اور دُعا کو عبادات کا مغز قرار دیا گیا ہے لہذا اگر دُعا ہی قبول نہ ہو، تو دیگر عبادات کیسے قبول ہوگی؟۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح حلال کمائی کے مثبت اثرات انسان کی زندگی پر پڑتے ہیں، اِسی طرح حلال وطیب کمائی کے مثبت اثرات روحانی اعتبار سے مرتب ہوتے ہیں۔

محنت ومشقت سے جی چرانا کسی بھی صورت میں روا نہیں، کیونکہ محنت ومشقت کرکے رزقِ حلال کمانا اس قدر اہم فریضہ ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے ہر نبی نے دین کی تبلیغ کی ذمہ داری ادا کرنے کے ساتھ ہی اس فریضے کو بھی انجام دیا۔ سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بکریاں چرائیں، تجارت کی غرض سے دو مرتبہ ملک شام کا سفر کیا اور مقامِ جرف پر زراعت فرمائی۔ حضرت آدم اور حضرت یسع علیہما السلام نے کھیتی باڑی کی، حضرت ادریس علیہ السّلام نے کتابت اور درزی کا پیشہ اختیار کیا، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السّلام تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے، حضرت داؤد علیہ السّلام زرہ سازی اور لوہے کی صنعت سے وابستہ تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے آپ علیہ السلام کی اس صفت کو اپنی حدیث مبارک میں بیان فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی داؤد علیہ السّلام اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتے تھے۔ حضرت نوح علیہ السّلام کو اللہ تعالیٰ نے بڑھئی کا ہنر عطا فرمایا تھا اور انہوں نے اسی ہنر کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بڑی کشتی تیار کی۔ حضرت ابراہیم نے علیہ السّلام کھیتی باڑی اور تعمیر کا کام کیا، اُن کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام تیر کے کاریگر تھے، حضرت یوسف علیہ السّلام نے غلّے کا کاروبار کیا، حضرت اسحٰق، حضرت یعقوب اور اُن کے تمام بیٹے بکریاں چراتے اور اُن کی خرید وفروخت کیا کرتے تھے، حضرت ایوب علیہ السّلام مویشیوں کو پال کر فروخت کرتے اور کھیتی باڑی کیا کرتے تھے، حضرت ہارون علیہ السّلام نے تجارت کی ،حضرت زکریا علیہ السّلام بڑھئی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام رنگسازی کے پیشے سے وابستہ تھے اور حضرت سلیمان علیہ السّلام کھجور کے پتوں سے زنبیل بناتے اور فروخت کرتے تھے۔ الغرض جملہ انبیاءِ کرام کسی نہ کسی شعبے سے وابستہ تھے اور روزی کمایا کرتے تھے۔

اسی طرح جب ہم حضراتِ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کرتے ہیں، تو انہیں بھی حصولِ رزقِ حلال میں مصروف پاتے ہیں۔ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کپڑے کی تجارت کرکے روزی کماتے تھے، کپڑے کے تاجر تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ گھی کی تجارت کرتے تھے، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گوشت فروش تھے اور حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ کپڑے سی کر رزقِ حلال کماتے تھے۔

فقہاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے بھی اکثر تجارت کے ذریعے رزقِ حلال کماتے تھے، جیسے امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کپڑے کے تاجر تھے۔ لہذا حصولِ رزقِ حلال نہ صرف انبیاءِ کرام ورسل عظام کی سنتِ مبارکہ ہے بلکہ صحابۂ کرام، اکابرینِ اُمت اور فقہاء کرام کا بھی طرزِ عمل ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس طرح بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جناب سرورِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سب سے بہترین کھانا اُسے قرار دیا، جو انسان محنت سے کما کر کھاتا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو شخص دن بھر محنت ومشقت کرکے حلال رزق کماتا ہے اور اُسی تھکاوٹ میں رات گزارتا ہے، تو اُس کی وہ رات مغفرت میں گزرتی ہے۔ مزید یہ کہ ایک مرتبہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک مزدور صحابی کے ہاتھ کو بوسہ دیا، اس سے

بقیہ صفحہ نمبر40پر

سادگی اپنی قیامت ہے خدا خیر کرے

برٹش انڈیا میں ہندو مسلم اتحاد کا ہولناک تجربہ

غلام مصطفیٰ نعیمی، مدیر سہ ماہی "سواد اعظم" دہلی، انڈیا

زیر نظر مقالہ نوجوان اسکالر غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب کے رشحات قلم کا شہکار ہے، جس میں فاضل محقق نے اُن ملت فروش کرداروں کی نقاب کشائی کی ہے جنھوں نے متحدہ ہندستان میں فرنگی سامراج کے اقتدار کو سہارا دینے اور استحکام پہنچانے کیلئے دین کا سہارا لینے سے بھی گریز نہیں کیا، مقالہ نگار غلام مصطفیٰ نعیمی فاضل درس نظامی، جامعہ نعیمیہ مراد آباد اور دہلی سے شائع ہونے والے سہ ماہی رسالے "سواد اعظم" کے مدیر ہیں۔

سواد اعظم دراصل مراد آباد سے جاری ہونے والے ماہنامے "السواد الاعظم" کا تسلسل ہے، جس کا اجراء 1919ء میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی نے کیا تھا، السواد الاعظم نے برطانوی سامراج اور کانگریس وگاندھی گٹھ جوڑ کو بے نقاب کرنے کے ساتھ اسلام دشمن تحریکوں اور مخالفین اسلام کی ہرزہ سرائیوں کا ہر محاذ پر ڈٹ کر مقابلہ کیا، السواد الاعظم نے برصغیر کے مسلمانوں کی سیاسی وفکری تربیت اور رہنمائی میں تاریخ ساز کردار ادا کیا اور تحریک پاکستان کو جلا بخشی، تقریباً 70 سال بعد اِس رسالے کا دوبارہ اجراء دراصل اکابرین کے اُس مشن کو آگے بڑھانا ہے جسے انہوں نے سخت اور کٹھن حالات میں بھی رکنے نہ دیا، یقیناً یہ جذبہ قابل ستائش اور مخلصین کی توجہ ومدد کا طالب ہے، ادارہ "اُفق" جناب غلام مصطفیٰ نعیمی اور اُن کے رفقاء کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے ربّ کریم کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ وہ انہیں اِس مشن کی تکمیل کیلئے ہمت، طاقت اور استقامت عطا فرمائے (آمین)

ایک اور چیز جو ایک عرصے سے میرے لئے وجہ اضطراب ہو رہی ہے وہ ہندو مسلم اتحاد کا مسئلہ ہے۔ گزشتہ چھ ماہ میں میں نے اپنے وقت کا بیشتر حصہ اسلامی تاریخ اور اسلامی قوانین کے مطالعے میں صرف کیا ہے اور اس سے جس نتیجہ پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ چیز یعنی ہندو مسلم اتحاد ایک امر محال اور نا قابل عمل شئی ہے۔ (مکتوب لالہ لاجپت رائے مطبوعہ ۱۲، فروری ۱۹۴۰ بحوالہ تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم (ڈاکٹر مسعود احمد مجددی علیہ الرحمہ ۲۲۵)

ہندو مسلم اتحاد پر یہ خیالات کسی مسلم دانشور یا عالم کے نہیں بلکہ ایک مشہور ہندو مفکر کے ہیں جب ایک ہندو کی نظر میں ہندو مسلم اتحاد "امر محال" اور "نا قابل عمل شئی" ہے تو وہ مسلمان اپنی سادگی پر ماتم کریں جو ہندو مسلم اتحاد کے نہ صرف خود قائل ہیں بلکہ اس فکر فاسد کو اہل زمانہ پر زبردستی تھوپنا بھی چاہتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اس باطل نظریہ کو شریعت مطہرہ کی روشنی میں بے نقاب کرنے والے علماء ودانشوران کی حیثیت عرفی کو مجروح کرنے کی کاوش بیجا کے مرتکب بھی ہوتے ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد: ندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد سے ہی ہندو مسلم کی اصطلاح وجود میں آئی اور اب تک ترقی کرتے کرتے "ہندو مسلم سکھ عیسائی" تک پہنچ چکی ہے پارسی قوم کا وجود نہ ہونے کے برابر ہے ورنہ وہ بھی اس جماعت میں شامل ہو کر ہندوستانی زبان میں "پانچ پانڈو" کے محاورہ کو رائج کر دیتی۔

ہندو مسلم اتحاد کا نعرہ شروع ہی سے سرخیوں میں رہا اور اس کو لے کر مسلمانوں میں دو طبقے وجود میں آئے ایک طبقے کا ماننا تھا کہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے اتحاد کے ساتھ رہنا چاہیے۔ اس طبقے نے اتحاد کو مطلق رکھا اتحاد کا کوئی واضح خاکہ شاید خود قائلین اتحاد کے ذہنوں میں نہیں تھا اس لئے انہوں نے ہمیشہ مطلقاً ہندو مسلم اتحاد کی ہی بات کی اور دیگر افراد کو بھی اس فلسفہ کو منوانے کی مہم چلائی اپنی اس مہم میں اتنے سخت ہوئے کہ اگر کسی نے ہندو مسلم اتحاد کا فلسفہ جاننا چاہا تو اسے پہلی فرصت میں وطن دشمن اور انگریزی ایجنٹ ثابت کرنے میں تاخیر نہیں کی گئی اور اس کی کردار کشی کی مہم میں ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کیا گیا اور یہ عمل اب تک جاری ہے۔

عہد اکبری میں سب سے زیادہ اس نعرہ اتحاد کا چرچا ہوا اور بہت زیادہ بحثوں کے دروازے کھلے کہ ہندو مسلم اتحاد ہونا چاہیے کہ نہیں ہو تو کس انداز پر۔ ہوتے ہوتے عہد عالمگیر تک اور اس کے بعد خاص طور پر انگریزی دور میں اس نعرے کو بہت بڑھاوا ملا۔

دوسرے طبقے کا ماننا یہ تھا کہ ہندوؤں سے مطلقاً اتحاد نہیں کیا جا سکتا بلکہ کچھ مخصوص معاملات میں ہی اتحاد کرنا چاہیے کیوں کہ بنیادی طور پر اہل اسلام اور اہل کفر میں تغایر وتباین ہے اگر اس کو بالکل ہی نظر انداز کیا گیا تو اس کے انتہائی

خطرناک نتائج برآمد ہوں گے اور مسلمانوں کو سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔

اس دور ہنگامہ خیز کے حالات کا تجزیہ کرنے کے بعد جو نتیجہ برآمد ہوتا وہ یہ ہے کہ دونوں طبقوں میں آخر الذکر طبقہ ہی راہ اعتدال پر تھا اور اس کا موقف اسلامی مزاج کے موافق تھا مگر اول الذکر نے اس بات کو نہ مانتے ہوئے الگ محاذ قائم کیا۔ اہل کفر سے اتحاد کیا، اہل اسلام سے اختلاف کیا اور اسی فکر کے حاملین آج بھی اس ناکام مہم کو آگے بڑھانے کی ناکام کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی چند جھلکیاں: ہندو مسلم اتحاد کو عملی جامہ پہنانے میں نیشلسٹ مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ (۱) مسلمانوں نے اپنے ماتھوں پر تلک لگوایا۔ (۲) انہیں اپنا یار ومددگار اور خیرخواہ وغم گسار جانا۔ (۳) خود مقتدی بنے انہیں اپنا امام جانا۔ (۴) اپنا رازدار اور کاموں میں دخیل بنایا۔ (۵) ان کی تعظیم کا بے جا اہتمام شروع ہوا۔ (۶) تعریف میں شرعی حدیں پار کیں۔ (۷) مسجدوں میں لیجا کر منبر پر بٹھایا۔ (۸) ان کی خوشی کی خاطر شعائر اسلام کو مٹایا۔ (۹) ایسا مذہب بنانے کی فکر کی گئی جو ہندو مسلم کا امتیاز اٹھا دے اور سنگم وپریاگ کو مقدس علامت بنا دے۔ (۱۰) قرآن وحدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کی گئی (السواد الاعظم شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ ص ۳۲) (۱۱) مولوی محمد علی جوہر نے کانگریس کے اجلاس میں پنڈت مدن موہن مالویہ کے قدموں پر سر رکھا اور مولوی شوکت علی جوہر نے اسے پنکھا جھلا (اخبار ہمدم ۴، جنوری ۱۹۲۸ء بحوالہ تحریک آزادی ہند اور السواد الاعظم ص ۲۰۶) (۱۲) ظفر الملک مولوی اسحاق علی نے مسٹر گاندھی کے لئے بڑی عقیدت سے یہ جملہ نذر کیا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو گاندھی جی نبی ہوتے۔ (دبدبۂ سکندری رامپور یکم نومبر ۱۹۲۰ء بحوالہ تحریک آزادیٔ ہند اور السواد الاعظم ص ۲۰۶) (۱۳) ہندؤں اور گائے ماتا کی جے کے نعرے لگائے گئے۔ (۱۴) کافروں کی لاشوں کے ساتھ کندھا دیتے ہوئے مرگھٹ تک پہنچایا گیا۔ (السواد الاعظم شمارہ جمادی الاول ۱۳۳۹ھ) (۱۵) ہندو مسلم اتحاد اور اس کے داعیان کی کار گزاریوں پر تبصرہ کرتے ہوئے دیوبندی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "سب سے عجیب بات یہ دیکھی گئی کہ جو حضرات خلافت اسلامیہ کی حفاظت کی جدوجہد کر رہے تھے وہ ہندؤں کی ہمنوائی کو احیاء خلافت اسلامیہ کے لئے ہمدرد ومعاون سمجھ رہے تھے اور جوش وجذبات میں اسلامی شعائر کو چھوڑ کر کفر کو اپنا رہے تھے۔ چنانچہ اس زمانے میں مسلمانوں نے اپنی پیشانیوں پر قشقہ (تلک) بھی لگوایا ہندو لیڈروں کی ارتھیوں کو کندھا بھی دیا۔ ہندو لیڈروں کو مساجد میں ممبر رسول پر بٹھایا قرآن پاک کو مندروں میں لے جایا گیا۔ (اشتہار منجانب یوسف کھرگ پوری مورخہ ۲۱، دسمبر ۱۹۲۰ الہ آباد بحوالہ امام احمد رضا اور مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار ص ۷۶) (۱۶) ہندو مسلم اتحاد کے داعی اعظم مسٹر آزاد اس اتحاد کے کتنے بڑے حامی اور کتنے جذباتی تھے اس کا اندازہ ان کی اس تقریر کے اقتباس سے لگایا جا سکتا ہے۔ جو انہوں نے ۱۵ دسمبر ۱۹۲۳ انڈین نیشنل کانگریس دلی کے اجلاس میں کی تھی۔ حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے مولانا آزاد یوں گویا ہوتے ہیں "آج اگر ایک فرشتہ آسمان کی بدلیوں سے اتر آئے اور قطب مینار پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کر دے کہ سوراج ۲۴ گھنٹے کے اندر مل سکتا ہے۔ بشرطیکہ ہندو مسلم اتحاد سے دست بردار ہو جائے تو سوراج سے دست بردار ہو جاؤں گا مگر اس (ہندو مسلم اتحاد) سے دست بردار نہیں ہوں گا کیوں کہ اگر سوراج ملنے میں تاخیر ہوئی تو یہ ہندوستان کا نقصان ہوگا لیکن ہمارا اتحاد جاتا رہا تو یہ عالم انسانیت کا نقصان ہے۔ (خطبات آزاد، مالک رام ص ۲۰۵،۲،۱۹۷ء)

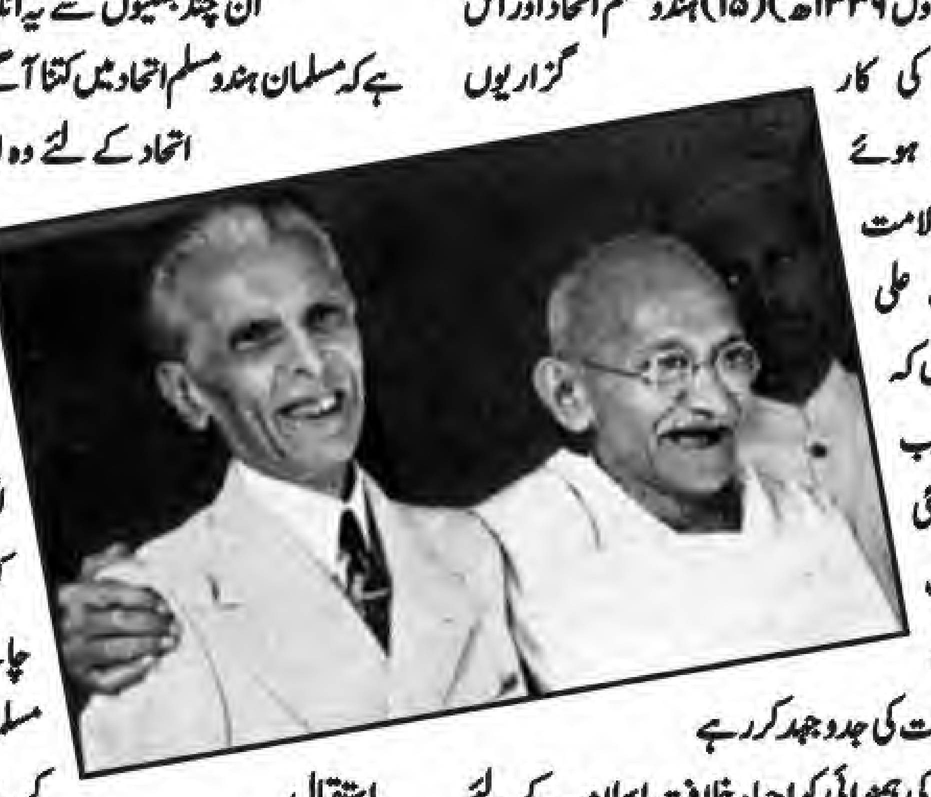

ان چند جھلکیوں سے یہ اندازہ لگانا بہت آسان ہے کہ مسلمان ہندو مسلم اتحاد میں کتنا آگے بڑھ چکے تھے کہ اس اتحاد کے لئے وہ اپنا دین ومذہب تک سب داؤں پر لگا بیٹھے۔ کفر واسلام کا امتیاز اٹھا بیٹھے اور منبر رسول پر نجس لوگوں کا خطاب تک کرا بیٹھے تو اب ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہندو مسلمانوں کا دل کھول کر استقبال کرتے، باہم شیر وشکر ہو جاتے مسلمانوں کی جان ومال عزت وآبرو کا خیال رکھتے ان سے محبت وہمدردی کرتے، ان کی خوشیوں کو عزیز رکھتے مگر افسوس یہ سب خیالات 'دور کے پھول سہانے" ثابت ہوئے۔ ساری امیدیں مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ثابت ہوئیں اور ہندو مسلم اتحاد کے لئے سب کچھ قربان کرنے والوں کے تمام دعوے، خوشیاں امنگیں اور آرزوئیں بلبلے کی طرح بیٹھ گئیں اور پھر چشم فلک نے وہ نظارہ بھی دیکھا کہ جس کو یاد کر کے اب تک خون کے آنسو نکل پڑتے ہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کے ہولناک نتائج: ہندو مسلم اتحاد کو مضبوط کرنے کے لئے نیشنلسٹ مسلمانوں نے کیا کچھ نہیں کیا مگر نتیجے کے طور پر کیا ملا؟ جس شردھانند کو ہندو مسلم اتحاد کی مضبوطی کے لئے جامع مسجد میں منبر رسول پر بیٹھا کر خطاب کرایا گیا اسی نے ۱۹۲۳ء میں شدھی سنگھٹن کے ذریعے لاکھوں راجپوت مسلمانوں کو مرتد بنایا اہل اسلام کی دل آزاری کے لئے "تیج" نامی اخبار نکالا جس میں جی کھول کر اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات پر نازیبا حملے کئے گئے۔ جس سوراج کے لئے یہ تگ ودو ہو رہی تھی اس کے بارے میں آریوں کے مشہور لیڈر اور کانگریس کے پرانے کارکن سوامی ستیہ دیوجی فرماتے ہیں "بھارت میں سوراج ہو سکتا ہے تو صرف ہندو تہذیب کے ذریعے ہو سکتا ہے اس ملک کی چپہ چپہ زمین بتاتی ہے کہ اس ملک میں ہندو تہذیب ہے۔" دوسرے مقام پر یہی سوامی جی یوں گل افشاں ہوتے ہیں "دھرم کے لحاظ سے یہ عین ضروری ہے کہ قرآن کی تعلیم اقوام عالم سے نابود کر دی جائے اور اس کی جگہ راشٹر دھرم (یعنی ملک سے محبت ہی ایمان ہے) کی تعلیم دی جائے

> اگر کسی نے ہندو مسلم اتحاد کا فلسفہ جاننا چاہا تو اسے پہلی فرصت میں وطن دشمن اور انگریزی ایجنٹ ثابت کرنے میں تاخیر نہیں کی گئی اور اس کی کردار کشی کی مہم میں ہر جائز وناجائز حربہ استعمال کیا گیا اور یہ عمل اب تک جاری ہے۔

(اخبار تیج مورخہ ۲۰، جون ۱۹۲۴ء کو بحوالہ ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ ص ۳ مولانا عبدالحامد قادری بدایونی مطبع جید برقی پریس دہلی)

حد تو یہ ہے جس گاندھی کے قدموں پر اپنی قرآن

عملی جامہ پہنانا شروع کیا اور پھر مسلمانوں کی جان ومال، عزت وآبرو، مدارس ومساجد، خانقاہیں وکاروبار سب شر پسندوں کے نشانے پر آگئے۔

ہندوؤں کے مظالم: مفتی غلام الدین نعیمی مدیر سواد

تھا۔(۳)ضلع مظفر نگر میں ایام محرم میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر شدید حملے کیئے اور مسجد کے مینار گرادیئے گاؤں میں آگ لگادی مقامی حکام نے ہندوؤں کی حمایت کی۔

(۴)ضلع بریلی موضع متو چندر پور میں دن میں ۳ بجے کے نخاسہ بازار میں ہندوؤں نے مسلمانوں پر مل کر حملہ کیا مال واسباب لوٹا، مسجد کے کباڑ (دروازہ) جلائے اسی پر بس نہیں کیا بلکہ مسجد کے صحن اور کنوئیں میں پیشاب ڈالا اور مہاتما گاندھی کی جے کے نعرے لگائے۔(اخبار حق ۱۵، مارچ ۱۹۳۹ء بحوالہ ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ ص ۱۰)

ستم بالائے ستم دیکھئے جب لٹے پٹے مسلمان علاج کے لئے قصبہ آنولہ ضلع بریلی میں پہنچے تو اسسٹنٹ سرجن

> **علمائے اسلام نے اہل ہنود کی غیر مشروط اور بے جا محبت ومودت سے عوام کو روکا تو یاران نادان ان کو انگریزی ایجنٹ ثابت کرنے لگے حالانکہ وہ سب سراپا اخلاص تھے۔قوم کے ہمدرد تھے مگر پھر بھی نیشنلسٹ مسلمانوں نے انہیں بدنام کرنے کی ناپاک مہم چلائی**

وحدیث والی عمر نثار کی جارہی تھی جب اس سے پوچھا گیا کہ "سوراج" کے معنی کیا ہیں اور سوراج کی حکومت کس طرح ہوگی؟ تو مسٹر گاندھی نے جواب دیا "سوراج کے کتنے ہی معنی بتاؤں مگر میرے نزدیک سوراج کے صرف ایک ہی معنی ہیں یعنی "رام راج" (ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ صفحہ ۵)

اندازہ لگایئے! جب گاندھی کا ماننا یہ ہے کہ سوراج کا واحد مقصد رام کا راج لانا ہے تو رام راج میں مسلمانوں کا کیا مقام ہوگا؟ اور ان کی حیثیت کیا ہوگی؟ اس کا اندازہ آریوں کے ان گیتوں اور بھجنوں سے لگایئے جو وہ گلی کوچوں میں سرعام گاتے پھرتے تھے پڑھیئے اور سر دھنیئے۔

(۱)ہم محمد کے پیروں کو ایک لات مار کر ختم کر دیں گے۔

(۲)جب بہادر آریہ گلی کوچوں میں گھومتے پھرتے ہیں تو مسلمان سور گلی کوچوں میں چھپ جاتے ہیں۔

(۳)مجھے مدینہ بلالو یہ کیا دعا ہے؟ اے مسلمانوں مدینہ میں کیا رکھا ہے؟ اگر تم وہاں جانے کے خواہش مند ہو تو تمہیں ایسا کرنے سے کون روکتا ہے اپنا بوریا بستر لپیٹ کر جلدی سے چل دو پچھتانے کی ضرورت نہیں۔(آریہ سماج کی تحریک بحوالہ ہندو حکمرانی کا ہولناک تجربہ ص ۶)

جب حالات یہاں تک پہنچ گئے کہ مسلمانوں کو کھلے عام دھمکیاں دی جانے لگیں مگر نیشنلسٹ مسلمانوں کو پھر بھی عقل نہ آئی اور وہ بدستور ہندو مسلم اتحاد کا راگ الاپتے رہے اسی سے حوصلہ پا کر انہوں نے اپنے خطرناک ارادوں کو

اعظم لاہور ہندوؤں کے مظالم کے بارے میں لکھتے ہیں "۱۹۳۷ء میں انگریزوں نے عبوری حکومت قائم کر کے ملک

> **ہندو مسلم اتحاد کو عملی جامہ پہنانے میں نیشنلسٹ مسلمانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمانوں نے اپنے ماتھوں پر تلک لگوایا۔**

کی عنان حکومت کانگریس کے سپرد کی لیکن بہت جلدی زمانے نے دیکھ لیا کہ کانگریس کو حکومت ملتے ہی ملک کا امن وامان اٹھ گیا (سواد اعظم لاہور کا حیات صدر الافاضل نمبر صفحہ ۲۴) اور حالات کیسے بگڑے ذرا دیکھیں۔جس کے بارے میں جان کر آج بھی تکلیف کا احساس گہرا ہوجاتا ہے۔پیش ہے شر پسندوں کی چند تخریبی کارروائیاں، جنہیں پڑھ کر ان کے مظالم کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے۔

(۱) قصبہ ابراہیم پور ضلع بارہ بنکی میں ہندوؤں نے نماز عصر کے وقت مسجد کو گھیر لیا نماز پڑھنے سے روکا ہنگامہ ہوا سال بھر مقدمے بازی ہوئی۔مقامی حکام نے کھلے طور پر ہندوؤں کا ساتھ دیا۔

(۲) قصبہ دیوکلی ضلع بارہ بنکی میں تقریباً دو سو ہندوؤں نے ہلہ بول کر مسجد کی دیوار شہید کی اور مسلمانوں پر پتھراؤ کیا کارروائی کچھ نہیں ہوئی اور مسلمان بے چارے بے بسی کی تصویر بنے سارے ظلم وستم سہتے رہے مگر کوئی پرسان حال نہ

جو ہندو تھا اس نے مسلمانوں کی مرہم پٹی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔اسی واقعے سے اندازہ لگایئے کہ ہندو مسلمانوں سے کس درجہ تعصب کر رہا تھا اگر بلوائیوں اور دنگائیوں کو جاہل مان لیا جائے تو یہ سوال منہ کھولے کھڑا ہوتا ہے کہ سرجن جیسا صاحب علم جس کا مقصد ہی مریضوں کی خدمت ہوتا ہے آخر وہ کیوں زخمی مسلمانوں کی مرہم پٹی کے لئے تیار نہیں ہوا؟ صرف اسی لئے نا! کہ زخمی لوگ مسلمان تھے۔ایسے سخت حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یا ان مصیبتوں کا سامنا کرتے ہوئے علمائے اسلام نے اہل ہنود کی غیر مشروط اور بے جا محبت ومودت سے عوام کو روکا تو یاران نادان ان کو انگریزی ایجنٹ ثابت کرنے لگے حالانکہ وہ سب سراپا اخلاص تھے۔قوم کے ہمدرد تھے مگر پھر بھی نیشنلسٹ مسلمانوں نے انہیں بدنام کرنے کی ناپاک مہم چلائی مگر وہ خود بدنام ہوئے، ناکام ہوئے۔رسوا ہوئے اور گمنام ہوئے ان تمام تاریخی شہادتوں کے ہوتے ہوئے بھی کسی کا یہ کہنا ہے کہ "متحدہ ہندستان میں فرنگی حکومت کو استحکام دینے، اس کے لئے زمین ہموار اور فضا کو سازگار بنانے کے لئے دیگر ذرائع کے ساتھ کچھ دوسرے افراد بھی تھے جن کے مختلف فتاوے اور طرز عمل سے بالواسطہ یا بلاواسطہ فرنگی حکومت کو فائدہ پہنچا" تاریخ سے نظریں چرانا، تعصب بیچنا اور خود اپنے آپ کو جھٹلانا ہے "اس کے متعلق بھی دستاویزی ثبوت کے ساتھ گفتگو کی جائے گی" یہ تو محض جھلکیاں ہیں باقی پھر کبھی۔

☆ ☆ ☆

مولانا فضل الرحمٰن اُصولی سے وصولی سیاست تک

تحریر: محمد احمد ترازی

جنرل حمید گل کے نزدیک مولانا فضل الرحمٰن کا یو ٹرن افسوسناک ہے، وہ مولانا کے امریکی سفیر اور صدر سے ملاقات کے بعد موقف کی تبدیلی پر بھی حیران ہیں اور کہتے ہیں کوئی مجبوری نہ ہونے کے باوجود مولانا کا فیصلہ سمجھ سے بالاتر ہے، عمران خان کہتے ہیں کہ نیٹو سپلائی کی بحالی پر زرداری، نواز اور مولانا ڈیزل کا مک مکا ہو گیا ہے، زرداری اور نواز شریف بھائی ہیں جبکہ فضل الرحمٰن اُن کے پارٹنر ہیں، امیر جماعت اسلامی سید منور حسن کہتے ہیں کہ ن لیگ اور جے یو آئی کا حکومت کا اتحادی بن کر امریکی کیمپ میں جانا المیہ ہے، انہیں مولانا فضل الرحمٰن سے گلہ ہے کہ مولانا کل تک طالبان سے ہمدردی کر رہے تھے لیکن منٹر اور صدر سے ایک ہی ملاقات کے بعد وہ اپنا موقف تبدیل کر کے انجمن غلامان امریکہ کے ہمنوا بن گئے، اُن کا یہ بھی کہنا ہے کہ پارلیمنٹ میں بیٹھے لوگ قومی مفادات پر امریکی مفادات کو ترجیح دینے اور امریکی غلامی میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوششوں میں مصروف ہیں، کچھ اسی قسم کے خیالات دیگر سیاسی رہنماؤں کے بھی ہیں، لیکن ہمارا ماننا ہے اِس میں حیرانی اور اچنبھے کی کوئی بات نہیں، نہ ہی ایسا پہلی بار ہوا ہے، دنیا جانتی ہے کہ میدان سیاست میں مولانا کا کردار کبھی بھی مثالی نہیں رہا، اُن کے طرز عمل نے ہمیشہ اُن کے بلند بانگ دعوؤں کی نفی کی ہے، جبکہ مولانا کی معاملہ فہمی، دور اندیشی، موقعہ شناسی اور ابن الوقتی سے ایک زمانہ واقف ہے، حال ہی میں مولانا نے خود فرمایا کہ "وہ صدر کی بات نہیں مانتے بلکہ اپنی ہر بات منواتے ہیں، اُن پر امریکی سفیر کیمرون منٹر سمیت کسی کا بھی منتر نہیں چلتا بلکہ اُن کا منتر دوسروں پر چل جاتا ہے۔" اب اِس اعتراف حقیقت کے بعد بھی کیا کچھ سمجھنے اور سمجھانے کی گنجائش باقی رہتی ہے۔

کیا جنرل حمید گل، عمران خان، منور حسین، قاضی حسین احمد، صاحبزادہ زبیر اور دفاع پاکستان کونسل کے دیگر سیاسی رہنما اس حقیقت سے واقف نہیں ہیں، کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ مولانا حزب اختلاف میں رہ کر اقتدار کی سیاست کرتے ہیں، وہ ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتے ہیں اور اکثر یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ انہیں "اقتدار عزیز نہیں، جمہوری اصولوں کی پاسداری چاہتے ہیں" مگر جمہوری اصولوں کی پاسداری اور اقتدار سے دوری کیلئے وہ ہمیشہ اُس کولیشن کا حصہ ہوتے ہیں جو مسند اقتدار پر متمکن ہوتی ہے، وہ ہمیشہ حکومت اور حکومتی کارکردگی کو کڑی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں، لیکن درپردہ حکومت اور حکومتی اقدامات کی تائید وحمایت جاری رکھ کر کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتے، کیا یہ لوگ یہ بھی نہیں جانتے کہ سیاسی حوالے سے مولانا کی گفتگو ہمیشہ تحفظات اور خدشات کے گرد گھومتی نظر آتی ہے، مگر درحقیقت یہ تحفظات اور خدشات اپنے مفادات کے تحفظ اور بقاء کیلئے ہوتے ہیں، کیا یہ لوگ اِس حقیقت سے بھی آشنا نہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن نے ہر دور میں اقتدار کے مزے لوٹے اور مراعات یافتہ عہدوں کا حصول مولانا کا محبوب مشغلہ رہا ہے، وہ بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت میں خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئرمین رہے، پرویز مشرف کی مارشل لاء کے تحت وجود میں آنے والی اسمبلی میں قائد حزب اختلاف رہے، جنرل مشرف کے دور حکومت کو آئینی تحفظ فراہم کرنے والی سترہویں آئینی ترمیم کو منظور کرانے میں اہم کردار ادا کرنے والے مولانا فضل الرحمٰن آج کشمیر کمیٹی کے چیئرمین ہیں، حالانکہ اُن کے اکابرین کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کو جہاد کے بجائے اپنے ملک (بھارت) سے بغاوت کے مترادف قرار دیتے تھے، جمہوریت، پارلیمنٹ کی بالادستی اور آئین وقانون کے راگ الاپنے والے یہ وہی مولانا فضل الرحمٰن ہیں جو 9 مارچ 2007ء کو چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کی معطلی کے غیر آئینی اقدام پر شاہراہ دستور پر شرمندہ شرمندہ نظر آئے، مگر 3 نومبر 2007ء کے غیر آئینی آمرانہ اقدام پر معزز عدلیہ کے ججز کے خلاف دل کا غبار نکالتے دکھائی دیئے۔

اپنی مدت پوری کرتی اسمبلیوں سے جنرل پرویز مشرف کے غیر آئینی اور غیر قانونی صدارتی انتخاب کے موقع پر متحدہ مجلس عمل کے متفقہ فیصلے کے مطابق قومی و صوبائی اسمبلیوں سے بیک وقت استعفیٰ دینے کے حوالے سے بھی مولانا کا دورخی کردار کسی ڈھکا چھپا نہیں، آئینی اور قانونی موشگافیوں، تحفظات اور خدشات کا تذکرہ کر کے حکومتوں کو بلیک میل کرنے والے مولانا فضل الرحمٰن کا یہ وطیرہ رہا ہے کہ جائز و ناجائز کسی بھی طریقے سے اعلیٰ حکومتی عہدوں کو حاصل کیا جائے، لہٰذا اس میں حیرانی اور

> یہ حقیقت اب کھل کر سامنے آگئی ہے کہ مولانا فضل الرحمٰن اپنے اقتدار اور مفادات کیلئے کچھ بھی کر سکتے ہیں، کہیں بھی جا سکتے ہیں اور کسی سے بھی مدد کے خواہاں ہو سکتے ہیں، لہٰذا مولانا کے طرز عمل پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرنے اور کف افسوس ملنے کے بجائے ایسی حکمت عملی مرتب کی جائے، جس میں کسی بھی ابن الوقت، کاسہ لیس اور مفاد عاجلہ کے رسیا سیاسی کردار کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہ سکے

شکوئے کی قطعاً کوئی بات نہیں، کیونکہ ایسا پہلی بار تو نہیں ہوا، مولانا موصوف تو یہ عمل بارہا دہرا چکے ہیں، وہ ہر حکومت میں اسی وجہ سے شامل رہتے ہیں کہ اُن کے پیش نظر جمہوری نظام کی بقاء اور نظریاتی ترجیحات ہوتی ہیں، اب وہ نظریاتی ترجیحات مالی منفعت، جاہ و منصب اور ذاتی مراعات کے گرد گھومتی ہوں یا جمہوری نظام کسی فوجی آمریت کی کوکھ سے جنم لیتا ہو، مولانا ہمیشہ اپنی نظریاتی ترجیحات کیلئے اُس جمہوری نظام کو بچانے کی تگ و دو ضرور کرتے ہیں، ہاں یہ الگ بات ہے کہ اُس جمہوری نظام کو بچاتے بچاتے مولانا کو کچھ نہ کچھ فوائد، مراعات اور مفادات حاصل ہو جاتے ہیں، نیٹو سپلائی بحالی معاملے پر بھی یقیناً مولانا نے کوئی نہ کوئی قیمت ضرور وصول کی ہوگی، سب جانتے ہیں کہ مولانا کارزار سیاست کے ایک ایسے شہسوار ہیں، جنہوں نے اپنے اسی انداز سیاست کی بدولت ملک کے سادہ لوح عوام کے ساتھ دیندار طبقے کو بھی حیران و ششدر کر رکھا ہے، آج اُن کی اعلیٰ ترین سیاسی بصیرت اور جوڑ توڑ کا اِس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ عوام تو عوام خود ماہر سیاستدان بھی اُن کی اِس طرز سیاست پر حیران و پریشان اور یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ مولانا کی سیاست کے رنگ ڈھنگ اتنے انوکھے، نرالے اور عقل و خرد میں نہ آنے والے کیوں ہیں۔؟

اِس کا سیدھا سادا جواب یہ ہے کہ مولانا وطن عزیز کے ایک ایسے سیاست دان ہیں جن کا سیاسی اونٹ کبھی بھی، کہیں بھی، کسی بھی کروٹ بیٹھ سکتا ہے، آپ وثوق سے نہیں کہہ سکتے، وہ کب کس کے ساتھ ہیں اور کب کس کے خلاف، ایک بین الاقوامی نشریاتی ادارے نے مولانا کے اِس طرز عمل کی خوبصورت تصویر کشی کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "مولانا فضل الرحمٰن سیاست کے مے خانے میں "رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت بھی نہ گئی" وہ آئیڈیل ازم اور عملی سیاسی تقاضوں کو نہ صرف خلط ملط نہیں ہونے دیتے بلکہ بے وقت کی راگنی پر بھی اپنا وقت ضائع نہیں کرتے، مولانا طالبان کے ہیرو بھی ہیں اور اینٹی طالبان لابی کے بھی آئیڈیل، وہ جب چاہیں امریکہ کے خلاف آگ لگا دیں اور جب چاہیں اِس آگ پر ٹھنڈی بالٹی انڈیل سکتے ہیں..... فضل الرحمٰن جمیعت علمائے اسلام (ف) کے جھگمٹے میں ہوں تو ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ سے کم پر راضی نہیں ہوتے، باہر ہوں تو جنرل پرویز مشرف (اور اب آصف علی زرداری) کی اقتدار پسندی اور روشن خیالی کو بھی حرام نہیں کہتے، بس مکروہ سمجھتے ہیں، وہ فوجی سیٹ اپ کے یکسر مخالف بھی ہیں اور موجودہ سیٹ اپ (جنرل پرویز مشرف) میں وزیر اعظم بننے کے خواہشمند بھی، مولانا فضل الرحمٰن واحد سیاستدان ہیں جو ایک ہی وقت میں پانچ مختلف رنگوں کی گیندیں ہوا میں اچھالنے کے ماہر ہیں اور اُن میں سے کسی کو بھی زمین پر گرنے نہیں دیتے۔"

مولانا کا یہ بھی کمال ہے کہ وہ حکومت میں رہ کر اپوزیشن میں ہوتے ہیں اور کبھی اپوزیشن بنچوں پر بیٹھ کر وزارتوں کے مزے لوٹتے ہیں، اپنے اِس فن میں طاق ہونے کی وجہ سے آج وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہیں، شاید اسی وجہ سے لوگ انہیں چکری سیاستدان کہتے ہیں، جو دوسروں کو چکر دے کر اپنا مقصد حاصل کر لیتے ہیں، انہوں نے جنرل مشرف کیساتھ آٹھ سالہ دور میں اقتدار اور حزب اختلاف دونوں کے مزے ایک ساتھ لینے کا نیا ریکارڈ قائم کیا، یہ کریڈٹ بھی صرف مولانا ہی کو جاتا ہے کہ انہوں نے ایل ایف او کو آئین کا حصہ بنانے کیلئے ایم ایم اے کو جنرل مشرف کی مدد کیلئے راضی کیا اور اس کے بدلے سرحد کی پوری اور بلوچستان کی آدھی حکومت حاصل کی اور خود قائد حزب اختلاف کی کرسی پر جا بیٹھے، یہ بھی انہی کا اعجاز ہے کہ اے پی ڈی ایم کے اجتماعی استعفوں کے باوجود مولانا نے سرحد اسمبلی نہیں ٹوٹنے دی اور انتخابی کالج برقرار رکھ کر مشرف کو صدر منتخب ہونے کا پورا پورا موقع فراہم کیا، جبکہ اُن کے ساتھی قاضی حسین احمد سمیت جے یو پی، مسلم لیگ (ن) کے قائدین لکیر پیٹتے ہی رہ گئے۔

دراصل مولانا سیاست کے کوچہ ملامت کے وہ مسافر ہیں جن کا قول و فعل، کردار و عمل اور شخصیت ہمیشہ متنازعہ اور ابن الوقتی کی مظہر رہی ہے، سیاست کے اِس کوچہ ملامت میں مولانا کے قدم اگر ایک بار پھر لڑکھڑا گئے تو اِس میں حیران ہونے کی کونسی بات ہے، اِس کوچے میں تو بڑے بڑے صاحب کردار لوگوں کے قدم ڈگمگا جاتے ہیں، ویسے ویسے بھی سیاستدان تو سیاستدان ہی ہوتا ہے، کبھی بھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتا، مولانا فضل الرحمٰن تو سیاستدانوں کے اُس قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں جو ہار کر بھی جیت جانے اور فائدہ اٹھانے کا گر خوب جانتے ہیں، اِس مقام پر ہم اِن حیران و ششدر سیاسی رہنماؤں کو وہ لمحہ یاد دلانا چاہتے ہیں جب مولانا فضل الرحمٰن نے امریکہ کو یہ باور کرانے کی کوشش کی تھی کہ پاکستان کی وزارت عظمٰی کے وہی سب سے اہم اور اہل امیدوار ہیں، گو یہ بیل منڈھے نہیں چڑھی لیکن اُس وقت ہی یہ بات کھل کر سامنے آگئی تھی کہ مولانا فضل الرحمٰن اپنے اقتدار اور مفادات کیلئے کچھ بھی کر سکتے ہیں، کہیں بھی جا سکتے ہیں اور کسی سے بھی مدد کے خواہاں ہو سکتے ہیں، ہم جنرل حمید گل، صاحبزادہ زبیر، منور حسن اور قاضی حسین احمد وغیرہ کو یہ بھی یاد دلانا چاہتے ہیں کہ مشرف دور کے یہ وہی درباری مولوی ہیں جو آج موجودہ حکومت کی جھولی میں بیٹھے اُس کے ہاتھ مضبوط کر رہے ہیں، کل کسی اور کے ہاتھ مضبوط کرتے نظر آئیں گے، بدقسمتی سے یہی ہماری سیاست کا معیار ہے کہ اپنے موقف میں بنیادی تبدیلی کرنے کے باوجود بانگ دہل کہا جائے کہ ہم فلاں فلاں معاملے میں تو اب بھی اپنے اصولی موقف (جو اصولی کم اور وصولی زیادہ ہے) پر قائم ہیں، یہی وہ شرمناک طرز عمل اور کردار و عمل کی دورخی ہے جس نے عوام کا سیاستدانوں پر سے اعتماد اٹھا دیا ہے اور آج لوگ کسی بھی سیاسی لیڈر پر بھروسہ کرنے کو تیار نہیں، لہٰذا اِس تناظر میں ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ مولانا کے طرز عمل پر حیرت و استعجاب کا اظہار کرنے اور کف افسوس ملنے کے بجائے ایسی حکمت عملی مرتب کی جائے، جس میں کسی بھی ابن الوقت، کاسہ لیس اور مفاد عاجلہ کے رسیا سیاسی کردار کو فائدہ اٹھانے کا موقع نہ سکے، ہم یہاں یہ بات بھی واضح کرتے چلیں کہ ان تمام باتوں کو دہرانے کا مقصد کسی کی توہین و تنقیص یا کیچڑ اچھالنا نہیں، بلکہ دفاع پاکستان کونسل اور بالخصوص JUP کے قائدین کو وہ جھلک دکھانا مقصود ہے جس کی روشنی میں مستقبل کی صورت گری آسان ہو سکے۔

☆ ☆ ☆

فاتح تختہ دار، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے عرس مبارک پر خصوصی مضمون

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی

محمد یونس باہی، میانوالی

میرے دل میں ہر اس شخص کیلئے محبت اور رشک کا جذبہ ہے جس نے تحریک پاکستان میں بیسویں صدی کے بے مثال قائد قائداعظم محمد علی جناح کی قیادت میں اس کے پرچم تلے قیام پاکستان کی جدوجہد کی یا پھر تعمیر پاکستان اور تکمیل پاکستان کی کاوشوں کی خون جگر سے آبیاری کی مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کو یہ افتخار حاصل تھا۔ وہ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے سرگرم رہنما تھے اور قیام پاکستان میں مسلم نوجوانوں کی اس جماعت کی ناقابل فراموش خدمات ہیں۔

مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی جس موقف کو صحیح سمجھتے تھے ہر قسم کے خطرات کے باوجود اس پر ڈٹ جاتے تھے کسی موقف کے صحیح یا غلط ہونے کا فیصلہ فوری طور پر انسان کا ضمیر یا بعد میں تاریخ کرتی ہے بڑے آدمی کی نشانی یہ ہے کہ وہ تاریخ کے فیصلے تاریخ پر چھوڑتا ہے اور اس رستے پر مردانہ وار گامزن ہوجاتا ہے۔ جس کے صحیح ہونے کی گواہی اس کا ضمیر دے رہا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے سالانہ عرس کے موقعہ پر ان کے کردار ان کی جدوجہد اور ان کی زندگی کے لمحات کو خراج عقیدت و خراج تحسین پیش کرنے کیلئے خیالات کی دنیا امڈ آتی ہے.....لیکن آج میں اپنی سوچوں کو لفظوں کا لبادہ نہیں پہناؤں گا بلکہ چند موجود و سابقین کے خیالات کو اپنے نام سے پیش کروں گا۔ کہ مجاہد ملت کو ان احباب نے کیسے خراج عقیدت پیش کیا۔

1940ء میں بانی پاکستان کردار و قول و فعل کے سچے کھرے قائداعظم نے کہا۔

''جس قوم میں عبدالستار خان جیسے نوجوان موجود ہوں اس کے پاکستان کو کوئی نہیں روک سکتا''

شاہ فہد بن عبدالعزیز فرمانروائے سعودی عرب نے ایک مرتبہ مولانا عبدالستار خان نیازی سے ملاقات کے بعد کہا تھا کہ

''اگرچہ یہ پاکستان کے وزیر ہیں لیکن اصل میں عالم اسلام کے ترجمان اور سفیر ہیں۔ مسلم امہ کے اتحاد اور عالم اسلام کا درد ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے عالم اسلام ان کے خیالات سے رہنمائی حاصل کرے''

عراقی صدر صدام حسین نے 350 بین الاقوامی اسکالرز کے اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہا

''مولانا محترم کی مدبرانہ گفتگو سے ایک مرد مومن کی تصویر جھلکتی ہے۔''

لیبیا کے سابق مرحوم صدر کرنل معمر قذافی نے مولانا سے ملاقات کے بعد کہا

''عالم عرب کو مولانا عبدالستار خان نیازی جیسے رہنما کی ضرورت ہے۔''

ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیراعظم پاکستان نے کہا تھا کہ

''مولانا عبدالستار خان نیازی قومی اتحاد کے ایسے رہنما ہیں جنہیں نہ تو خریدا جاسکتا ہے اور نہ ہی ڈرایا جاسکتا ہے۔''

سردار عبدالقیوم خان سابق صدر آزاد کشمیر یوں کہتے ہیں۔

''مولانا نیازی چلتے پھرتے نظریہ پاکستان ہے۔ ان سے زیادہ جذبہ جدوجہد پاکستان کے ساتھ مخلص رہنما نہیں دیکھا۔''

سابق امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے قافلہ نظام مصطفیٰ کے اس پروقار قائد کو انوکھا خراج تحسین پیش کیا اور کہا۔

''ہم سب کیلئے مولانا مرحوم کے مشن کو زندہ رکھ کر منزل کی جانب سفر ضروری ہے تاکہ وہ علم گرنے نہ پائے جو مولانا مرحوم نے ہاتھوں میں تھام کر کبھی گرنے نہیں دیا۔''

جنرل محمد ضیاء الحق سابق صدر پاکستان نے کہا

''مولانا نیازی حق گو، بے لوث، مخلص اور محب وطن شخصیت ہیں۔''

سید نسیم حسن شاہ سابق چیف جسٹس آف پاکستان یوں کہتے ہیں۔

''وہ علامہ اقبال کے شیدائی ہیں اور انہوں نے اسلام اور پاکستان کی خدمت کیلئے اپنی ساری زندگی وقف کردی تحریک ختم نبوت اور نفاذ شریعت کیلئے انہوں نے کبھی کسی حکمران کا خوف محسوس نہیں کیا۔''

محمد رفیق تارڑ سابق صدر پاکستان کہتے ہیں۔

''وہ اتحاد بین المسلمین کے بہت بڑے داعی تھے عالم اسلام اور پاکستان کیلئے ان کی شاندار خدمات ہیں جو تادیر یاد رکھی جائیں گی۔ ان کی وفات سے پیدا ہونے والا خلا پورا ہونے میں کافی وقت لگے گا۔''

میاں طفیل محمد سابق امیر جماعت اسلامی کہتے ہیں۔

''مولانا نیازی کی وفات ایک عظیم قومی نقصان ہے وہ موقعہ پر حق بات کہنے کی جرأت رکھتے تھے انہوں نے زندگی بھر کبھی اصولوں پر سودے بازی نہیں کی۔''

پروفیسر علامہ طاہر القادری نے کہا۔

''مولانا نیازی کی رحلت پاکستان اور عالم اسلام کیلئے بڑا نقصان ہے۔ وہ مجاہد ملت تھے۔ انہوں نے ساری زندگی آمریت کے خلاف جنگ لڑی۔ تحریک ختم نبوت کیلئے ان کا کردار اور جدوجہد تاریخ کا حصہ ہے۔''

جنرل پرویز مشرف سابق صدر پاکستان نے ان خیالات کا اظہار کیا۔

''تحریک پاکستان کے حوالے سے مولانا کی خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔ ان کے انتقال سے ملک ایک ممتاز مذہبی دانشور اور ایک محب وطن پاکستانی سے محروم ہوگیا۔''

ممتاز قلمکار عطاء الحق قاسمی یوں کہتے ہیں۔

''بلاشبہ وہ ایک پارسا اور متقی انسان تھے۔ کچھ علماء کو بھی ان کی تقلید کرنا چاہئے......میں دو نیازیوں کا جانتا ہوں ایک نیازی سویلین ہے اور دوسرا فوجی ہے پہلا نیازی اپنوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے پھرتا ہے اور دوسرا نیازی غیروں کے سامنے ہتھیار ڈال دیتا ہے۔''

مولانا نیازی نے 85 سالہ سفر زندگی کا لمحہ لمحہ 'عشق مصطفیٰ' میں بسر کرکے 'نظام مصطفیٰ' کے نفاذ کی خواہش میں جی کر 'آبروئے مصطفیٰ' کی حفاظت میں سربکف رہ کر، 'در مصطفیٰ' کی جستجو میں دیوانہ وار رہ کر 'نام مصطفیٰ' کو عنوان زندگی بنا کر اور داستان حیات کو درویش بنا کر گزارا۔ انہوں نے تحریک پاکستان و تحریک ختم نبوت اور تحریک نظام مصطفیٰ میں جاندار کردار ادا کیا۔ آپ نے سیکولرازم، سوشلزم، فاشزم اور لادینیت کے دوسرے واروں کا جس بے جگری سے مقابلہ کیا وہ انہی کا خاص شیوہ تھا۔ آپ عشق مصطفیٰ کو دین و دنیا کی عظیم سعادت سمجھتے۔ وہ آج کی قیادت اور عوام اور مسلمانوں کے

کردار کے قحط الرجال میں تاریکیوں کو روشن کرنے والی بڑی مربوط شعاع تھے بلکہ صحرائے بے اماں اور شدت کی دھوپ میں مہربان و شفیق گھٹا کی مانند تھے۔ ان کی تقریر کے ہر لفظ میں عمر بھر کے عشق کی وحشت رقص کرتی۔ انہوں نے عشق کے زور پر بڑے بڑے جباروں، قہاروں پر ایمانی و اخلاقی فتح حاصل کی۔ جب وہ بولتے تو عاشق رسول مفسر قرآن، علامہ اقبال کے شاہین بن کر دل کے تار جہاں ہلا دیتے وہاں سوئے ہوئے درد بھی جگا دیتے یہ آتش بجنت اپنی تقریر کے لفظوں سے دلوں کے اندر آگ لگا دیتا۔ پاکستان سے محبت اسلامی مزاج سے والہانہ عقیدت اور ان کے عشق مصطفیٰ کے سوز کے اشتراک نے اکثر دلوں کی سوچوں کی سلوٹوں کو نکال دیا تھا اور انہیں نظام مصطفیٰ کے قافلے کا داعی بنا دیا۔

اب ایسے لوگ تو ڈھونڈنے میں بڑا وقت لگے گا۔ یہ لوگ نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہیں۔

میرے گلدستوں میں کوئی گل دستہ نہیں
جس سے کوئی نکہت افزاء یاد وابستہ نہیں
میں قصیدہ لکھ نہیں سکتا کسی کی شان میں
میرا فن، میرا ہنر، میرا قلم سستا نہیں

مجاہد ملت کے عرس پر

ہمارے عکس میں ہوتی جو زخم دل کی جھلک
ہم آئینوں کو بھی اپنی طرح رلا دیتے
ہوا کی ڈور الجھتی جو انگلیوں سے کبھی
ہم آسمان پہ تیرا نام تک سجا دیتے

قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی اپنے رفیق کاروان نظام مصطفیٰ کیلئے یوں اظہار خیال کرتے ہیں۔
"ان کے انتقال سے عالم اسلام ایک عظیم مجاہد اور مفکر سے محروم ہو گیا ہے۔"

زیادہ دن نہیں گزرے یہاں کچھ لوگ رہتے تھے
جو دل محسوس کرتا تھا علی الاعلان کہتے تھے
گریباں چاک دیوانوں میں ہوتا تھا شمار ان کا
قضا سے کھیلتے تھے وقت کے الزام سہتے تھے
لپکتی تھیں ہزاروں بجلیاں ان کے نشیمن پر
چٹانوں کی جبیں پہ نقش تھا جان و جلال ان کا
ابو ذر کی روایات درخشاں ان کا محور تھیں
حسین ابن علی کی پیروی ہی تھا کمال ان کا
مجاہد اور بھی پنجاب میں پیدا ہوئے شورش
کہاں قربانی و ایثار میں لیکن جواب ان کا
ہمیشہ برسر میدان سینہ تان کر نکلے
نکھرتا ہی رہا تیغوں کے سائے میں شباب ان کا

ضلع اٹک کی ڈائری

ایم اکرام الحق کاظمی، اٹک

گزشتہ دنوں جمعیت علماء پاکستان ضلع اٹک کے انتخابات مرکزی و صوبائی عہدیداران کے زیر نگرانی دفتر واقع نورانی لائبریری فوارہ چوک اٹک میں منعقد ہوئے جس میں حاجی عارف حسین ضلعی صدر سردار داؤد مصطفائی ضلعی جنرل سیکریٹری منتخب ہوئے بعد میں باہمی مشاورت سے ضلعی کابینہ میں ضلعی نائب صدور حاجی احمد سعید، صاحبزادہ نعیم احمد، قاضی شہزادہ سلطان الحق ہاشمی جوائنٹ سیکریٹری خواجہ افتخار احمد، حاجی ظہیر احمد جبکہ ملک محمد اعجاز کو سیکریٹری اطلاعات اور وسیم عطاری کو سیکریٹری مالیات نامزد کیا گیا ان تمام عہدیداران کے علاوہ 12 ضلعی اراکین مجلس عاملہ، پانچ اراکین مجلس شوریٰ پنجاب اور تین اراکین مرکزی مجلس شوریٰ کی تقریب حلف برداری بھی انتہائی بھرپور انداز میں ہوئی جس میں جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی و صوبائی عہدیداران کے علاوہ کثیر تعداد میں خادمین جمعیت علماء پاکستان نے شرکت کی۔

جمعیت علماء پاکستان کے رہنما ممتاز سیاسی مذہبی شخصیت پیر ڈاکٹر سید احسن شاہ گیلانی گزشتہ دنوں عمرہ مبارک کی سعادت حاصل کرنے کے بعد جنڈ اپنے ڈیرے پر پہنچے تو ضلع بھر سے مذہبی سیاسی رہنماؤں کی کثیر تعداد نے آپ کا والہانہ استقبال کیا اور مبارکباد دی پیر ڈاکٹر احسن شاہ گیلانی نے دعا کی کہ یہ مبارک ومقدس ساعتیں اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل تمام عاشقان رسول کو عطا فرمائے۔

جمعیت علماء پاکستان میں ضلع اٹک کے سابق جنرل سیکریٹری علامہ قاری ابرار حسین قادری نے راولپنڈی کوہاٹ روڈ پر قرأت و تجوید کے فروغ کیلئے جامعہ تحسین القرآن قراۃ و تجوید اکیڈمی کے نام سے ادارہ قائم کیا ہے جس کا افتتاح گزشتہ دنوں جمعیت علماء پاکستان تحصیل جنڈ کے نائب صدر علامہ قاری غلام فرید قادری نے کیا اور طلباء کو پہلا سبق پڑھایا۔ اس موقع پر نمائندہ افق اکرام الحق کاظمی، معلم ادارہ ہذا قاری القراء حافظ عبدالرشید چشتی و دیگر عاشقان رسول بھی موجود تھے۔

انجمن طلباء اسلام کے سابق رکن و جنرل سیکریٹری ضلع اٹک عظمت خٹک ایڈووکیٹ کے بڑے بھائی گزشتہ دنوں ایک حادثے میں رحلت فرما گئے۔ مرحوم انتہائی خوش طبع، منکسر المزاج مذہبی شخصیت کے مالک تھے آپ کی وفات لواحقین خصوصاً عظمت خٹک ایڈووکیٹ کیلئے بہت بڑا صدمہ تھا۔ جمعیت علماء پاکستان انجمن نوجوانان اسلام اور انجمن طلبہ اسلام کے مرکزی و صوبائی ضلعی عہدیداران و اراکین پیر حافظ سعید احمد آستانہ عالیہ دریائے رحمت شریف پیر ڈاکٹر سید احسن شاہ گیلانی، سردار داؤد مصطفائی، محمد مرتضیٰ قادری، حافظ یعقوب داتار و دیگر تنظیمی دوستوں نے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت بلندی درجات اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی دعا کی۔

جامع مسجد غوثیہ چشتیہ کتاریاں میں چوہدری امتیاز کی والدہ کے ایصال ثواب کیلئے ایک عظیم الشان محفل نعت منعقد ہوئی جس میں جمعیت علماء پاکستان کے علامہ صاحبزادہ فضل کریم چشتی گولڑوی کا خصوصی خطاب بھی ہوا۔ محفل کی صدارت بزرگ شخصیت پیر آف پاکپتن شیر فنے کی۔

پنڈ سلطانی تحصیل جنڈ میں عظیم الشان پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کے بعد عشائیہ کے موقع پر نمائندہ افق محمد اکرام الحق کاظمی سے قائد ملت اسلامیہ کے فرزند شاہ اویس نورانی نے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ تحصیل جنڈ ضلع اٹک کے کارکنان جمعیت علماء پاکستان کو مبارکباد کے مستحق ہیں جنہوں نے ختم نبوت کے مسئلہ پر عظیم الشان جلسوں کے اہتمام کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ قادیانی اس ملک پر ایک بار پھر نا اہل حکمرانوں کے توسط سے شر انگیزیاں کرنے کی کوششوں میں لگے ہیں مگر جس طرح سابق ادوار میں جمعیت علماء پاکستان اور اکابرین اہلسنّت نے ان کی سرکوبی کی انشاء اللہ آئندہ بھی عاشقان رسول ان کی ہر سازش ناکام بنا دیں گے تمام مسلم امہ اس بات کو جانتی ہے کہ قادیانی پاکستان کے آئین کی رو سے غیر مسلم اقلیت ہیں۔ ہم حکومت پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی زبان بولنے والے پاکستانی بے غیر سیاسی ٹھیکیداروں کو لگام دی جائے ورنہ حالات کی خرابی کے ذمہ دار وہ خود ہونگے۔ ضرورت ہے کہ پاکستانی عوام نظام مصطفےٰ کے عملی نفاذ کیلئے انتخابات میں سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کا انتخاب عمل میں لائیں۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب اس ملک میں نظام مصطفیٰ کا پرچم لہرائے گا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے حکمرانوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہود و نصاریٰ کبھی مسلمانوں کے دوست نہیں ہو سکتے۔

☆ ☆ ☆

مسجد اقصیٰ

جاننے کی کئی ایک باتیں

حامد کمال الدین

مسجد اقصی کرۂ ارض پر مسلمانوں کا تیسرا مقدس ترین مقام ہے۔ یہ جس تاریخی شہر میں واقع ہے اس کو احادیث کے اندر اور اسلام تاریخ میں 'بیت المقدس' کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے، جبکہ بائبل کی تاریخ میں یہ شہر 'یروشلم' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

مسجد اقصیٰ، قدیمی شہر کے جانب مشرقی طرف، ایک نہایت وسیع رقبے پر مشتمل احاطہ ہے۔ اس احاطے کے گرد ایک مستطیل شکل پر شکوہ فصیل پائی جاتی ہے۔ مسجد کے احاطہ کی وسعت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ اس کا رقبہ 144 دونم (ایک دونم=1000 میٹر مربع) ہے۔ اس احاطہ میں گنبد صخرہ پایا جاتا ہے۔ مسجد اقصیٰ پائی جاتی ہے، اس کو الجامع القبلی یعنی "قبلہ والی مسجد" یا "قبلہ طرف والی مسجد" بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ متعدد تاریخی آثار ونشانات ہیں جن کی کل تعداد دو صد تک پہنچتی ہے۔

مسجد اقصیٰ کا یہ پورا احاطہ، شہر کے جس حصہ میں واقع ہے وہ ایک ٹیلہ نما جگہ ہے۔ اس ٹیلہ کا تاریخی نام 'موریا' ہے۔ صخرہ مشرفہ (وہ چٹان جہاں اسراء ومعراج کی رات رسول اکرم ﷺ کے قدم مبارک لگے تھے)، اس پورے احاطہ کی سب سے بلند جگہ ہے اور مسجد اقصی کے اس احاطہ میں قلب کی حیثیت رکھتی ہے۔

مسجد کی پیائش یوں ہیں: جنوب کی طرف 281 میٹر، شمال کی طرف 310 میٹر، مشرق کی طرف 462 میٹر، اور مغرب کی جانب 491 میٹر۔

مسجد کا یہ احاطہ قدیمی شہر کا چھٹا حصہ بنتا ہے۔

مسجد اقصیٰ کی بابت خاص بات یہ ہے کہ اس مسجد کی حدود آج بھی وہی ہیں جہاں جائے نماز کے طور پر پہلے دن اس کی تعمیر ہوئی تھی۔ یعنی جس طرح مسجد حرام (مکہ مکرمہ) اور مسجد نبوی (مدینہ منورہ) کی توسیع بار بار ہوتی رہی اور اس باعث ان دونوں مسجد کی حدود متعدد بار تبدیل ہوئیں،

مسجد اقصیٰ کی حدود میں آج تک تبدیلی نہیں آئی۔

احاطہ اقصیٰ کے چودہ دروازے ہیں۔ صلاح الدین ایوبی نے جس وقت یہ مسجد آزاد کرائی، اس کے بعد بعض وجوہات کے پیش نظر مسجد کے کچھ پھاٹک بند کر دیے گئے۔ یہ پھاٹک جو بند کر دیے گئے، کہا جاتا ہے ان کی تعداد چار ہے۔ بعض کے نزدیک ان کی تعداد پانچ بنتی ہے، جو کہ یہ ہیں: مشرقی جانب باب الرحمة اور جنوب کی طرف باب المنفرد، باب المزدوج اور باب الثلاثی۔ البتہ وہ دروازے جو اس وقت تک برقرار ہیں، دس ہیں اور ان کی تفصیل اس طرح ہے: باب المغاربة، اس کو باب النبی بھی بولتے ہیں۔ باب السلسلة، اس کو باب داود بھی بولتے ہیں۔ باب المتوضا، جس کو باب المطرة بھی بولتے ہیں۔ باب القطانین۔ باب الحدید. بابا الناظر. اباب الغوانمة، جس کو باب الخلیل بھی بولتے ہیں۔ یہ سب کے سب دروازے مغربی سمت ہیں۔ جبکہ باب العتم، جسے باب شرف الانبیاء بھی بولتے ہیں، باب حطة اور باب الأسباط شالی سمت میں ہیں۔

مسجد اقصیٰ کے چار مینار ہیں: باب المغاربہ والا مینار، جو کہ جنوب مغربی جانب ہے۔ باب السلسلہ والا مینار جو کہ مغربی سمت باب السلسلہ کے قریب واقع ہے۔ باب الغوانمہ والا مینار جو کہ شمال مغربی سمت اور باب الأسباط والا مینار جو کہ شالی سمت واقع ہے۔

مسجد اقصیٰ کا نام:

"مسجد اقصیٰ" اس مقدس مقام کا وہ نام ہے جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محکم کلام میں اس مقام ذی شاہ کو موسوم فرمایا ہے۔

سبحان الذی اسریٰ بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بار کنا حوله لنریه من آیاتنا إنه هو السمیع البصیر (بنی اسرائیل:1)

"پاک ہے وہ ذات جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجد الحرم سے مسجد اقصیٰ تک، کہ جس کے گرداگرد ہم نے برکتیں رکھیں ہیں، تا کہ اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائے، بیشک وہ سننے والا ہے (اور دیکھنے والا)"

اقصیٰ کا مطلب ہے بعید تر۔ مراد یہ کہ اسلام کے تین مقدس ترین مقامات میں سے یہ مقام باقی دو کی نسبت بعید تر ہے، کیونکہ مکہ ومدینہ سے فاصلے پر واقع ہے۔ 'اقصیٰ' کے لفظ کی یہی تفسیر راجح تر ہے۔

اس مقام کا یہ نام یعنی 'اقصیٰ' نزول قرآن کے بعد ہی مشہور ہوا ہے۔ قرآن کے اسے یہ نام دینے سے پہلے اس کو مقدس یا بیت المقدس کہا جاتا ہے۔ 'بیت المقدس' کا لفظ احادیث نبوی کے اندر وارد ہوا ہے۔ مثلا مسند احمد کی حدیث جو واقعہ اسراء کی بابت مذکور ہوئی:

عن أنس بن مالك ، أن رسول الله ﷺ قال: أتيت بالبراق ،وهو دابة أبيض فوق الحمار و دون البغل يضع حافره عند منتهى طرفه،فركبته فسار بي حتى أتيت بيت المقدس،فربطت الدابة بالحلقة التي يربط فيها الأنبياء ثم دخلت فصليت فيه ركعتين،ثم خرجت فجاءني جبريل عليه السلام بإناء من خمر وإناء من لبن فاخترت اللبن،قال جبريل أصبت الفطرة،ثم عرج بنا إلى السماء الدنيا فاستفتح جبريل... "الحديث"

روایت انس بن مالک سے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے:

"میرے پاس براق لایا گیا، جو کہ ایک سفید دراز جانور ہے، گدھے سے بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا۔ وہ اپنا سم اپنے حدنگاہ کے پاس جا کر دھرتا ہے۔ تو میں اس پر سوار ہوا، وہ مجھے لے کر چلا، یہاں تک کہ میں بیت المقدس پہنچا۔ میں نے اس جانور کو (وہاں) ایک کڑے کے ساتھ باندھا، جس کے ساتھ انبیاء (اپنی سواری کو) باندھا کرتے تھے۔ پھر میں وہاں داخل ہوا اور اس کے اندر دو رکعت نماز پڑھی۔ پھر میں نکلا۔ تب جبریل میرے پاس ایک برتن میں شراب اور ایک برتن میں دودھ لایا۔ تو میں نے دودھ لے لیا۔ جبریل نے کہا: آپ نے فطرت کو اختیار کر لیا۔ پھر مجھے آسمان دنیا کی جانب چڑھایا گیا، تو جبریل نے (آسمان کا دروازہ) کھولنے کی استدعا کی....." (صحیح مسلم)

بیت المقدس کا یہ علاقہ اس زمانہ میں ایلیاء کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔ یہ سب کے سب نام اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ مسلمان، مسجد اقصیٰ کو نہایت مقدس اور بابرکت مقام جانتے ہیں۔ قدیم سے مسجد اقصیٰ کے متعدد نام چلے آتے ہیں، مگر کوئی شک نہیں کہ یہ مقام ہمیشہ سے خدائے واحد کی بندگی کیلئے مختص رہا۔ مسلمانوں جو کہ آج خدائے واحد کی بندگی کا دم بھرتے ہیں اور خدا کے سب کے سب انبیاء بھی آتے ہیں جن کو مسجد اقصیٰ کے ساتھ مجاورت کی خاص نسبت رہی، مثلاً ابراہیمؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ اور عیسیٰؑ وغیرہ..... مسلمان ان انبیاء میں ہرگز کسی تفریق کے قائل نہیں، لہٰذا آج یہ مسلمان ہی اس پاکیزہ و مقدس مقام پر اصل حق رکھنے والے ہیں۔

یہاں ایک غلط العام کی تصحیح کرتے چلیں۔ بعض لوگ غلطی سے مسجد اقصیٰ کیلئے 'حرم' کا لفظ بھی استعمال کرتے ہیں۔ اس مسجد کیلئے حرم کا لفظ البتہ ہمارے شرعی مصادر سے ثابت نہیں۔ شرعی طور 'حرم' کے وہ احکامات جو مکہ اور مدینہ ہر دو حرم پر لاگو ہوتے ہیں، یہاں پر لاگو نہیں ہوتے۔ چنانچہ اسلام میں 'حرمین' دو ہی ہیں، مکہ اور مدینہ۔ تیسرا کوئی حرم نہیں۔

مسجد اقصیٰ کا احاطہ:

مسجد اقصیٰ کے احاطہ کا رقبہ 144 دونم (144000 میٹر مربع) بنتا ہے۔ جو کہ شہر کی پرانی فصیل کے اندر آنے والے کل رقبہ کا چھٹا حصہ بنتا ہے۔ اس کے سب اضلاع ایک برابر نہیں۔ غربی ضلع 491 میٹر، مشرقی 462 میٹر، شمالی 310 میٹر اور جنوبی 281 میٹر۔

جو بھی مسجد اقصیٰ کے احاطہ میں داخل ہوجانے کی سعادت پالے، وہ اس کے اندر جہاں بھی نماز پڑھے، خواہ اس احاطہ کے کسی درخت کے نیچے، یا اس کے اندر تعمیر شدہ متعدد گنبدوں میں سے کسی بھی گنبد تلے، یا اس کی کسی بارہ دری میں، یا گنبد صخرہ کے اندر، یا جامع قبلی، کے عین بیچ جا کر، ثواب کا سینکڑوں گنا بڑھ جانا اس کے حق میں بہر حال ثابت ہو جاتا ہے۔

عن أبي ذرؓ قال: تذاكرنا،ونحن عند رسول الله ﷺ،أيهما أفضل: أمسجد رسول الله أم بيت المقدس؟فقال رسول الله ﷺ صلاة في مسجدي أفضل من أربع صلوات فيه، ولنعم المصلى هو، وليوشكن أن يكون للرجل مثل شطن فرسه من الأرض، حيث يرى منه بيت المقدس خير له من الدنيا جميعا. قال: أوقال خير من الدنيا و ما فيها.

(أخرجه الحاكم وصححه،ووافقه الذهبي والألباني ،السلسلة الصحيحة ج6ص946)

روایت ابوذرؓ سے، کہا: رسول اللہ ﷺ کے ہاں ہمارے مابین تذکرہ ہو گیا کہ کونسا مقام افضل تر ہے، آیا مسجد نبوی یا بیت المقدس؟ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اس مسجد میں ایک نماز (بلحاظ اجر) اس (بیت المقدس) میں چار نمازوں سے بڑھ کر ہے۔ اور کیا خوب ہے وہ جائے نماز۔ عنقریب وقت آئے گا کہ آدمی کے پاس گھوڑے کی رسی جتنی زمین ہونا کہ جس سے اس کی نظر بیت المقدس تک جاسکے، اس کے لئے پوری دنیا سے افضل ہوگا، کہا: یا پھر یہ لفظ کہے: یہ اس کے لئے دنیا و مافیہا سے افضل ہوگا۔

مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ایک وضاحت کا ذکر کر دیا جانا خالی از فائدہ نہ ہوگا: البانی کہتے ہیں مسجد اقصیٰ میں نماز کی فضیلت کی بابت جو صحیح ترین حدیث پائی جاتی ہے وہ یہی ہے (ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث)۔ رہی وہ مشہور حدیث جس میں یہ آتا ہے کہ مسجد اقصیٰ میں ایک نماز کو ثواب پانچ سو گنا ہے (ملاحظہ کیجئے ارواء الغلیل 1130، الترغیب والترہیب 757 پر البانی کی تخریج) تو وہ ضعیف ہے۔ چنانچہ ابوذر کی اس صحیح حدیث کی رو سے جو اوپر بیان ہوئی۔ بیت المقدس کی نماز اجر میں مسجد نبوی کی نماز کی ایک چوتھائی کو پہنچتی ہے، جو کہ بے شمار صحیح احادیث کی رو سے ایک ہزار نماز ہے۔ ایک ہزار کا چوتھائی ڈھائی سو بنتا ہے۔ لہٰذا درست تر بات یہ ہوئی کہ مسجد اقصیٰ میں نماز عام مسجد میں نماز پر ڈھائی سو گنا فضیلت رکھتی ہے۔

مسجد اقصیٰ وہ دوسری عبادت گاہ ہے جو کرہ ارض پر تعمیر ہوئی:

عن أبي ذر الغفاري،قال: قلت: يارسول الله،أي مسجد وضع في الأرض أول؟قال: "المسجد الحرام". قال: قلت :ثم أي؟ قال:"المسجد الأقصى". قلت: كم كان بينهما؟قال: "أربعون سنة، ثم أينما أدركتك الصلاة فصله ،فإن الفضل فيه. (رواه البخاري)

روایت حضرت ابوذر غفاریؓ سے، کہا میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! کونسی سجدہ گاہ زمین میں پہلے بنی؟ فرمایا مسجد الحرام۔ کہا: میں نے عرض کی اس کے بعد کونسی؟ فرمایا: مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کی: ان دونوں کے مابین کتنا (وقفہ) رہا؟ فرمایا: چالیس سال، پھر جہاں تمہیں نماز کا وقت آلے تو وہیں پر نماز پڑھ لو، کیونکہ فضیلت اسی میں ہے۔"

جس طرح مسجد الحرام کی بار بار تعمیر ہوتی رہی، مسجد اقصیٰ کی بھی متعدد بار تعمیر ہوئی۔ ابراہیم علیہ السلام نے لگ بھگ دو ہزار سال قبل مسیح اس جگہ کو آباد کیا تھا۔ اس کے بعد یہ ذمہ داری ان کے فرزندوں اسحاق اور پھر یعقوب علیہم السلام نے نبھائی۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام نے لگ بھگ ہزار سال قبل مسیح اس کی تجدید تعمیر کی۔ سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں اس مسجد کی تعمیر کی بابت حدیث آتی ہے:

عن عبدالله بن عمرو عن النبي ﷺ قال: لما فرغ سليمان بن داود من بناء بيت

المقدس سال الله ثلاثا: حكما يصادف حكمه، وملكا لاينبغي لأحد من بعده، وألا يأتي هاذا المسجد أحد لا يريد إلا الصلاة فيه إخرج من ذنوبه كيوم ولدته أمه. فقال النبي ﷺ: أما اثنتان فقد أعطيهما، وأم جو أن يكون قد أعطى الثالثة

(سنن ابن ولنسائي، وأحمد)

روایت عبداللہ بن عمرو سے، کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جب سلیمان بن داود علیہما السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے تین باتوں کیلئے سوال گو ہوئے: یہ کہ آپ کو ایسا فیصلہ کرنا عطا ہو جو خدا کے فیصلے کے موافق ہو، یہ کہ ایسی بادشاہت عطا ہو جس کا آپ کے بعد کوئی سزاوار نہ ہو، اور یہ کہ جو شخص بھی اس مسجد میں آئے درحالیکہ نماز کے سوا اس کا کوئی مقصد نہ ہو، تو وہ اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح ہلکا ہو جب اسے اس کی ماں نے جنا تھا"۔ نبی ﷺ نے فرمایا: دو چیزیں سلیمان علیہ السلام کو عطا ہو گئیں۔ میں امید رکھتا ہوں کہ تیسری بھی آپ کو عطا ہو گئی

اسلامی فتح کے بعد، جو کہ سن 15ھ بمطابق 636ء کو ہوئی، خلیفہ دوئم سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں جامع قبلی کی تعمیر کروائی۔ جو کہ مسجد اقصیٰ کا اصل بنیادی حصہ باور ہوتی ہے۔ دولت اموی کے عہد میں یہاں گنبد صخرہ کی تعمیر ہوئی، اور جامع قبلی (مسجد کا سب سے قدیم حصہ جو قبلہ کی جانب سب سے آگے ہے) کی تعمیر نو بھی ہوئی۔ اموی عہد میں یہ ایک بہت بڑا منصوبہ تھا جس کی تکمیل میں تیس سال کا عرصہ صرف ہوا یعنی 66ھ بمطابق 685ء سے لے کر 96ھ بمطابق 715ء تک۔ تا آنکہ مسجد اقصیٰ کا یہ پورا احاطہ اپنی وہ شکل اختیار کر گیا جو کہ اس وقت تک موجود ہے۔

مسجد اقصیٰ کا تقدس:

اہل اسلام کے ہاں مسجد اقصیٰ کا غیر معمولی تقدس، ابتدائے اسلام ہی سے لے کر ایک معروف حقیقت رہا ہے۔ اس مسئلہ کا مسلمانوں کے عقیدہ سے براہ راست تعلق ہے۔ ہمارے عقیدہ کی رو سے زمین کا یہ بقعہ ان بے شمار انبیاء کا قبلہ ہے جو سیدنا محمد ﷺ سے پہلے رہے۔ خود محمد ﷺ کا کچھ عرصے قبلہ بھی رہا۔ خانہ کعبہ سے پہلے آپ اسی طرف کو اپنا روئے مبارک کر کے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے۔

پھر دین اسلام کا ایک خاص رشتہ بقعہ ارض کے ساتھ اس رات وجود میں آیا جسے شب اسراء و معراج کہا جاتا ہے۔ وہ رات رسول اللہ ﷺ کو جبریل کی معیت میں مسجد الحرام سے لا کر اس مقام کی ایک شبینہ زیارت کرائی گئی۔ یہاں اس مقام پر کھڑے ہو کر آپ کرہ ارض پر مبعوث ہونے والے انبیاء کے امام ہوئے، اور سب نے اس مبارک رات آپ کی اقتداء میں یہاں پر خدائے واحد کی عبادت کی۔ اس تقریب کے اختتام پر آپ کو آسمان کی بلندیوں کی جانب سفر کرایا گیا، یہاں تک کہ رب العالمین سے ہم کلامی ہوئی اور وہاں سے آپ نماز پنجگانہ کا تحفہ لے کر زمین پر لوٹے۔

خود قرآن نے اس واقعہ عظیم کا ذکر کیا اور ایک پوری سورت اسی واقعہ کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس آیت کا ذکر پیچھے ابھی گزرا ہے۔ سورۂ اسراء کی اس آیت کے اندر اس بات کا خاص ذکر کیا گیا کہ "الذی بارکنا حولہ" یعنی ہم نے اس کا اردگرد بابرکت کر دیا۔ اس آیت سے واضح ہے کہ اس کے اردگرد اللہ نے ایک خاص برکت رکھی ہے، تو پھر اس مسجد کی برکت کا کیا اندازہ!؟ "الذی بارکنا حولہ" کے ان الفاظ سے ہی مسلمانوں کے ہاں اس مسجد کی قدر و منزلت متعین ہو جاتی ہے۔ پس اقصیٰ برکت کا ایک منبع ہے جو کہ اپنے چہار سمت کو بابرکت بناتی ہے۔

مسجد اقصیٰ دین اسلام میں، زمین کے اندر وہ تیسرا مقدس مقام ہے، جس کی جانب رخت سفر باندھنا بجائے خود عبادت ہے۔ مسجد اقصیٰ کا یہ مقام نبی ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:

لاتشد الرحال إلا الیٰ ثلاثة مساجد: المسجد الحرام، ومسجدی هذا، والمسجد الأقصیٰ

"کجاوے ہرگز نہ کسے جائیں مگر تین مساجد کی سمت ہی: مسجد الحرام، میری یہ مسجد اور مسجد اقصیٰ"

ایک حدیث میں، جس کی سند میں گو کچھ کلام ہے البتہ محدث ابن عدیؒ نے ایک گونہ اس کا استحسان کیا ہے فتنوں کے زمانے میں ایک علاقہ کا رخ کرنے کی فضیلت آتی ہے یہ ذوالاصابع جہنی سے مروی ہے، کہا:

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم آپ کے بعد زندہ رہنے کی ابتلا پائے تو آپ ہمیں کہاں کا حکم دیتے ہیں فرمایا: "بیت المقدس کا اختیار کرو کہ شاید تمہاری وہاں کچھ ذریت پلتی رہے جن کا وہاں کی مجلسوں میں صبح و شام کا آنا جانا ہوا کرے"

غرض یہ آیات و احادیث اور دیگر کثیر دلائل شریعت ثابت کرتے ہیں کہ اس خطہ ارض کو اسلام اور امت اسلام کے ساتھ ایک خاص نسبت ہے اور ایک نہایت قوی رشتہ۔ یہاں کی زیارت کو عبادت جاننا اور یہاں پائی جانے والی برکت کو حق جاننا دین اسلام کے اندر صحیح دلائل سے ثابت ہے۔ ہمارے اعتقاد کی رو سے یہ مسجد بھی بابرکت ہے اور وہ سرزمین جس میں یہ پائی جاتی ہے وہ بھی بابرکت ہے۔

مسجد اقصیٰ کے اہم اہم گوشے:

جیسا کہ پیچھے بیان ہوا، مسجد اقصیٰ کا احاطہ متعدد عمارتوں سے مل کر تشکیل پاتا ہے اس میں بہت سے تاریخی آثار و نشانات ہیں جس کی تعداد دو سو تک پہنچتی ہے، جن میں متعدد نماز گاہیں آتی ہیں، قبہ جات، بارہ دریاں، محرابیں، کئی ایک منبر اور چبوترے مینار یعنی اذان گاہیں، کنویں وغیرہ پر مشتمل متعدد تاریخی آثار۔ اب ہم یہاں ان میں سے کچھ اہم اہم گوشوں کا تذکرہ کریں گے:

گنبد صخرہ:

گنبد صخرہ ایک نہایت خوبصورت ہشت کونہ عمارت ہے۔ اس عمارت پر ایک ایک عظیم الشان سنہری گنبد پورے احاطہ میں سب سے نمایاں نظر آتا ہے۔ گنبد صخرہ کی عمارت اس پورے احاطہ میں قلب کی حیثیت رکھتی ہے۔ نقشہ کے لحاظ سے بھی یہ اس کے عین وسط میں تھوڑا سا بائیں جانب واقع۔ گنبد صخرہ اسلامی معماری یادگاروں کے اندر نہایت قدیم اور نہایت مرکزی و عظیم آثار میں سمجھا جاتا ہے۔

گنبد صخرہ یا "قبۃ الصخرۃ" کا یہ نام کیوں پڑا؟ صخرہ عربی کے اندر ایک بڑے پتھر یا چٹان کو کہا جاتا ہے۔ یہاں وہ چٹان ہے جہاں سے راجح تر قول کی رو سے، سید المرسلین ﷺ معراج کے سفر کیلئے آسمان کی جانب چڑھے تھے۔ کیونکہ اس پورے مقدس احاطہ میں یہ چٹان ہی سب سے زیادہ بلند نقطہ ہے۔ بعد ازاں اس چٹان پر، جس کو صخرہ مشرفہ کہا جاتا ہے، ایک عظیم الشان گنبد نما عمارت بنادی گئی۔ اب آج کل گنبد صخرہ کا یہ ہال مسجد اقصیٰ میں آنے والی عورتوں کیلئے نمازگاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

صخرہ ہوا میں معلق چٹان نہیں، جیسا کہ کچھ سنی سنائی بے بنیاد باتوں کی وجہ سے عوام الناس میں مشہور ہے۔ ہاں یہ درست ہے کہ اس مضبوط چٹان کے نیچے کچھ جگہ کھوکھلی ہے، یوں یہ جگہ زیریں جانب سے ایک 'غار نما' نقشہ پیش کرتی ہے۔

جامع قبلی:

جامع قبلی مسجد اقصیٰ کی جنوبی جانب کی عمارت ہے۔ مسجد کا یہ حصہ ہی پورے احاطہ میں قبلہ (مکہ) کی جانب سب سے پہلے آتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کا نام جامع قبلی پڑھ گیا ہے۔ یہ ایک بڑی عمارت ہے اس پر سرمئی رنگ کا ایک گنبد ہے یہ جامع قبلی ہی پورے احاطہ مسجد کے اندر اصل نماز گاہ ہے اسی کے اندر امام خطبہ دینے کیلئے کھڑا ہوتا ہے، اور یہیں سے نماز کرائی جاتی ہے۔ یہی وہ اصل ہال ہے جس میں مرد پنج وقتہ نماز ادا کرتے ہیں۔

یہ مسجد، یعنی جامع قبلی، عین اس جگہ تعمیر ہوئی ہے جہاں خلیفہ دوئم سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فتح بیت المقدس کے سال (15ھ) نماز ادا کی تھی اس کی تعمیر نو کے سلسلہ میں یہاں ایک عظیم الشان عمارت کا سنگ بنیاد اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان نے رکھا تھا۔ مگر اس کی تکمیل اس کے بیٹے خلیفہ ولید بن عبدالملک کے ہاتھوں ہوئی تھی۔

مصلائے مروانی:

مصلائے مروانی، یا مروانی نمازگاہ، مسجد اقصیٰ کے زیرین حصہ میں واقع نمازگاہ ہے، جو کہ جنوب مشرقی سمت میں واقع ہے۔

اقصائے قدیم:

یہ جامع قبلی کے زیریں حصہ میں واقع ہے۔ اس جگہ کی تعمیر امویوں کے ہاتھوں ہوئی، جس کا مقصد مسجد کے اگلے حصہ تک ایک شاہی گزرگاہ کا انتظام کرنا تھا تا کہ اموی محلات کی جاب سے، جو کہ اقصیٰ کی حدود کے باہر جنوبی سمت تھے، سے مسجد تک پہنچنے کیلئے یہ گوشہ استعمال میں آئے۔

مسجد براق: یہ دیوار براق کے پاس واقع ہے۔

ان مقامات کے علاوہ احاطہ میں مندرجہ ذیل قابل ذکر ہیں۔

☆متعدد سبیلیں، کنویں اور نشست گاہیں جو کہ اقصیٰ کے گرداگرد پھیلے ہیں۔

☆المدرستہ الاشرفیہ، اس کے علاوہ بھی اقصیٰ مبارک کے ارد گرد متعدد مدارس ہیں۔

تعمیر اقصیٰ کی تاریخ:

اس مشہور عام مفروضے کے برعکس کہ مسجد اقصیٰ کی تعمیر عبدالملک بن مروان کے ہاتھوں ہوئی، مسجد اقصیٰ کرہ ارض کی ایک نہایت قدیم نماز گاہ ہے۔ عبدالملک بن مروان نے گنبد صخرہ تعمیر کیا نہ کہ مسجد کی بنیاد رکھی۔ جہاں تک مسجد اقصیٰ کا تعلق ہے تو ہم جانتے ہیں کہ یہ قبلہ اول رہ چکی ہے۔ کرہ ارض پر خانہ کعبہ کے بعد دوسری عبادت گاہ بھی ہے، جو کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

مسجد اقصیٰ کی بنیاد کس نے رکھی؟ راجح تر یہی ہے کہ سب سے پہلے شخص، جنہوں نے اس کی تعمیر کی، آدم علیہ السلام ہیں۔ اس رائے کی رو سے، آدم علیہ السلام نے بیت الحرام کی بنیادیں رکھنے کے چالیس سال بعد اس دوسرے خانہ خدا کی بنیادیں رکھیں اور ایسا یہ امر خداوندی ہوا۔ نہ یہاں کوئی کلیسا تعمیر ہوا تھا اور نہ کوئی 'ہیکل اور ٹمپل'۔ پھر اس سے ایک مدت دراز بعد خلیل خدا ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت ہوئی جو کفر خانہ عراق کو خیر آباد کہہ کر اس جانب نقل مکاں ہوئے۔ یہ واقعہ کوئی اٹھارہ سو سال تا دو ہزار سال قبل مسیح کا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام نے بیت الحرام کی بنیادیں از سرِ نو اٹھائیں اور اسے بنفس نفیس آباد کیا اور پھر اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو اس کی آبادی پر مامور کیا۔ بعد ازاں آپ کے دوسرے فرزند اسحاق علیہ السلام اور پھر ان کے فرزند ارجمند یعقوب علیہ السلام خطہ اقصیٰ کی آبادی پر مامور ہوئے۔ پھر سلیمان علیہ السلام کے ہاتھوں کوئی ہزار سال قبل مسیح مسجد اقصیٰ کی تعمیر نو ہوئی۔ پھر عمر بن الخطاب کے ہاتھوں فتح اسلامی کے بعد جو کہ 15ھ بمطابق 636ء کا واقع ہے۔ جامع قبلی کی تعمیر ہوئی جو کہ مسجد اقصیٰ کا پیشینی حصہ ہے پھر دولت اموی کے عہد میں گنبد صخرہ کی تعمیر ہوئی۔ اور اس کے ساتھ جامع قبلی کی تعمیر نو بھی اموی دور کے اس تعمیری منصوبے نے اپنے تکمیل کو پہنچنے میں 30 سال لگائے یعنی 66ھ بمطابق 685ء سے لے کر 96ھ بمطابق 715ء تک سے اب تک مسجد اقصیٰ اسی نقشے پر قائم ہے۔

☆ ☆ ☆

سہ ماہی 'فخر جہاں' اوکاڑہ

ضلع اوکاڑہ کے دور افتادہ علاقے گمبر چھاؤنی میں ایک مرد درویش نے ہم مزاج رفقاء کے تعاون سے فروغ تصوف کیلئے 'فخر جہاں اکادمی' قائم کی ہوئی۔ اس اکادمی کے زیر اہتمام سہ ماہی مجلہ 'فخر جہاں' کی اشاعت کا بھی سلسلہ جاری ہے اس مجلے کی اشاعت میں پرورش لوح وقلم کا جذبہ بھی ہے اور محبت صوفیاء کا رنگ بھی۔ استحکام پاکستان کی فکر بھی اور غلبہ دین کی سوچ بھی غالب ہے عالم اسلام اس وقت جن حالات سے دوچار ہے اس سے کوئی بھی باشعور انسان بے خبر نہیں ان ہمارے صاحبان اقتدار کے متکبرانہ طرز عمل نے عوام میں جذبہ بغاوت عام کردیا ہے۔ مگر ہماری بدقسمتی ہے کہ مظلوموں کی اس سوچ سے فائدہ اٹھانے کیلئے جو تحریکیں اور شخصیات سامنے آرہی ہیں ان پر خوارج کا فلسفہ وفکر غالب ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو کہ اولیاء اللہ کے دشمن اور تصوف سے بیزار ہیں۔ جبکہ عالم اسلام کی تاریخ گواہ ہے کہ ایسے حالات میں ہمیشہ اہل حق کی جماعت صوفیاء نے بروقت اس چیلنج کو قبول کیا اور قوم کی قیادت اور ترجمانی کا فریضہ سرانجام دیا۔ مگر صد افسوس کہ موجودہ حالات میں ایسا کچھ بھی نہیں ہورہا اور دنیا بھر کے ذرائع ابلاغ تصوف کے خلاف منفی پروپیگنڈے میں مصروف ہیں۔

ان حالات میں اہل علم متصوفین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس چیلنج کو قبول کریں اور مظلوم طبقات کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ اس منفی پروپیگنڈے کا جواب دیں اور تصوف کی حقیقی روح اور درست شکل کو دنیا کے سامنے پیش کریں اور ساتھ ہی دنیا بھر کے کونے کونے میں پھیلے ہوئے صوفیاء کی جماعتوں کو مربوط کرنے کا عمل خیر سرانجام دیں۔ اور یقیناً ''فخر جہاں'' جیسے مجلہ اس کار خیر کو سرانجام دینے میں بہترین معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔

مکرم سائیں نذیر حسین فریدی اور ان کے معاون مولانا قاسم رضوی کی کاوشیں قابل قدر ہیں کہ وہ ایک گوشے میں بیٹھ کر فکر صالح اور عمدہ تحریروں کے ذریعہ، معرفت رب کی روشنی اور محبت

رسول کی خوشبو تقسیم کررہے ہیں اور دین کی حقیقی سوچ کے ساتھ تصوف اور اولیاء کا بہترین تعارف پیش کررہے ہیں۔

سہ ماہی 'فخر جہاں'، 'فخر جہاں اکادمی' جامع مسجد مبین، نور شاہ روڈ گمبر اوکاڑہ سے دستیاب ہے۔

☆ ☆ ☆

جمعیت علماء پاکستان سندھ کے زیر اہتمام مرکزی صدر صاحبزادہ زبیر اور مفتی محمد ابراہیم کا دورہ کراچی

عوام اہلسنّت عنقریب اک بڑی خوشخبری سنیں گے۔ صاحبزادہ زبیر

کراچی غلامان مصطفیٰ کا شہر ہے۔ ہم اس کی رونقیں واپس لے کر آئیں گے۔

رپورٹ: عبدالوحید یونس

جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کی مجلس شوریٰ و عاملہ کے اجلاس منعقدہ 25 مارچ بمقام جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر میں صوبہ سندھ کے تنظیمی دورے کا شیڈول طے کیا گیا جس کے مطابق کراچی کو 19-18 اور 20 اپریل کی تاریخیں ملیں

صدر جمعیت صاحبزادہ زبیر کراچی میں نماز جمعہ کے اجتماع سے خطاب فرما رہے ہیں۔

جن میں مرکزی وصوبائی قائدین کا بھرپور دورہ کروانا تھا۔ کراچی کے پروگرامات کی تفصیلات طے کرنے کیلئے 30 مارچ کراچی کے سیکریٹری محترم شبیر ابو طالب نے ذمہ داران کا بھرپور اجلاس قباء مسجد نشتر روڈ میں منعقد کیا جس میں جمعیت کراچی کے 18 ٹاؤن کے ذمہ داران کے علاوہ علماء کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی اور پروگرامات طے کیے اس سلسلے میں دعوت ناموں اور پوسٹرز بھی شائع کیے گئے مگر صدر جمعیت سندھ مفتی محمد ابراہیم قادری کو اچانک ایک ہفتہ کیلئے بیرون ملک جانا پڑا جس کی وجہ سے کراچی کے شیڈول کو ایک ہفتہ آگے کردیا گیا۔ مگر گلبرگ ٹاؤن کا استقبالیہ اور جامع مسجد غوثیہ رحیم آباد کورنگی کا خطبہ جمعہ کے اشتہارات اور دعوت نامے جاری ہوچکے تھے چنانچہ یہ پروگرام سابقہ شیڈول کے مطابق ہی منعقد ہوئے۔

19 اپریل بعد نماز عشاء جامع مسجد امام نورانی گلبرگ میں قائد جمعیت علامہ ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر کے اعزاز میں استقبالیہ تھا۔ جس کے میزبان علامہ عبدالمتین نورانی تھے جبکہ ان کے معاونین میں سید عمران حسین، سید ارشد عقیل پیش پیش تھے۔ پروگرام کے سلسلے میں مسجد کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا اور مسجد کا ہال خادمین سے بھرا ہوا تھا۔ اس استقبالیہ سے علامہ انوار احمد شیخ، قاری سلیم اختر محمود عسکری، علامہ شعیب قادری، علامہ قاضی احمد نورانی، جمعیت علماء پاکستان کراچی کے جنرل سیکریٹری شبیر ابو طالب اور جے یو پی سندھ کے ناظم اعلیٰ السید عقیل انجم قادری نے خطاب کیا۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمعیت علماء پاکستان نے کراچی کی حالت زار اور ملک میں بڑھتی ہوئی کرپشن اور دہشتگردی کی مذمت کی اور کہا کہ زرداروں نے امریکہ کی خوشنودی کی خاطر ملک کو داؤ پر لگا دیا ہے انہوں نے حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ اگر NATO کی سپلائی لائن کھولی گئی تو جمعیت علماء پاکستان کے کارکنان اس کو روکنے کیلئے تحریک چلائیں گے۔ انہوں نے اہلیان کراچی کو دعوت دی کہ وہ اپنے پرامن ماضی کی طرف لوٹ چلیں اور نظام مصطفیٰ کے پرچم تلے متحد ہوجائیں۔

اگلے دن جامع مسجد غوثیہ کورنگی میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے صاحبزادہ زبیر نے کہا کہ ملک کی بقاء نظام مصطفیٰ میں پوشیدہ ہے جب تک ہم رسول اللہ کے نظام کو نافذ نہیں کرینگے ملک میں امن قائم نہیں ہوگا بعد نماز جمعہ صدر جمعیت نے مسجد کی تعمیر نو کا افتتاح فرمایا اور علماء کے خصوصی اجتماع سے خطاب کیا آپ نے کہا کہ کراچی میں تمام سیاسی جماعتوں نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کرلیا ہے اور اب اہلسنّت کی ذمہ داری ہے کہ وہ میدان عمل میں نکل کر اپنی بالادستی اور بیداری کا ثبوت دیں کورنگی کے اجتماع کے انعقاد میں جناب اصغر نورانی علامہ خلیل نورانی، محسن سعیدی اور دیگر کارکنان نے شب روز محنت کی اور اجلاس میں سینکڑوں علماء کرام شریک ہوئے۔

شیڈول کے مطابق 25 اپریل بروز بدھ دورے کا آغاز صبح 11 بجے دارالعلوم امجدیہ کے دورے سے ہوا۔ جمعیت کے وفد کی قیادت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے فرمائی آپ کے ہمراہ مفتی محمد ابراہیم قادری، علامہ شفیق احمد قادری، السید عقیل انجم قادری، علامہ قاضی احمد نورانی، شبیر ابو طالب، قاری سلیم اختر، مولانا رفیع الرحمان نورانی اور دیگر ساتھی تھے جمعیت کے وفد کا دارالعلوم امجدیہ کے مہتمم صاحبزادہ ریحان امجد اعظمی اور صاحبزادہ علامہ اکرام المصطفیٰ اعظمی نے استقبال کیا جب کہ شیخ الحدیث مفتی اسماعیل ضیائی، مفتی ندیم اقبال اور امجدیہ کے دیگر اساتذہ وعلماء شریک رہے اس موقعہ پر دیگر امور کے ساتھ کراچی میں مجوزہ جلسہ کا پروگرام زیر غور رہا۔ صاحبزادہ زبیر اور مفتی ابراہیم صاحب نے کہا کہ ماضی میں امجدیہ جمعیت علماء پاکستان کا مرکز رہا ہے اور دارالعلوم امجدیہ کو ماضی کی طرح جمعیت کی سرپرستی کرنی چاہیے انہوں نے کہا کہ عوام اہلسنّت عنقریب ایک بڑی خوشخبری سنیں گے۔ اس موقعہ پر اکابرین امجدیہ نے قائدین جمعیت کو اپنی بھرپور حمایت کا یقین دلایا۔ مشائخ امجدیہ کے مزارات پر حاضری کے بعد یہ قافلہ اپنی اگلی منزل کی جانب روانہ ہوگیا۔

شام 5 بجے کراچی پریس کلب میں میٹ دی پریس کا پروگرام تھا کراچی پریس کلب کے جنرل سیکریٹری موسیٰ کلیم، آصف جے جا، اسامہ فاروق نے قائد جمعیت کا پرتپاک استقبال کیا۔ پریس کلب کے جنرل سیکریٹری نے جمعیت علماء پاکستان اور علامہ شاہ احمد نورانی کے حوالے سے اپنی یادیں تازہ کیں اور کہا کہ جمعیت علماء پاکستان ملکی سیاست میں شرافت اور اصولوں کی سیاست کی علمبردار ہے قائد جمعیت صاحبزادہ زبیر نے اپنے خطاب میں ملکی و عالمی صورتحال پر روشنی ڈالی اور مستقبل کے حوالے سے جمعیت کا پروگرام پیش کیا انہوں نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ جمعیت کی قیادت کا دامن ہر قسم کی کرپشن سے پاک ہے نہ وہ کبھی کسی ایجنسی کا آلہ کار بنے اور نہ مہران بنک جیسے اسکینڈلز کا حصہ بنے۔ انہوں نے کہا کہ ملک کی بقاء امریکی غلامی سے آزادی اور غلامی مصطفیٰ کو اختیار کرنے میں ہے۔ اس پروگرام کے بعد کراچی پریس کلب جنرل سیکریٹری موسیٰ کلیم نے ڈاکٹر ابو الخیر محمد زبیر کو کراچی

جے یو پی کی عوامی رابطہ مہم کے سلسلے میں کورنگی میں منعقدہ علمائے کرام کے اجلاس سے مرکزی صدر ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر اور علامہ السید عقیل انجم قادری خطاب کر رہے ہیں

پریس کلب کی یادگاری شیلڈ پیش کی۔

پریس کلب سے یہ قافلہ جمعیت نیو کراچی کی جانب روانہ ہوا جہاں علماء و عوام کثیر تعداد میں اپنے قائدین کے منتظر تھے۔ جامع مسجد بلال میں ہونے والے اجتماع سے علامہ عثمان غوری، علامہ انوار احمد شیخ اور دیگر علماء نے خطاب کیا اور گودھرا کیمپ کے مسائل سے قائدین کو آگاہ کیا۔ اور ان مسائل کے حل کیلئے اپنی تجاویز پیش کیں۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے جے یو پی سندھ کے نائب صدر اول علامہ شفیق احمد قادری نے علماء پر زور دیا کہ وہ میدان عمل میں نکلیں اور خوف کی دہشت کے اس ماحول میں امن اور انصاف کے نظام کا پیغام عام کریں۔ مفتی محمد ابراہیم قادری نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہماری بقاء نظام مصطفیٰ میں ہے ہمیں اپنی جہد مسلسل سے کراچی کو نظام مصطفیٰ کا مرکز بنانا ہوگا۔ صدر جمعیت نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ اگر علماء تحریک و مشائخ یکسو ہو جائیں تو وہ پاکستان بنا لیتے ہیں تحریک ختم نبوۃ اور تحریک نظام مصطفیٰ اور تحریک ناموس رسالت جیسے کارنامے سرانجام دے سکتے ہیں انہوں نے کارکنان پر زور دیا کہ وہ کراچی میں بھرپور جلسہ کی تیاری کر لیں کیونکہ یہ ان کا امتحان ہے۔

نماز عشاء اور عشائیہ کے بعد گلشن اقبال ٹاؤن کے زیر اہتمام ستارہ مسجد ڈالمیا میں جلسہ عام تھا۔ جس کے منتظمین، فقیر محمد عطاری، حافظ شاہد اللہ، اشفاق باجوہ، شعیب برکاتی اور دیگر علماء تھے۔ قافلہ جمعیت کا ستارہ مسجد پہنچنے پر بھرپور استقبال کیا گیا اور کارکنان نے پرجوش نعرے لگائے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے JUP کراچی کے سیکریٹری جناب شبیر ابوطالب نے نوجوانوں کو بیداری کا پیغام دیا انہوں نے کہا کہ جس قوم کے نوجوان بیدار ہو جائیں اس قوم کو ترقی سے کوئی نہیں روک سکتا۔ انہوں نے کہا کہ ملت کی فلاح دہشتگردی اور فحاشی میں نہیں مفتی محمد ابراہیم قادری نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج کشمور سے کراچی تک عاشقان مصطفیٰ متحرک اور بیدار ہیں ہم وطن پاک کو دہشت گردوں اور امریکہ کے غلاموں سے آزادی دلانا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کی زلفوں سے بھی پیار ہوتا ہے اس کے چہرے اور اداؤں سے بھی پیار ہوتا ہے عشق کا تقاضا ہے کہ جہاں محبوب کے زلف و رخسار سے پیار کیا جائے وہاں محبوب کے نظام سے بھی پیار کیا جائے۔ محبوب کی نگاہ ناز تو وہ ہے کہ بدترین دشمن بھی آپ سے والہانہ محبت کرنے لگتے ہیں آج سلگتی ہوئی انسانیت کو اگر امن مل سکتا ہے تو صرف اور صرف مصطفیٰ کے نظام میں مل سکتا ہے۔ جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے صدر جمعیت نے کہا کہ مقاصد پاکستان کی تکمیل کیلئے علماء نے ہر دور میں جدوجہد کی ہے اور آج بھی ہم پاکستان کی نظریاتی بنیادوں اور تشخص کی بحالی کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ آج امریکہ اور مغرب پاکستان کے اسلامی تشخص کو مٹانا چاہتا ہے مگر ہم تہذیب اسلامی کے ذریعہ اس کا مقابلہ کریں گے انہوں نے علماء پر زور دیا کہ وہ منبر و محراب سے غلبہ دین کی بات کریں اور جمعیت کے منشور مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ کیلئے آواز بلند کریں۔

اگلے دن 26 اپریل بروز جمعرات 11½ بجے صدر جمعیت کا کراچی بار سے خطاب تھا۔ صدر جمعیت کی آمد سے قبل کارکنان جمعیت بڑی تعداد میں کراچی بار کے مرکزی دروازے پر آپ کے منتظر تھے۔ آج صبح سپریم کورٹ کی جانب سے وزیراعظم گیلانی کے خلاف توہین عدالت کیس کا فیصلہ سامنے آیا تھا اور اس سلسلے میں کراچی کے وکلاء جمعیت علماء پاکستان کی قیادت کا موقف سننا چاہتے تھے۔ کراچی بار کے صدر محمود الحسن ایڈوکیٹ، سیکریٹری خالد ممتاز ایڈوکیٹ، سلیم الدین قریشی ایڈوکیٹ، محمد الیاس صدیقی ایڈوکیٹ سیکریٹری امور قانون صوبہ سندھ، کے ہمراہ قائدین کا استقبال کرنے کیلئے موجود تھے صدر جمعیت کی آمد کے ساتھ ہی فضاء پرجوش نعروں سے گونج اٹھی۔ سہیل بیگ نوری سربراہ جسٹس لائرز فرنٹ نے آگے بڑھ کر صدر جمعیت کو پھولوں کے ہار پہنائے اور وکلاء نے قائدین پر گلاب کی پتیاں نچھاور کیں۔ میزبانوں کے ہمراہ قائدین بار روم میں پہنچے اور کارروائی کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا اور الیاس صدیقی ایڈوکیٹ نے تلاوت کلام کی جس کے بعد علامہ قاضی احمد نورانی نے امام احمد رضا کا کلام ”سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی“ پیش کیا جس سے بار روم کی فضاء معطر ہوگئی اور وکلاء جھوم اٹھے۔ نعت رسول مقبول کے بعد خالد ممتاز ایڈوکیٹ نے استقبالیہ پیش کیا اور وطن پاک بالخصوص کی زبوں حالی کا نقشہ پیش کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان کے سربراہ علامہ شاہ احمد نورانی نے ہمیشہ اصولوں کی سیاست کی اور اپنے کردار کا سکہ منوایا علامہ نورانی اس شہر کی پہچان اور آن و بان تھے۔ صدر جمعیت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے اپنے خطاب میں کراچی کے وکلاء کو خراج تحسین پیش کیا کہ ان کی جہد مسلسل کے نتیجے میں آج عدلیہ آزاد ہے انہوں نے کہا کہ عدلیہ کی آزادی میں 12 مئی کے دن کو کبھی بھلایا نہیں جا سکتا اور 12 مئی کے شہداء میں جمعیت علماء پاکستان کے رہنما اور ممتاز عالم دین علامہ غلام فرید سیالوی کا لہو بھی شامل ہے انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان اس ملک کی دستور ساز جماعت ہے ہمارے قائدین کی پارلیمانی جدوجہد کے نتیجے میں ملک کو 73 کا متفقہ آئین ملا ہے انہوں نے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ پاکستان کے خلاف سازشوں میں مشغول ہیں سپریم کورٹ کے فیصلے پر انہوں نے کہا کہ وزیراعظم مجرم اور سزا یافتہ ثابت ہو چکے ہیں اور ان میں اگر خوداری کی ذرہ برابر بھی رمق ہے تو وہ فوری استعفیٰ دے دیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں ہونے والی تمام کرپشن کے راستے یا تو قصر صدارت کی طرف جاتے ہیں یا وزیراعظم ہاؤس کی طرف اور یہ دونوں شخصیات اپنے پورے گھرانے کے ساتھ کرپشن میں ملوث ہیں انہوں نے وکلاء سے اپیل کی کہ وہ

ملک بچانے کیلئے اور وطن پاک کو امریکی غلامی سے آزادی دلوانے کیلئے جمعیت علماء پاکستان کا ساتھ دیں۔ صدر جمعیت کے خطاب کے بعد کراچی بار کے صدر نے صدر جمعیت کا شکریہ ادا کیا اور ملکی سیاست میں جمعیت علماء پاکستان کے مثبت کردار کو سراہا بعد میں چائے کی نشست پر وکلاء نے صدر جمعیت سے مختلف سوالات کیئے اور اپنے تعاون کا یقین دلایا۔

کراچی بار سے خطاب کے بعد قائدین کا قافلہ بیت رضوان کلفٹن روانہ ہوا جہاں سینئر نائب صدر جمعیت شاہ اویس نورانی نے قائدین کے اعزاز میں ظہرانے کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ ظہرانے میں صدر جمعیت کے علامہ مفتی محمد ابراہیم قادری، محمد ہاشم صدیقی ایڈوکیٹ، محمد حلیم خان غوری، السید عقیل انجم قادری، مفتی محمد غوث صابری اور شبیر ابو طالب نے شرکت کی۔ جس کے بعد اعلیٰ سطحی اجلاس میں کراچی اور ملک کی تنظیمی وسیاسی صورتحال پر غور خوص کے بعد اہم فیصلے ہوئے۔ ظہرانے میں صاحبزادہ شاہ اویس نورانی نے اپنی روایتی میزبانی کا ثبوت دیا اور طعام کے بعد مدینہ منورہ کی کھجور اور عربی قہوہ سے مہمانوں کی تواضع کی گئی۔

بیت رضوان سے قائدین دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر روانہ ہوئے جہاں مفتی محمد جان نعیمی امیر مرکزی جماعت اہلسنّت سندھ نے علماء وفاضلین مجددیہ نعیمیہ کا بھرپور جلسہ رکھا ہوا تھا۔ اس موقعہ پر ممتاز صحافی میر حسان الحیدری بھی تشریف رکھتے تھے جبکہ مفتی نذیر احمد نعیمی، مفتی تاج الدین نعیمی، مفتی اسلم نعیمی صاحب سمیت سینکڑوں علماء کرام تشریف فرما تھے۔ اس موقعہ پر علامہ قاضی احمد نورانی، شبیر ابو طالب، مفتی محمد ابراہیم قادری اور قائد تحریک ناموس رسالت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ دینی مدارس ہماری بنیاد ہیں اور نظام مصطفیٰ کی تحریک علماء و مدارس میں ہی پروان چڑھی ہے انہوں نے کہا علماء آگے بڑھیں اور قوم کی قیادت کا فریضہ سرانجام دیں قوم کے دکھوں کا مداوا کرپٹ لیڈر نہیں بلکہ وارثان انبیاء ہی کر سکتے ہیں جلسہ اور عشائیہ کے بعد قائد جمعیت کی قیادت میں علامہ قاضی احمد نورانی اور شبیر ابو طالب بھینس کالونی روانہ ہوئے جہاں بن قاسم ٹاؤن کے زیر اہتمام پیغام انقلاب نظام مصطفیٰ کانفرنس کا انعقاد کیا گیا تھا جبکہ دوسرے قافلہ کی قیادت مفتی محمد ابراہیم قادری فرما رہے تھے جس میں شفیق احمد برڑو اور السید عقیل انجم قادری شامل تھے۔

بن قاسم ٹاؤن کے سیکڑوں کارکنان نے صدر جمعیت کا استقبال قائد آباد پر کیا جہاں جمعیت کے سبز پرچم لہراتا ہوا یہ قافلہ بڑی آن بان اور شان کے ساتھ بھینس کالونی پہنچا جہاں ہزاروں کی تعداد میں عوام اپنے قائدین کے منتظر تھے۔ وسیع و عریض اسٹیج پر علماء و مشائخ تشریف فرما تھے۔ صاحبزادہ فیض رسول نورانی نے قائدین کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ جبکہ مولانا افتخار نقشبندی، ذوالفقار علی بھٹو، علامہ عبدالباسط محمود، صاحبزادہ علامہ عبدالجبار چشتی، علامہ حفیظ چشتی علامہ عبداللہ کامل چشتی، علامہ غلام یٰسین گولڑوی، علامہ قاضی احمد نورانی اور شبیر ابو طالب نے خطاب کیا۔ جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے کہا۔ انقلاب نظام مصطفیٰ اس ملک کی تقدیر ہے باطل اپنے تمام استعمال کر کے اس کی راہ روکنا چاہتا ہے مگر حق کی آواز کو کوئی نہیں روک سکتا۔

قائدین جمعیت صاحبزادہ زبیر اور مفتی ابراہیم صاحب کا کراچی بار کے عہدیداران کے ساتھ گروپ فوٹو

انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان، امام ربانی مجدد الف ثانی کی حریت فکر کی امین ہے امام شاہ احمد نورانی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوا کر ثابت کیا کہ غلامان مصطفیٰ نہ بکتے ہیں اور نہ جھکتے ہیں اور جنکا سودا دربار مصطفیٰ میں ہو چکا ہو ان کو کوئی بھی نہیں خرید سکتا۔ انہوں نے علماء اور عوام سے کہا کہ باطل کے مقابلے میں قیام کر کے سنت حسینی کا احیاء کریں پاکستان میں ابتک بہت سے تجربات ہو چکے ہیں اب یہاں نظام مصطفیٰ کی ضرورت ہے علماء کو میدان میں آکر کرپٹ حکمرانوں سے نجات حاصل کرنے کیلئے تحریک چلانا ہوگی اور ایوانوں میں صالح قیادت بھیجنا ہوگی۔

اورنگی ٹاؤن میں پیغام انقلاب نظام مصطفیٰ کانفرنس کا انتظام علامہ شبیر القادری، سید صغیر حسین شاہ، مولانا رفیع الرحمٰن اور دیگر کارکنان نے دن رات محنت کی تھی۔ جلسہ سے دیگر علماء کے علامہ السید عقیل انجم قادری اور علامہ شفیق احمد قادری نے خطاب فرمایا اور کہا کہ نظام مصطفیٰ صرف الفاظ نہیں بلکہ سراپا عمل اور سراپا رحمت ہے۔ جلسہ عام سے پرجوش نعروں کی گونج میں خطاب کرتے ہوئے صدر جمعیت سندھ مفتی محمد ابراہیم القادری نے کہا کہ ہم آج سندھ کے قریہ قریہ میں نبی کا جھنڈا اٹھائے نظام مصطفیٰ کی دعوت دیتے پھر رہے ہیں۔ آج کے روایتی لیڈروں، سرمایہ داروں وڈیروں نے ملک کا حشر خراب کر دیا ہے باپ کے بعد بیٹا ملک و قوم کی قسمت کا مالک بنا ہوا ہے دہشت گردی، مہنگائی اور لوڈشیڈنگ نے اس قوم کی کمر توڑ دی ہے نئی نسل کیبل کے سائے میں پل کر جوان ہوئی ہے اسے نہیں معلوم کہ ان کے آباء و اجداد نے کتنی قربانیوں کے بعد یہ ملک حاصل کیا تھا۔ مگر وقت کا تقاضا ہے کہ ملک کو ان ظالموں اور دہشتگردوں سے آزاد کرانے کیلئے علماء اور نوجوان متحد ہو کر نکلیں اور ظالموں اور دہشتگردوں سے آزاد کرانے کیلئے علماء اور نوجوان متحد ہو کر نکلیں اور ظالموں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ انتخابات میں جمعیت علماء پاکستان ہر سطح پر صالح اور علاقائی قیادت عوام کے سامنے پیش کرے گی۔

دورے کے تیسرے دن جمعۃ المبارک کے اجتماعات سے صدر جمعیت صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے شاہ فیصل ٹاؤن مدینہ مسجد میں خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا جس کا انتظام جمعیت کی مقامی تنظیم نے کیا تھا۔ جن میں مفتی نور الہادی نعیمی، نسیم خان غوری، جمیل احمد خان، مہتاب نورانی، سید سلیم بخاری اور دیگر ذمہ داران شامل تھے۔

جبکہ جمعیت علماء پاکستان سندھ کے صدر مفتی محمد ابراہیم قادری نے طیبہ مسجد لیاقت آباد میں خطاب فرمایا۔ جہاں آپ کے میزبان محمود عسکری، سید ارشد عقیل، قاری سلیم اختر، سید عمران حسین، مولانا مصطفیٰ کمال امجدی، اور دیگر شامل تھے۔

شام 6 بجے دارالعلوم نوریہ رضویہ کلفٹن کے دورے کے بعد قائدین کا قافلہ روزنامہ جنگ اور جیو کے دفاتر میں ملاقات کیلئے پہنچا۔ جنگ میں ان کا استقبال ممتاز صحافی اور جنگ کراچی کے مدیر مرزا اور راجہ طارق نے کیا جبکہ جیو میں انصار نقوی اور فیصل عزیز سے ملاقات ہوئی جنہوں نے اپنے

ساتھی صحافیوں سے ملاقات کروائی اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو ہوئی اس موقعہ پر صدر جمعیت نے بتایا کہ جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے زیر اہتمام عوامی رابطہ مہم جاری ہے اور پورے سندھ میں بھرپور رابطے ہوئے ہیں انہوں نے کہا کہ موجودہ دور میں میڈیا کی ذمہ داریوں میں بے انتہا اضافہ ہو گیا ہے اور پرنٹ اور الیکٹرونک میڈیا براہ راست ملک کی سیاست اور مستقبل پر اثر انداز ہوتا ہے صحافی برادری کی ذمہ داری ہے کہ وہ کھوٹے اور کھرے میں فرق کرکے اہل لوگوں کو عوام کے سامنے پیش کرے۔ انہوں نے کہا کہ صحافت صنعت کا درجہ اختیار کر چکی ہے مگر اس صورت میں کچھ پابندیاں اور رہنما اصول ضروری ہیں اور پاکستان کی نوجوان نسل کی شعوری تربیت اور اصلاح کیلئے اور اسلامی تہذیب و معاشرت کے تحفظ کیلئے میڈیا کو ذمہ داری سے کام کرنا ہوگا۔ اس موقعہ پر جنگ اور جیو کے عمائدین نے قائدین جمعیت کے دورے پر ان کا شکریہ ادا کیا۔

دورے کے اختتام پر صدر ٹاؤن کے زیر اہتمام کتیانہ ہال لکری گراؤنڈ میں ''نظام مصطفیٰ کانفرنس'' کا انعقاد کیا گیا تھا اس کانفرنس کے سلسلے میں سید عباس نورانی، مولانا عبدالغفار اویسی، حاجی عبدالرحیم نورانی، حاجی عارف، شکیل قاضی، اور دیگر کارکنان نے شب و روز محنت کی تھی اور ان کی محنتوں کا نتیجہ تھا کہ لیاری میں بد ترین حالات جلاؤ گھیراؤ اور فائرنگ کے باوجود کتیانہ ہال کارکنان اور عوام سے بھرا ہوا تھا۔ اور کھارادر، میٹھادر اور اطراف کے سینکڑوں لوگ اپنے قائدین کا پیغام امن سننے کیلئے ہال میں موجود تھے۔ اسٹیج کو خوبصورت پینا فلیکس اور جمعیت کے جھنڈوں سے سجایا گیا تھا۔ جبکہ امام نورانی اور صاحبزادہ زبیر کی تصاویر والے پوسٹرز بھی چاروں طرف نمایاں تھے۔ جلسہ گاہ بار بار پرجوش نعروں سے گونج رہی تھی۔ ان نعروں کی گونج میں جمعیت علماء پاکستان کراچی کے جنرل سیکریٹری شبیر ابو طالب نے کہا کہ کراچی غلامان مصطفیٰ کا شہر ہے یہ دہشتگردوں کا شہر نہیں اس کی پہچان کان کٹے دہشتگرد نہیں بلکہ امام نورانی جیسے اللہ کے ولی ہیں۔ صدر ٹاؤن پہلے بھی امام نورانی کے چاہنے والوں کا مرکز تھا اور آج بھی نظام مصطفیٰ کے متوالوں کا گڑھ ہے۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء پاکستان سندھ کے صدر مفتی محمد ابراہیم قادری نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ پاکستان میں نظام بدلا جائے اور امریکی دہشت گرد اور سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں امن و راحت کا نظام، نظام مصطفیٰ پیش کیا جائے۔ نبی کی الفت کا تقاضہ ہے۔ کہ ان کے نظام سے محبت بھی کی جائے اور اس نظام کے نفاذ کیلئے جدوجہد بھی کی جائے۔ انہوں نے بہترین جلسے اور بہترین دورے پر جمعیت کراچی کے ذمہ داران کو مبارک باد پیش کی۔ جلسے سے خطاب کرتے ہوئے قائد جمعیت ڈاکٹر ابوالخیر محمد زبیر نے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میں آج مولانا نورانی کے حلقہ انتخاب میں ان کے محبت کرنے والوں سے خطاب کر رہا ہوں۔ انہوں نے ملکی حالات اور عالمی سیاست کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام میں تبدیلیاں آ چکی ہیں تیونس سے لیکر مصر تک انقلاب آ چکا ہے۔ وہ مصری فرعون جس کے مغلوب ہونے کا تصور بھی نہیں تھا وہ بوسیدہ دیوار کی مانند ڈھے چکا ہے امریکی پٹھو نام نہاد مسلم حکمرانوں سے مسلم امہ کی جان چھوٹ رہی ہے۔ اب وقت آ چکا ہے کہ پاکستان کے کرپٹ حکمرانوں سے بھی نجات حاصل کی جائے اب باریوں کا زمانہ گزر چکا ہے۔ اب اقتدار انہی لوگوں کو ملے گا جو ملک کو امریکی غلامی سے آزاد کرائیں گے۔ انہوں نے حکمرانوں کو متنبہ کیا کہ وہ NATO سپلائی کھولنے سے باز رہیں اور سلالہ چیک پوسٹ کے شہیدوں کے خون کا سودا نہ کریں اگر انہوں نے ایسا کوئی فیصلہ کیا تو پاکستان کے عوام اور جمعیت علماء پاکستان ان فیصلوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرے گی۔ انہوں نے کارکنان جمعیت پر زور دیا کہ وہ گھروں سے باہر نکلیں اور ہر شخص تک جمعیت کا پیغام پہنچائیں تا کہ انقلاب کی منزل قریب آ سکے۔

یوں ان مسلسل سرگرمیوں کے ساتھ جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کی رابطہ مہم کے سلسلے میں کراچی کا یہ سہ روزہ دورہ صدر جمعیت کی دعاؤں کے ساتھ اختتام کو پہنچا۔

جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر جے یو پی کراچی کے ناظم اعلیٰ شبیر ابو طالب' علامہ قاضی احمد نورانی' علامہ غلام یٰسین گولڑوی' علامہ فیض الرسول رضا و دیگر نظام مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب کر رہے ہیں

کراچی پریس کلب کے ذمہ داران کے ساتھ قائدین جمعیت کی ایک یادگار تصویر

فاروق آپٹیکل سروس

نظر بذریعہ جدید کمپیوٹر ٹیسٹ کی جاتی ہے

★ چشمے ہر قسم
★ کنٹیکٹ لینزز
★ آلہ سماعت
★ کاسمیٹکس لینزز
★ مصنوعی آنکھیں

کوالیفائڈ ماہرین کی زیر نگرانی لگائے جاتے ہیں

10 علامہ اقبال روڈ، چوک بوہڑ والا، لاہور، فون: 6369724، 6365048

انجمن کے انقلابی نعرے

ڈاکٹر محمد طفیل سالک

عشقِ رسول کا خلاصہ:

انجمن طلباءِ اسلام کا یہ نعرہ بھی ابتدائی دور میں تجویز کیا گیا۔ چونکہ یہ خوش عقیدہ مسلمان طلباء اور نوجوانوں کے دل کی آواز تھی، جن کے سینے عشقِ مصطفےٰ ﷺ کے نور سے منور تھے۔ اس لیے یہ نعرہ دیکھتے ہی دیکھتے مقبولیت کی آخری حدوں کو چھو گیا۔ اور صرف طلبہ اور نوجوانوں تک ہی محدود نہ رہا بلکہ ہر خوش عقیدہ مسلمان کے دل میں ولولہ تازہ پیدا کرنے لگا اور بے ساختہ ہر عاشق رسول کی زبان پر جاری ہوگیا، جس سے باطل پرستی کے ایوان لرزاٹھے۔

یہ نعرہ بھی دراصل انجمن کے انقلابی نعرہ عشق رسول کا خلاصہ، جوہر اور لب لباب ہے۔ اور انجمن کے انقلابی نعرہ "انجمن کا قافلہ۔۔۔ جاں نثار مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء" کا تتمہ اور تکملہ ہے۔

جمہور اسلام کا نظریہ:

جمہور اسلام کا یہ نظریہ اور عقیدہ ہے کہ حضور جانِ عالم ﷺ جس طرح ظہور قدسی کے بعد زندہ اور زندگی بخش تھے، اسی طرح وصال اور اس جہاں سے ظاہری پردہ پوشی کے بعد بھی حیات جاودواں سے سرشار ہیں اور اپنی امت کے حال زار سے واقف اور گواہ ہیں۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

فریاد اگر امتی کرے حال زار کی
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

جانِ جہان:

اس نظریہ وعقیدہ سے کسی کو اگر اختلاف ہے تو ہوتا رہے، یہ ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ یہ بہر حال جمہور اسلام یعنی اہل اسلام کی اکثریت کا نظریہ وعقیدہ ہے جس کی ترجمانی امامِ اہلسنّت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے یوں فرمائی ہے:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے تو جہان ہے

نقل کفر، کفر نباشد (گستاخ نبی کا خاکہ)

ایک طرف تو جمہور اسلام کا یہ نظریہ وعقیدہ ہے جو جمہور اسلام یعنی اہل اسلام کی اکثریت کا نظریہ وعقیدہ ہے اور دوسری طرف نظریہ وعقیدہ ہے جس کے بیان سے ر جس کو بیان یا نقل کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ نقل کفر کفر نباشد خاکم بدہن کہ حضور ﷺ معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ ہم نے ایسے بدبخت بھی دیکھے ہیں جو سالہا سال تک مدینہ منورہ جامعہ اسلامیہ میں زیر تعلیم رہے، حضور کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور سلام پیش کرنے کی انہیں توفیق نہ ہوئی اور اسے شرک اور قبر پرستی سمجھتے ہوئے اس سے ابا کرتے رہے۔ چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے (اَلْوَجْهُ عُنْوَانُ الْبَاطِنِ) ان کے دلوں کی یہ کدورت آج بھی ان کے چہروں سے ظاہر ہوتی ہے۔ جو کہ یبوست اور ظلمت کا نشان ہیں کہ انہیں دیکھتے ہوئے آدمی ڈرنے لگتا ہے۔ مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں والے کا ایک شعر بچپن سے یاد ہے:

سیاہ رو تندخو سر منڈا اور سر بسر فتنہ
یہ گستاخ نبی کا مختصر سا ایک خاکہ ہے

حضرت ابو ایوب انصاری کا نظریہ اور عمل:

یہ اسی مروانی نظریہ وعقیدہ کی صدائے بازگشت اور اسی کا عملی ظہور ہے، جس کا اظہار اس کے بزرگ صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے روبرو کیا۔ کہ جب حضرت ابوایوب انصاری حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور قبر مکرم سے لپٹ گئے اور جوش محبت سے بغل گیر ہوئے۔ تو مروان نے ان کو دیکھ کر ٹوکا اور کہا:

مَا ذَا تَفْعَلُ يَا اَبَا اَيُّوْبَ ؟ (اے ابوایوب! یہ کیا کر رہے ہو؟)

تو حضرت ابوایوب انصاری نے پلٹ کر کہا:

لَمْ اٰتِ حَجَرًا وَ لَا طِيْنًا بَلْ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ.

(میں کسی پتھر اور مٹی کے تودے کے پاس نہیں آیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔)

جس زمانے میں سرزمین حجاز ونجد "سعودی مملکت" میں تبدیل ہوگئی۔ اور سعودی حکمرانوں نے وہاں وہابی علماء کے زیر اثر کہے سنے پر آنکھیں بند کر کے بلکہ دل کھول کر عملدرآمد شروع کر دیا اور مکہ ومدینہ کے اہم ترین تاریخی اور مقدس ترین متبرک مقابر ومزارات کو منہدم کرنا شروع کر دیا تو خاکم بدہن ان کے عزائم گنبدِ خضریٰ کے بارے میں بھی کچھ کم خطرناک نہیں تھے۔ بلکہ وہابی علماء تو معاذ اللہ اسے صنم اکبر قرار دیتے تھے۔ لیکن اس سلسلے میں سب سے بڑی عملی رکاوٹ ان کے سلسلے میں جو حائل تھی وہ ترکی حکومت کے ساتھ ان کا وہ معاہدہ تھا جو سامراجیوں کی ضمانت سے طے پایا تھا اور جسے سامراجی تائید وحمایت بھی حاصل تھی، جس کی رو سے سعودی حکمران اس امر کے پابند تھے کہ وہ حرم کعبہ اور حرم نبوی میں خلافت عثمانی کے دور کے آثار وتعمیرات کو نہیں گرا سکیں گے۔ ممکن ہے کہ وہابی علماء کے زیر اثر سعودی حکمران اس معاہدہ کی بھی خلاف ورزی کر گزرتے۔ اور اس کے ساتھ ہی جمہور اہل اسلام یعنی خوش عقیدہ مسلمانوں کی اکثریت کے عقائد و رجحانات سے بھی باخبر اور ان کے جذبات واحساسات سے بھی خائف تھے۔ اور وہ ایسی کسی حرکت پر۔۔۔ پر وہ کٹ مرنے کے لیے تیار ہو سکتے تھے۔ جس کے نتیجے میں سعودی حکمرانوں کو لینے کے دینے پڑ جاتے اور وہ اپنی حکومت و سلطنت سے محروم ہو سکتے تھے۔ اس لیے وہ اب تک اس سلسلے میں کوئی انتہائی قدم اٹھانے سے گریزاں رہے البتہ انہوں نے یہ ضرور کیا کہ روضۂ رسول ﷺ پر حاضری کے سلسلے میں بہت سی قدغنیں اور پابندیاں لگا دیں کہ جو اب تک نافذ چلی آتی ہیں اور ہر زائرِ رسول ان کو بچشم خود دیکھتا ہے اور ان کا تجربہ بھی کرتا ہے۔ منجملہ ان میں یہ کہ مثلاً روضۂ منورہ کو ہاتھ نہ لگایا جائے، جالیوں کو نہ چوما جائے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو

کر ہاتھ اٹھا کر دعا نہ کی جائے وغیرہ وغیرہ۔

علامہ اقبال کا نظریہ:

جب سعودی حکمرانوں کی طرف سے یہ پابندیاں نئی نئی لگائی جارہی تھیں تو علامہ اقبال اس وقت زندہ تھے اور چشمِ تصور میں خود کو گنبدِ خضریٰ پر حاضری دیتے نظر آتے ہیں اور حضور کی چوکھٹ پر سر رکھے اور اسے چومتے دکھائی دیتے ہیں کہ عبدالعزیز بن سعود یا اس کا کوئی نمائندہ وہاں پہنچتا ہے اور علامہ کو اس اظہار محبت وعقیدت سے روکتا ہے تو علامہ مرحوم اس سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:

سجودے نیست اے عبدالعزیز ایں
بروبم از مژہ خاک در دوست

(اے عبدالعزیز! یہ یعنی آنکھوں کو اس طرح جھکانا اور سر کو حضور کی چوکھٹ پر رکھنا سجدہ نہیں بلکہ میں تو اپنی پلکوں سے اپنے محبوب آقا کے در دولت کی مٹی کو جھاڑ رہا ہوں۔)

شد رحال اور جمہور علماء:

آج کل بعض لوگ یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ گنبد خضریٰ کی نیت سے سفر کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ اور اس کے لیے وہ حدیث شد رحال کا سہارا لیتے ہیں۔

لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَۃِ مَسَاجِدِ.

(سوائے تین مسجدوں کے کسی اور مقام کی طرف (ثواب کی نیت سے) کجاووں کو نہ کسو یعنی سفر نہ کرو۔)

ان کے اس اعتراض کا علماء حق نے کافی وشافی جواب دیا ہے، جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے اور نہ ہی اس کی یہاں گنجائش ہے۔ ہم تو صرف اس قدر جانتے ہیں کہ جمہور اسلام کے جلیل القدر علماء ومشائخ اس سفر کو مقدس اور بابرکت اور اپنی اپنی دینی وروحانی زندگی کی معراج سمجھتے رہے ہیں۔ آخر یہ جامی ہیں جن کی کتاب شرح جامی پڑھے بغیر کوئی عالم دین نہیں بنتا جو حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں اور پھر دوبارہ حاضری کی آرزو اور دعا کرتے ہیں:

مشرف گرچہ جامی شد ز لطفش
خدایا ایں کرم بارِ دگر کن

مردانِ حق کا ہمیشہ سے یہ عقیدہ ونظریہ رہا ہے کہ یہ حاضری ہماری دینی وروحانی زندگی کی معراج ہے اور وہ اس ادب گاہ میں نفس گم کردہ حاضری دیتے رہے ہیں۔ آخر یہ شعر کس کا ہے۔ کسی بریلوی عالم کا تو نہیں بلکہ کسی پرانے بزرگ کا ہے:

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

ایسے ہی فرمودات ر بیانات اور اشعار دیگر بزرگوں کے اور بھی بہت ہیں، جو اگر نقل کیے جائیں تو ایک طویل کتاب بن جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ لا تشد الرحال کی مذکورہ بالا تعبیر سے اختلاف صرف وہ علماء ہی نہیں کرتے جنہیں عرف عام میں بریلوی کہا جاتا ہے بلکہ جب ابن تیمیہ نے یہ فتویٰ جاری کیا، تو اس وقت علماءِ حق کی ایک معتد بہ تعداد نے اس سے شدید اختلاف کیا اور اس کے ردّ میں مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔ منجملہ ان میں سے امام تقی الدین سبکی کی ایک لاجواب کتاب شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام ﷺ بھی ہے۔

ابو الکلام آزاد کا نظریہ:

اور یہ اختلاف نہ صرف پرانے علماء تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ جدید دور کے ان علماء نے بھی اس سے اختلاف کیا ہے اور اس کو صحیح نہیں سمجھا جو بریلوی مکتب فکر سے تعلق نہیں رکھتے۔ مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد جو ایک حلقے نہیں دین وسیاست میں اتھارٹی سمجھے جاتے ہیں وہ جبکہ تحریک آزادی کے دوران الہٰ آباد جیل میں فرنگی سامراج کی قید میں تھے، تو انہیں رابطہ عالم اسلامی کی مکہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت ملتی ہے۔ لیکن قید ہونے کے ناطے بظاہر ان کی حاضری اور شرکت مشکل نظر آتی ہے لیکن آزاد صاحب کو جب یہ دعوت نامہ موصول ہوتا ہے تو بے اختیار ان کے لبوں پر یہ شعر جاری ہوجاتا ہے۔

ہم کو بھی بلا بھیجیں
بھیجی ہیں ہم نے درودوں کی بھی سوغاتیں

اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ آزاد صاحب صرف حرم کعبہ کی حاضری ہی کے قائل نہیں بلکہ حرم نبوی اور گنبدِ خضریٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ۔۔۔ بلکہ بارگاہِ رسالت کی حاضری کو بھی نہ صرف یہ کہ جائز اور باعث ثواب سمجھتے ہیں بلکہ اس سلسلے میں اپنے گہرے جذبات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ آزاد صاب کا یہ جذبہ وجنوں اور سوز دروں رنگ لاتا ہے اور سعودی حکمران براہِ راست فرنگی حکمرانوں سے رابطہ کرتے ہیں اور یوں آزاد صاحب کو پیرول پر رہا کر دیا جاتا ہے اور وہ اس مقدس سفر پر روانہ ہوجاتے ہیں۔

عصر حاضر کے مایۂ ناز اسلامی مفکر جنہیں بجا طور پر شاعر مشرق اور حکیم الامت بھی کہا جاتا ہے، کی رائے اور رویہ اور ان کا اس سلسلے میں جو نظریہ اور عقیدہ تھا اور ان کے جو جذبات واحساسات تھے، ان کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اگر اسی جذبہ کا اظہار مولانا احمد رضا بریلوی کریں تو انہیں کشتنی اور گردن زنی کیوں قرار دیا جائے یا ان کے پیچھے لٹھ لے کے کیوں پڑا جائے اور ان پر کفر وشرک کے فتووں کی بوچھاڑ کر کے ان کو اور ان کی اتباع کرنے والوں اور پیروکاروں کو جسد ملت سے کاٹ دینے کی سعی مذموم کیوں کی جائے؟

ہمارے نظریہ اور عقیدہ کے مطابق اعلیٰ حضرت بریلوی سچ کہتے ہیں کہ درِ رسول کی حاضری کے بغیر تو حج مکمل ہی نہیں ہوسکتا۔ بظاہر تو حج ہوجائے گا اور یہ سفر نامکمل رہے اور یہ سفر ناتمام اور جذبہ نامراد ہوگا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ اور عمل:

عقیدے عقیدے اور نظریے نظریے کی بات ہے۔ ایک عقیدہ اور نظریہ تو وہ تھا جس کا اظہار عاشق رسول حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر کیا تھا، جب وہ سفیر رسول بن کر کفار مکہ سے مذاکرات کے لیے اور یہ بتانے مکہ گئے تھے کہ ہم کسی جنگ کی نیت سے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کا شرف حاصل کرنے آئے ہیں اور آپ لوگ اس نیک کام کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں اور اس کی اجازت دے دیں۔ کفار مکہ اس پر معترض ہوئے البتہ انہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ہمارے بھائی بند ہیں اور آپ چونکہ مکہ کی سرزمین میں پہنچ چکے ہیں اور حدودِ حرم میں داخل ہوچکے ہیں، اس لیے آپ کر سکتے ہیں۔ لیکن حضرت عثمان غنی نے اس سے اتفاق نہ کیا اور اس پیشکش کو یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ جب تک ہمارے حضور عمرہ نہیں کر لیتے میں بھی عمرہ نہیں کروں گا۔ حالانکہ حرم کعبہ اور بیت اللہ العتیق تو ان کو سامنے نظر آرہا تھا۔ جس کا عمرہ بہرحال عبادت اور توحید ہی کا حصہ ہے/جزولاینفک ہے۔ اگر آج کی طرح کا کوئی توحیدی ہوتا تو شاید وہ کہتا کہ اصل مقصد تو بیت اللہ کی حاضری ہے (نہ کہ معاذ اللہ رسول اللہ ﷺ کی معیت ورفاقت) اگر موقع مل رہا ہے تو اسے کیوں ہاتھ سے جانے دیا جائے۔ اقبال مرحوم نے سچ کہا ہے:

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہیے

آج جو لوگ حج میں جا کر مکہ مکرمہ سے واپس آجاتے ہیں اور درِ رسول کی حاضری کو ضروری یا جائز نہیں

سمجھتے۔ان کا یہ طرزِ فکر وعمل اور ان کا یہ عقیدہ ونظریہ عاشقِ رسول حضرت عثمان غنی کے طرزِ فکر وعمل اور ان کے نظریہ وعقیدہ رسلک سے کس حد تک مختلف ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا نظریہ:

اگر مولانا بریلوی بھی ایسا ہی نظریہ اور عقیدہ رکھتے ہیں اور ایسے ہی فکر وعمل کا اظہار کرتے ہیں تو ان پر کفر و شرک کے فتوے کیوں لگائے جائیں۔اور انہیں برا بھلا کیوں کہا جائے اور معتوب ومغضوب کیوں قرار دیا جائے؟بے شک مولانا بریلوی کہتے ہیں اور سچ کہتے ہیں:

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبے کا کعبہ دیکھو

آؤ! جمہور امت کے جلیل القدر آئمہ وعلماء جن کا یہی عقیدہ ونظریہ رہا ہے کہ جس مقام مقدس پر حضور کا جسدِ اطہر جلوہ گر ہے یعنی جہاں گنبدِ خضریٰ ہے، وہ جگہ اور وہ مقام عرشِ اعظم سے بھی افضل ہے۔اسی لیے انہوں نے اس عقیدہ و نظریہ کا برملا اظہار بھی کیا ہے:

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جمہور امت کے اس نظریہ وعقیدہ کو سامنے رکھا جائے تو مولانا بریلوی کا یہ نظریہ بالکل صحیح اور درست نظر آتا ہے اور وہ اپنے جذبہ محبت میں یہ کہنے میں بالکل حق بجانب ہیں۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

اس سے اگر کسی کو اختلاف ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ جمہور امت کس طرف ہے اور جس طرف جمہور امت ہے یعنی امت کا سوادِ اعظم ہے، اسی طرف حق ہے۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے امت کی رہنمائی کرتے ہوئے فرمایا:

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ سوادِ اعظم (سب سے بڑی جماعت) کی پیروی کرو جو سوادِ اعظم سے نکل گیا وہ دوزخ میں گر گیا۔

ادب گہِ محبت سے دشمنی:

گنبدِ خضریٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام عاشقانِ رسول کا شروع سے مرکزِ عقیدت اور مقامِ زیارت رہا ہے۔اور اہلِ اسلام کی اس والہانہ محبت وعقیدت کے پیشِ نظر دشمنانِ اسلام کی ہمیشہ اپنے خبثِ باطن اور سوءِ عاقبت سے یہ خواہش اور کوشش رہی ہے کہ کسی طرح سے اس مرکزِ محبت وعقیدت کو خاکم بدہن ختم کر دیا جائے۔یا اس کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔

ایک خوفناک یہودی سازش:

ایسی ہی ایک خوفناک سازش بعض یہودی فتنہ گردوں نے اس دور میں کی جب سلطان نورالدین زنگی ملتِ اسلامیہ کے ایک حصہ پر حکمران تھے۔یہ یہودی فتنہ گر فقیروں، درویشوں، زاہدوں اور عابدوں کے روپ میں مدینہ منورہ کی سرزمین پاک (حرم نبوی) میں داخل ہوتے ہیں اور حضور نبی محترم ﷺ کی قبرِ مکرم کے زیرِ سایہ ایک حجرہ میں گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔اور بظاہر دن رات عبادت و ریاضت میں مصروف ہو جاتے ہیں اور دن رات معتکف رہتے ہیں اور کسی کے وہم وگمان میں بھی نہیں آتا کہ یہ کسی خوفناک سازش میں مصروف ہیں اور کوئی گھناؤنا کھیل کھیل رہے ہیں لیکن یہ یہودی فتنہ گر دن بھر اس حجرہ میں بظاہر معتکف اور خلوت نشین رہ کر اندر سے اپنے حجرہ سے قبرِ انور تک سرنگ کھودنے میں مصروف رہتے ہیں۔دن بھر جتنی سرنگ کھودتے ہیں اور اس سے جو مٹی نکلتی ہے، رات کی تاریکی میں جبکہ عام لوگ سو رہے ہوتے ہیں، اپنی چادروں اور بوریوں میں ڈال کر باہر پھینکتے رہتے ہیں۔ان کا اصل منصوبہ یہ ہے کہ وہ اس طرح سے اندر سرنگ کھود کھود کر حضور انور ﷺ کے جسدِ اطہر تک پہنچ جائیں اور اپنے زعمِ باطل میں حضور کی باقیات کو نکال کر مسلمانوں سے یہ کہیں کہ دکھاؤ تمہارا رسول کہاں ہے؟

جب یہ یہودی فتنہ گر بلکہ دہشت گرد سرنگ کھودتے کھودتے حضورِ انور ﷺ کے جسدِ اطہر کے بالکل قریب پہنچ جاتے ہیں تو خواجۂ گیہاں سرورِ کون ومکاں ﷺ سلطان نورالدین زنگی کو خواب میں ملتے ہیں۔دیکھئے یہ سعادت کسی عرب کے حصہ میں نہیں آتی بلکہ ایک عجمی حکمران کو اس سعادتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا جا رہا ہے۔اور حضور اس درویش صفت سلطان کو خواب میں مل کر کہتے ہیں کہ سلطان تم یہاں بیٹھے ہو اور دشمن میرے بالکل قریب پہنچ گیا ہے اور پھر ان یہودی فتنہ گروں کی شکلیں بھی دکھائی جاتی ہیں۔سلطان نے اسی وقت روضہ منورہ کی طرف ایڑھ لگا دی۔اور وہاں جا کر مسجد نبوی کے تمام زائرین کو اکٹھا کیا مگر جو یہودی دہشت گرد اسے دکھائے گئے تھے، نظر نہ آئے۔اس نے دریافت کیا کہ کوئی اور درویش بھی کہیں چھپا بیٹھا ہو تو استفسار وبسیار کے بعد سلطان کو بتایا گیا کہ دو درویش ایک حجرہ میں دن رات عبادت میں مصروف رہتے تھے۔سلطان نے کہا کہ ان کو باہر لاؤ۔جب انہیں نکال کر سلطان کی خدمت میں پیش کیا گیا تو یہ وہی دہشت گرد تھے، جن کی شکلیں سلطان کو خواب میں دکھائی گئی تھیں۔

سلطان نے ان کے حجرہ کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ فی الواقع وہاں ایک سرنگ کھدی ہوئی ہے اور یہ سرنگ قبرِ مکرم کے قریب تک پہنچ گئی ہے۔سلطان نے ان یہودی دہشت گردوں کو فی الفور گرفتار کر لیا اور پھر اس سرنگ کو بند کر کے اس کی بجائے حضور اکرم ﷺ کی قبرِ مکرم کے اردگرد ایک عالی شان روضہ تعمیر کیا جس کی بنیادوں میں سیسہ پگھلا کر ڈالا گیا تا کہ آئندہ کوئی دشمن اسلام ایسی جرأت و ہمت نہ کر سکے اور اس کے اوپر گنبدِ خضریٰ تعمیر کروایا جو آج تک اپنوں کی ریشہ دوانیوں اور بیگانوں کی سازشوں کے باوجود بصد شان وشکوہ قائم ودائم ہے۔اور ان شاء اللہ حشر تک اسی طرح قائم رہے گا۔نور الدین زنگی نے یہ عظیم اور تاریخی کارنامہ سرانجام دے کر اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا کہ اس نے اسے اپنے آقائے کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت وتعظیم کی سعادت اور توفیق بخشی اور دین کی خدمت وحفاظت اور اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعظیم وتکریم کے لیے چن لیا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ
میری طلب بھی انہی کے کرم کا صدقہ ہے
قدم اٹھتے نہیں اٹھائے جاتے ہیں

نت نئی سازشیں:

آج کل بھی اس مرکزِ محبت کے خلاف بہت سی سازشیں سننے میں آتی رہتی ہیں۔کبھی کبھی تو سعودی حکمرانوں جو کہ وہابی علماء کے مکمل طور پر زیرِ اثر اور ان کے تابع عمل ہیں، کی طرف سے بھی کچھ نہ کچھ سننے میں آتا ہے۔ہمارے منہ میں خاک۔۔۔اللہ کرے یہ ساری اطلاعات غلط ہوں۔اور اسلام کا خارجی دشمن جو کہ اسلام کا بعد میں اور پیغمبر اسلام ﷺ کا پہلے دشمن ہے، وہ کبھی سفیرِ اسلام کے خاکے بناتا اور اڑاتا ہے۔کبھی حضور کی عزت وناموسِ رسول پر حملہ آور ہوتا دکھائی دیتا ہے۔اور کبھی براہِ راست اسلام کو تشدد اور دہشت گردی کے مترادف قرار دیتا ہے۔اسے اس مرکزِ محبت۔۔۔گنبدِ خضریٰ۔۔۔سے بھی بہت پرخاش ہے۔اور اس کے بارے میں اس کی کدورت، کینہ گی کی انتہائی حدوں کو چھو رہی ہے۔اور وہ اسے نقصان پہنچانے کے لیے اور اس کی حرمت اور تقدس کو مٹانے کے لیے دن رات سازشوں اور ریشہ دوانیوں کے تانے بانے بنتا رہتا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے کبھی تو وہ عاقبت نا اندیش اور بر خود غلط اسلام کے نام نہاد دعویداروں کو آلۂ کار

بقیہ صفحہ نمبر 40 پر

قوم و ملک کی بقاء صرف اور صرف نظام مصطفیٰ سے وابستہ ہے۔ شاہ اویس نورانی

فیض احمد ہاشمی

عقیدہ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جلہ شانہ کی الوہیت میں کسی کو شریک نہ کیا جائے اور غیر اللہ کا خوف دل سے نکال دیا جائے۔ توحید یہ ہے کہ اپنے آپ کو ریاکاری سے محفوظ رکھا جائے۔ عقیدہ توحید اور رسالت کی پختگی سے ایمان سلامت رہتا ہے توحید و رسالت کی برکت ہی سے ہمیں سب کچھ ملا ہے ان خیالات کا اظہار ادارہ صراط مستقیم کے سربراہ ڈاکٹر علامہ اشرف آصف جلالی نے سالانہ عظیم الشان ''عقیدہ توحید سیمینار'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ سیمینار کی صدارت امام شاہ احمد نورانی کے صاجزادے شاہ اویس نورانی نے کی سیمینار میں مختلف قراردادیں بھی منظور کی گئیں جن میں کشمیریوں پر بھارتی مظالم اور پاکستانی دریاؤں پر انڈیا کی طرف سے ڈیم بنانے کی شدید مذمت کی گئی اور حکومت وقت سے مطالبہ کیا گیا کہ فحاشی و عریانی کے سیلاب کو روکا جائے اور سانحہ نشتر پارک، داتا دربار اور جامعہ نعیمیہ کے ذمہ داروں کو بے نقاب کر کے نشان عبرت بنایا جائے۔

جس ملک کے وزیر اعظم کے خاندان کے تقریباً تمام افراد بدعنوانی، لوٹ کھسوٹ اور کرپشن میں ملوث ہوں اس ملک کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔ کرپشن کے تمام راستے ایوان وزیر اعظم کی طرف جاتے ہیں۔ بیچارے عوام دو وقت کی روٹی سے محروم ہو کر فاقہ کشی اور خودسوزی پر مجبور ہو چکے ہیں۔ ملکی معیشت کا پہیہ جام ہو چکا ہے۔ وطن عزیز کی داخلی و خارجی محاذ خطرات میں گھر چکے ہیں۔ ملک کو اس گھمبیر گرداب سے نکالنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ملک بھر کے عوام انقلاب نظام مصطفیٰ کے لئے اپنی جدوجہد تیز کر دیں کیونکہ قوم و ملک کی بقاء صرف اور صرف نظام مصطفیٰ سے وابستہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علماء پاکستان کے سینئر نائب صدر صاجزادہ شاہ محمد اویس نورانی صدیقی نے جامعہ محمدیہ رضویہ میں ضلع لاہور کے کارکنان سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر حافظ نصیر احمد نورانی، رشید احمد رضوی، رانا رحمت علی اور دیگر رہنما و خادمین جمعیت موجود تھے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی نے اپنی 70 سالہ سیاسی زندگی میں کوئی جائیداد یا بینک بیلنس نہیں بنایا جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے تو زمین کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا بھی ان کے نام نہیں تھا۔ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے انہوں نے پھانسی کے پھندے کو چوم کر سینے سے لگایا 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختم نبوت میں ان کی خدمات اور قربانیوں کو قوم کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ جمعیت علماء پاکستان آج بھی قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی کے بتائے ہوئے راستے پر چل کر نفاذ نظام مصطفیٰ کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔ ان خیالات کا اظہار جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی سیکریٹری جنرل علامہ قاری محمد زاور بہادر نے جمعیت علماء پاکستان ضلع لاہور کے زیر اہتمام ''مجاہد ملت کانفرنس'' سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت اور اپوزیشن امریکہ سے اپنی اپنی نوکریاں پکی کروانے کیلئے نیٹو سپلائی کی بحالی پر رضامند ہو گئے ہیں۔ ہم حکومت اور اپوزیشن کے اس اقدام کی بھرپور مذمت کرتے ہیں اور امریکہ اور اس کے اتحادی اسلامی ممالک اور پاکستان کے خلاف برسرپیکار ہیں ان کے ہاتھ خون مسلم سے رنگین ہیں ان کی مدد اسلامی اور اخلاقی طور پر ناجائز ہے۔ عالمی استعمار پاکستان کی سلامی کے درپے ہے۔ امریکہ بلوچستان، کراچی میں قتل و غارت کے ذریعے ملک کو توڑنا چاہتے ہیں۔ ایسے میں ان سے تعاون بالکل غیر شرعی ہے۔ حکمران ملک کو اپنے باپ دادا کی جاگیر سمجھ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہیں اور عدلیہ کے احکامات کا مذاق اڑا کر خود لاقانونیت اور دستور پاکستان کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ یہ سب کچھ پاکستان کے اصل مقاصد سے ہٹ جانے کا نتیجہ ہے۔ کانفرنس سے ڈاکٹر جاوید اختر، مفتی عبدالشکور رضوی، مولانا عبدالرشید جامی اور دیگر نے خطاب کیا۔

انجمن طلباء اسلام ضلع لاہور نے ناظم عثمان محی الدین کی قیادت میں پریس کلب کے باہر نیٹو سپلائی بحالی کے خلاف زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے عدنان رضا، حافظ زوہیب، ایوب فراز اور میاں اشتیاق نے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی بے گناہوں کے مقدس خون سے غداری اور امریکی غلامی کا طوق دوبارہ گلے میں ڈالنے کے مترادف ہے۔ انجمن کے کارکنان سپلائی بحالی کے خلاف سخت احتجاج کریں گے۔ اس موقعہ پر امریکی پرچم بھی نذر آتش کیا گیا۔ دریں اثناء انجمن طلبہ اسلام کے صوبائی و ضلعی رہنماؤں حافظ احسان الحق، عثمان محی الدین اور عدنان رضا نے اپنے مشترکہ بیان میں پنجاب و خیبر پختونخواہ کے تعلیمی نصاب سے اسلامی اسباق کے اخراج کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ حکمران مغربی غلامی میں اتنے اندھے ہو گئے ہیں کہ ان کو خود سے سوچنے کی صلاحیت بھی ختم ہو چکی ہے انہوں نے عملی طور پر پاکستان کو امریکی طفیلی ریاست بنانے کی ٹھان لی ہے نصاب سے اسلامی اسباق کا اخراج اس کا منہ بولتا ثبوت ہے ہم ان کی اس سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

جمعیت علماء پاکستان کی اپیل پر ملک بھر سمیت لاہور میں بھی جمعیت علماء پاکستان صوبہ بلوچستان کے رہنما مولانا محمد قاسم ساسولی کے ظالمانہ قتل کے خلاف یوم احتجاج منایا گیا۔ لاہور پریس کلب کے باہر احتجاجی مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ مولانا قاسم ساسولی شہید کے قاتلوں کو بلاتاخیر گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے مقررین نے آئے روز بلوچستان میں ٹارگٹ کلنگ کے بڑھتے واقعات پر صوبائی حکومت سے فوری مستعفی ہونے کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر مرحوم کے بلند درجات کیلئے خصوصی دعا بھی کروائی گئی۔

پاکستان کی سالمیت، آزادی اور خودمختاری کے خلاف خوفناک سازش کی جا رہی نظریہ پاکستان اور دوقومی نظریے کو پس پشت ڈال کر پاکستانی قوم کو تقسیم کیا جا رہا ہے۔ نام نہاد دانشور میڈیا پر کھلم کھلا پاکستان اور حصول پاکستان کے مقاصد کے خلاف زبان درازی کر رہے ہیں لیکن پاکستان کو صرف اور صرف اسلام اور کلمہ طیبہ کی بناء پر قائم رکھا جا سکتا ہے۔ آج چند ملک دشمن عناصر پاکستانی قوم کو سندھی، مہاجر، پنجابی، سرائیکی اور پٹھان بنا کر اس اتحاد کو پاش پاش کرنے کی مذموم اور ناپاک سازشیں کر رہے ہیں۔ اگر آج بھی محب وطن لوگوں نے ان کے خلاف بند نہ باندھا تو آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہیں کریں گی۔ ان خیالات کا اظہار علامہ قاری محمد زوار بہادر، علامہ خادم حسین رضوی، حضرت صاجزادہ شاہ محمد اویس نورانی، قاری علی اکبر نعیمی، مولانا غلام شبیر فاروقی، مولانا محمد علی نقشبندی اور دیگر نے ٹاؤن شپ لاہور میں ''موذن رسول کانفرنس'' سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ انہوں نے مزید کہا کہ سیدنا حضرت بلال فنافی الرسول تھے۔ اسلام اور پاکستان کو درپیش مسائل سے نکالنے کیلئے جذبہ بلالی کی ضرورت ہے۔ کانفرنس میں قرارداد کے ذریعے عشق رسول ملک ممتاز قادری کی باعزت رہائی کا مطالبہ بھی کیا گیا۔

☆ ☆ ☆

پنڈ سلطانی، ضلع اٹک میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے صاحبزادہ شاہ اویس نورانی، قاری زوار بہادر، پیر حافظ سعید ودیگر خطاب کر رہے ہیں

پنڈ سلطانی ضلع اٹک میں پانچویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس

محمد اکرام الحق کاظمی، جنڈ

جمعیت علماء پاکستان تحصیل جنڈ کے زیر اہتمام پانچویں سالانہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس پنڈ سلطانی کے وسیع عریض کھلے میدان میں منعقد ہوئی جس میں ضلع بھر سے ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ یہ کانفرنس انتہائی تسلسل سے جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی جنرل سیکریٹری داؤد مصطفائی، علامہ غلام حیدر، قاری مہر خان، عبدالخالق اور ان کے ساتھیوں کی دن رات کوششوں سے انعقاد پزیر ہوتی ہے جس میں ملک بھر سے شرکت کرنے والے مشائخ عظام، مذہبی و سیاسی اسکالرز اور جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی و صوبائی عہدیداران کے فکری و اصلاحی خطابات سے عوام الناس مستفید ہوتے ہیں۔ امسال بھی کانفرنس میں شہزادہ اہلسنت شاہ محمد اویس نورانی، علامہ قاری محمد زوار بہادر، صاحبزادہ حافظ سعید احمد، پیر معین شہزاد چشتی، پیر فاروق الاسلام ڈاکٹر رفیق غنچہ، ڈاکٹر جاوید اختر نورانی، علامہ قاری غلام فرید قادری و قاری ابرار حسین قادری کے علاوہ کئی دیگر علماء و مذہبی سیاسی شخصیات نے شرکت فرما کر کانفرنس کو رونق بخشی۔ علامہ غلام حیدر نے نقابت کے فرائض ادا کئے۔

کانفرنس سے خصوصی خطاب کرتے ہوئے جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی نائب صدر پیر حافظ سعید احمد آستانہ عالیہ دربائے رحمت شریف نے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو اللہ عزوجل نے خود قرآن مجید میں حل فرما دیا ہے۔ مگر قادیانیت اور ان کے پیروکاروں کو لگام دینے کیلئے جتنی جدوجہد علماء و عوام اہلسنت نے کی وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں قائد ملت اسلامیہ علامہ نورانی کے اس میدان میں کارہائے نمایاں سے کون بے خبر ہے قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونکنے کا سہرا میرے اور آپ کے عظیم قائد علامہ شاہ احمد نورانی کے سر ہے جنہوں نے اسمبلی میں انہیں اقلیت قرار دلوایا۔ صاحبزادہ سعید احمد نے کہا کہ مجھے اس وقت بڑا افسوس ہوا جب میں اکوڑہ خٹک ان کے مرکز میں گیا اور میں نے وہاں علماء کی وہ فہرست دیکھی جنہوں نے قادیانیت کے خلاف کام کیا۔ ہمارے بزرگوں کا نام چھٹے نمبر پر درج تھا۔ جب کہ شروع میں دو نام ان کے ان اکابرین کے تھے جو خود مرزا قادیانی کی حمایت کرتے رہے تھے۔

علامہ قاری محمد زوار بہادر مرکزی سیکریٹری جنرل جمعیت علماء پاکستان نے اپنے خطاب میں ملک کی موجودہ صورتحال پر تبصرہ اور نا اہل حکمرانوں کی خبر لیتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت کی نا اہلیوں سے عوام الناس انتہائی پریشان و فکر مند ہیں۔ مہنگائی، بے روزگاری، دہشتگردی، فحاشی و عریانی، بدمعاشی کا ملک بھر میں راج ہے حکمران اپنی عیاشی کیلئے اپنے مسائل میں الجھے ہیں جبکہ عوام ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ پورے ملک میں ایک دفعہ پھر 1953ء اور 1974ء کے عہد کی تجدید کا وقت آ گیا ہے چند روز قبل ایم کیو ایم کے سینیٹر طاہر مشہدی نے بیان دیا کہ قادیانی ہم سے اچھے مسلمان ہیں جبکہ فاروق ستار نے کہا کہ آئین سے اقلیت کا لفظ ہٹا دیا جائے اور ANP کے ایک سرکردہ لیڈر نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ پاکستان کے صدر اور وزیر اعظم کے عہدے کیلئے اقلیتوں کو بھی اجازت ہونی چاہئے یہ سب کچھ کیا ہے قادیانی ناسور دوسروں کے بل بوتے پر ایکبار پھر آگے آنے کی سازش میں لگے ہیں لیکن حکومت وقت اور یہ دولت و اقتدار کے پجاری سن لیں جبتک اس ملک میں عشق مصطفیٰ سے سرشار عوام ان کی سازشوں کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ قائد ملت اسلامیہ علامہ نورانی کے سپاہی آخری سانس تک حرمت و عظمت رسول پر مٹ مرنے کو تیار ہیں۔ میڈیا میں بڑے بڑے اینکرز میں 74 کروڑ روپیہ تقسیم کیا گیا کہ وہ لوگوں کو آگاہ کریں کہ پاکستان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نام پر نہیں بلکہ روٹی کپڑا اور مکان کے نعرے پر بنایا گیا۔ مگر پاکستانی جانتے ہیں کہ ان کے آباء واجداد نے کتنی قربانیاں دے کر یہ وطن پاک پاکستان بنایا۔ امریکہ نے 12 سال قبل کہا کہ 2012ء تک پاکستان نام کی ریاست کا وجود زمین پر نہیں رہے گا امریکہ گماشتے سن لیں یہ ان کی خام خیالی ہے امریکہ کا زوال شروع ہو چکا ہے۔ اور انشاء اللہ امریکہ کی تباہی سب دیکھیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قائد اسلامیہ علامہ نورانی نے اس ملک میں مقام مصطفیٰ کے تحفظ اور نظام مصطفیٰ کے عملی نفاذ کیلئے ہمیں جس راہ پر گامزن کیا اور اس پر چلتے ہوئے آگے بڑھیں اور اس ملک و قوم کو بچائیں اور وہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم اسمبلیوں میں اپنے نمائندے منتخب کرا کے بھیجیں ان اسلام دشمن اور عیاش پرست سیاسی ٹھیکیداروں سے نجات حاصل کریں جو اپنی عیاشی و بدمعاشی سے نہ صرف ملک و قوم کو تباہی کے دہانے پر پہنچا رہے ہیں بلکہ اسلامی غیرت و حمیت کا جنازہ نکالنے میں لگے ہوئے ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ پنجاب کے جنرل سیکریٹری ڈاکٹر جاوید اختر نورانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قائد اسلامیہ علامہ نورانی کا سیاسی کردار جو قادیانیوں کے خلاف ہر محاذ پر رہا وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے

اٹک، شہنشاہ بغداد کانفرنس سے پیر ندیم سلطان، پیر محمد عنصر قادری اور مفتی سلیمان خطاب فرمارہے ہیں۔

اس کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے قادیانیوں اور یہودی لابی کی سازشوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ باغیرت سنی مسلمان ڈرنے دبنے اور جھک جانے کے بجائے ڈٹ جانے اور مرجانے کو ذہن میں رکھتے ہوئے عظمت و مقام مصطفیٰ کے تحفظ کیلئے میدان عمل میں آگے بڑھیں۔ عاشق رسول غازی ممتاز قادری کو جب سزائے موت سنائی گئی تو کئی وکیل ان کے پاس گئے اور کہا کہ وہ اپیل کیلئے کاغذات پر دستخط کردیں مگر ممتاز قادری نے کہا کہ میں نے ناموس مصطفیٰ پر مرمٹتے ہوئے یہ کام کیا ہے مجھے کوئی اپیل نہیں کرنی سلام ہے غازی ممتاز قادری تجھے تو نے ایک بار پھر ثابت کردیا کہ حرمت رسول پر مرمٹنے والے سنی ہی ہوتے ہیں۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی وہ آئیندہ انتخابات میں عشق رسول کا درد رکھنے والے نمائندوں کا انتخاب کریں تا کہ اس ملک کی تقدیر بدلی جاسکے۔

پیر فاروق الاسلام آستانہ عالیہ چورہ شریف نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سنت رسول اور حکم ابوبکر صدیق کا تقاضہ ہے کہ جب تک قادیانی اپنے آپ کو غیر مسلم نہ مانیں تب تک ان کے ساتھ ہر قسم کا بائیکاٹ کریں آئین پاکستان کی رو سے وہ اقلیت ہیں اور یہ کارنامہ اس عظیم ہستی نے اسمبلی میں پاس کرایا جس کا نام بھی قادیانیوں کیلئے ایٹم بم کا درجہ رکھتا ہے۔ حکومت وقت اور سیاسی بازیگر آج پھر قادیانیوں کو آگے لانے کے چکر میں ہیں مگر وہ سن لیں ایسا ہرگز نہیں ہونے دیا جائیگا۔ اور جب انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حدود کو توڑنے کی کوشش کی تو ایک بھی مسلمان پیچھے نہیں رہے گا۔ اور باطل کے خلاف علم حق لیکر باطل کے ایوانوں کو ملیا میٹ کردے گا۔

ممتاز محقق وادیب ڈاکٹر رفیق احمد غنچہ نے کہا کہ ختم نبوت کے مسئلہ پر جے یو پی اور قائد ملت اسلامیہ کے کردار کو کوئی بھلا نہیں سکتا آج پھر قادیانی آگے آنے کیلئے پر مار رہے ہیں وہ ہر طرف سے جال پھینک رہے ہیں مگر مسلمان ان کے جال میں نہیں آئیں گے میں جمعیت علماء پاکستان کو پیشکش کرتا ہوں کہ وہ بھی ان کے چینل کے خلاف ان کے رد کیلئے ایک چینل متعارف کرائیں میں ہر قسم کے تعاون کیلئے ان کے ساتھ ہوں جس طرح قائد ملت اسلامیہ علامہ نورانی مرحوم نے ان کی سازشوں کو خاک میں ملایا اسی طرح ان کے سپاہی بھی اب دوبارہ مل کر ان کے مذموم مقاصد کو تباہ و برباد کریں۔

انجمن نوجوانان اسلام پنڈی ڈویژن کے طاہر اقبال نے خطاب کرتے ہوئے انتظامیہ کانفرنس کو عظیم الشان اجتماع پر مبارکباد دی اور عشق رسول کے پروانوں کو فکر دی کہ آج نعت خوان بڑے بڑے اسٹیجوں پر نوٹوں کی بارش میں نعتیں پڑھ رہے ہیں مگر جیل کی کال کوٹھری میں دن و رات عشق رسول کا پیکر غازی ممتاز قادری دنیا و مافیہا سے بیگانہ اپنے آقا کریم کی مدح سرائی میں مصروف ہے اور آج کے نوجوانوں کو سبق پڑھا رہا ہے کہ نوجوانوں عشق رسول میں مرمٹنے کا جو مزہ ہے وہ کہیں بھی نہیں۔ دنیا کے مال و دولت سب فریب جھوٹ ہیں اصل مزہ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہونے میں ہے آج پھر ختم نبوت کے سلسلے کو چھیڑنے کیلئے قادیانی یعنی سازشوں میں مصروف ہے حکومتی بازیگر ان کی تقلید کررہے ہیں مگر وہ احمق ہیں اپنی دنیا و آخرت خراب کررہے ہیں۔ مقام مصطفیٰ کے تحفظ کیلئے جو کام سنیوں نے کیا وہ نہ کوئی کرسکا ہے نہ کرسکے گا۔

سابق رہنما انجمن طلباء اسلام علامہ خالد محمود قادری نے کہا کہ سنی اکابرین نے مسئلہ ختم نبوت پر جو کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں وہ کسی سے ڈھکے چھپے نہیں آج ایک بار پھر دنیائے کفر کے سردار مشرق مغرب شمال جنوب میں اکٹھے سر جوڑے اسلام اور امت مسلمہ کے زوال کیلئے سازشوں کے جال بن رہے ہیں۔ ہمارے اپنے ملک کی فوج اور بیوروکریسی کی اہم سیٹوں پر قادیانی براجمان ہیں۔ جو ناموس رسالت کے خلاف شرارتوں میں مصروف ہیں دنیائے کفر اسلام کے فروغ کے خلاف اکٹھی ہے۔ اہلسنت کو نقصان پہنچانے میں کسر باقی نہیں رہی مگر افسوس ہے کہ علماء اہلسنت اپنے اپنے گروپ بنا کر نا چاقیوں کی فضاء پیدا کیئے ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ اپنی انا، نام، عہدوں کو آقائے کریم کی عظمت و حرمت پر قربان کرتے ہوئے اتحاد کی فضاء پیدا کی جائے سنی اکثریت کو ثابت کیا جائے اور یہ صرف تبھی ہوسکتا ہے جب تمام سنی علماء اکٹھے ہوں اتحاد کی فضاء قائم کریں مل بیٹھ کر پالیسیاں تشکیل دیں صوبوں اور مرکز میں اہلسنت کو فعال و منظم کریں۔

مرکزی جماعت اہلسنت ضلع اٹک کے امیر ڈاکٹر قاضی امجد سیفی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا مسئلہ تو میرے اور آپ کے قائد علامہ نورانی نے حل کردیا مگر حیرانی اور افسوس کی بات ہے کہ زہر پر تریاق کا لیبل لگا کر عوام کو گمراہ کیا جارہا ہے جب کوئی دو نمبر دوا مارکیٹ میں آجائے تو قانون حرکت میں آجاتا ہے کہ انسانی جان کو خطرہ ہے مگر جہاں ایمان اسلام کے چلے جانے کا خوف ہو وہاں نہ اسمبلیاں حرکت میں آتی ہے نہ عدلیہ یہ کیسا انصاف ہے۔ آج ہمارے ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی سازش ہورہی ہے۔ مگر اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف کام کرنے والوں کو کوئی نہیں روک رہا۔

آکسفورڈ یونیورسٹی کے طالبعلم دریائے رحمت شریف سے وابستہ نوجوان محمد نعیم قادری نے اپنے انگریزی خطاب میں پاکستانی مسلمانوں کو جھنجوڑتے ہوئے کہا کہ سنیوں کی پورے ملک میں اکثریت ہے قادیانی اپنی پروڈکٹس پاکستان میں بیچ کر اس کا بڑا حصہ قادیانیت کے پرچار اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کررہے ہیں کیا وجہ ہے کہ مسلمان ان کی پروڈکٹس کا بائیکاٹ نہیں کرتے۔ آخر میں انجمن طلبہ اسلام کے سابق مرکزی سیکریٹری جنرل فہیم اختر حقانی نے قرارداد پیش کی کہ غازی ممتاز قادری بے گناہ ہے۔ اس کی باعزت رہائی ہر سنی کی خواہش ہے جسے ہزاروں عشاقان مصطفےٰ نے تائید سے نوازا۔ میزبان کانفرنس جنرل سیکریٹری JUP ضلع اٹک داؤد مصطفائی نے تمام مہمانوں اور شرکاء کانفرنس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ زندگی بھر خواہش رہی کہ فاتح ختم نبوت قائد ملت اسلامیہ نورانی تحصیل جنڈ کی سرزمین پر آئیں مگر شاید اللہ کو منظور نہ تھا آج خوشی ہے کہ ان کے جانشین شاہ اویس نورانی آئے اور کانفرنس کو رونق بخشی آخر میں شاہ اویس نورانی نے سلام پڑھا اور پاکستان و ملت اسلامیہ کیلئے خصوصی دعا کی۔

جمعیت علماء پاکستان حیدرآباد کے زیر اہتمام نظام مصطفیٰ کانفرنس سے صاحبزادہ زبیر ، مفتی محمد ابراہیم ، ناظم علی آرائیں ، حاجی معین شیخ و دیگر خطاب کر رہے ہیں ۔

عوام کو لوٹنے والوں کے بارگاہ خواجہ غریب نواز میں کروڑوں کے ہدیے قبول نہیں ہونگے ۔ صاحبزادہ زبیر

جمعیت علماء پاکستان کے صدر تحریک ناموس رسالت کے سربراہ ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر نے تانگہ اسٹینڈ ٹیلیلی حیدرآباد میں نظام مصطفیٰ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمراں نیٹو سپلائی بحال کر کے سلالہ کے شہداء کے لہو سے غداری کر رہے ہیں زرداری صاحب عوام کے خون پسینے کی کمائی لوٹنے والوں کے خواجہ غریب نواز کے دربار میں کروڑوں کے نذرانے قبول نہیں ہوں گے خواجہ غریب نواز قوم کا خون پسینے کا لوٹا ہوا ہدیہ قبول نہیں کرتے وہ حلال کا ہدیہ قبول کرتے ہیں اگر تمہیں اولیاء سے محبت ہے تو ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے پاکستان میں اسلام کا عادلانہ نظام ، نظام مصطفیٰ نافذ کرواؤ انہوں نے جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کی عوامی رابطہ مہم کے دوران جمعیت علماء پاکستان حیدرآباد کے زیر اہتمام منعقدہ " نظام مصطفیٰ کانفرنس " سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خواجہ غریب نواز نے کروڑوں غیر مسلموں کو ایمان کی دولت سے سرفراز کیا لیکن ہمارے حکمراں دولت ایمان سے منور ہونے والی فریال شاہ اور ڈاکٹر حفصہ کو مرتد کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور اسلام کے پرچم کو بلند کرنے کی بجائے امریکہ کے پرچم کو بلند کرنا چاہتے ہو پاکستان کے غیور عوام اس ملک کو امریکہ کی کالونی نہیں بننے دیں گے اب یہاں امریکہ کی چمچہ گیری نہیں چلے گی مصطفیٰ کریم کا نظام چلے گا کانفرنس سے جمعیت علماء پاکستان صوبہ سندھ کے صدر مفتی محمد ابراہیم قادری ، ناظم علی آرائیں ، حاجی معین الدین شیخ ، قاری عبدالرشید اعوان ، ڈاکٹر محمد یونس دانش ، صوفی عبدالکریم ، محمد ابراہیم شیخ ، ارشاد نقشبندی ، محمد عارف نورانی نے بھی خطاب کیا انہوں نے کہا کہ نظام مصطفیٰ کانفرنس کی برکت سے اللہ نے حیدرآباد میں باران رحمت برسا دی نظام مصطفیٰ کا ذکر کیا ہے تو بہاریں آگئی ہیں اگر اس ملک میں صحیح طریقے سے نظام مصطفیٰ نافذ کردو تو ہر طرف بہار ہی بہار ہوگی اور عوام کو غربت ، بے روزگاری ، بدامنی ، لاقانونیت ، کرپشن ، دہشت گردی اور بھتہ خوری ، ٹارگیٹ کلنگ عصبیتوں سمیت تمام مصیبتوں سے نجات مل جائے گی انہوں نے کہا کہ جمعیت علماء پاکستان کا دستور اور منشور اللہ نے 14 سو سال قبل مصطفیٰ کریم پر نازل فرمادیا اگر حکمراں قرآن و سنت کے نظام کو بغیر کسی تبدیلی کے نافذ کریں تو عوام کو تمام مصیبتوں سے نجات مل جائے ملک میں بہاریں اور خوشحالی آتی چلی جائے انہوں نے کہا پاکستان کی ساری معیشت اور تمام نظام کی اصلاح قرآن و سنت میں موجود ہے جبکہ حکمراں اللہ اور اس کے رسول کے احکامات چھوڑ کر قرآن کے احکامات پر عمل کرنے کی بجائے کرپشن اور لوٹ ا کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے آج پاکستان کی معیشت تباہ و برباد ہو رہی ہے بجلی ، گیس ، سی این جی کی لوڈ شیڈنگ ہے ، ضروریات زندگی دسترس سے باہر ہوتے جا رہے ہیں غریب عوام دو وقت کی روٹی سے محروم ہیں حکمراں خیانت ختم کردیں پھر دیکھیں کس طرح پاکستان پر اللہ کی برکتوں کا نزول ہوگا اور ہماری معیشت مستحکم ہوگی اور خوشحالی آئے گی ۔ انہوں نے کہا کہ حکمرانوں کی خیانت نے چلتے ہوئے اداروں کو بھی بند کردیا ہے پی آئی اے ، اسٹیل مل اور ریلوے جیسے چلتے ہوئے فائدہ مند ادارے کرپشن کی نذر کردیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے پاکستان کی معیشت تباہ و برباد ہوگئی ہے حج جیسے مقدس کام میں بھی کرپشن کا بازار گرم رہا وزیر اعظم کے صاحبزادے حج کرپشن میں شامل ہیں وزیر اعظم خود موسیٰ گیلانی کرپشن کیس میں شامل ہیں ممنوعہ کیمیکل کیس میں ، نیب کرپٹ لوگوں کو تحفظ فراہم کر رہی ہے کروڑوں کا پلاٹ نیب کے چیئرمین کو وزیراعظم نے تحفہ میں دیا جو چوروں لٹیروں کو بچا رہے ہیں لاڑکانہ کی چند سڑکوں کیلئے 56 ارب روپے دیئے گئے ہیں حکمراں اوپر سے نیچے تک کرپشن اور اقرباء پروری کے ذریعہ قرآن کے احکامات کو پاؤں تلے روند رہے ہیں انہوں نے کہا کہ حضور کا ارشاد ہے اس شخص کا ایمان ہی نہیں ہے جس میں امانت نہیں ہے حرام کے پیسے کی خیرات بھی قبول نہیں ہوتی اب وقت آگیا ہے کہ صالح اور ایماندار قیادت کو پارلیمنٹ میں بھیجیں تاکہ قیام پاکستان کے اصل مقاصد حاصل کیے جاسکیں اور قوم کو مسائل کی دلدل سے نکالا جاسکے جمعیت علماء پاکستان سندھ کے صدر مفتی محمد ابراہیم قادری نے کہا کہ قوم نے حضور کے دامن کو مضبوطی سے تھام لیا اور اغیار کے اشاروں پر چلنے کی بجائے رسول اللہ اور صحابہ کرام کی زندگیوں کو آئیڈیل بنالیا تو اس ملک کے کرپٹ نظام کا خاتمہ ہوسکتا ہے کرپشن سے نجات کیلئے امانتدار قیادت کو پارلیمنٹ میں بھیجیں جو آپ کے حقوق کا تحفظ کرسکے ۔ عوام کے حقوق کا تحفظ نظام مصطفیٰ میں ہے ، جب تک ہم متحد ہو کر نظام کی تبدیلی کیلئے کوشش نہیں کریں گے ۔ انقلاب نہیں آئے گا ۔

حکمراں خیانت ختم کردیں پھر دیکھیں کس طرح پاکستان پر اللہ کی برکتوں کا نزول ہوگا

جھلکیاں

حیدرآباد میں موسلا دھار بارش کے باوجود جمعیت علماء پاکستان کے کارکنان نے نظام مصطفیٰ کانفرنس کا انعقاد کیا ، جلسہ گاہ کو جمعیت کے جھنڈوں اور قائد ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی ، ڈاکٹر صاحبزادہ ابوالخیر محمد زبیر تصاویر سے سجایا گیا تھا ، شرکاء غلامی رسول میں موت بھی قبول ہے ، نورانی کا لشکر اللہ اکبر کے نعرے لگا رہے تھے ، جلسہ رات 10 بجے شروع ہوا اور رات 1 بجے تک جاری رہا درود و سلام کے نذرانے پیش کرتے ہوئے ملک کی استحکام ترقی خوشحالی ، پاک فوج کی سلامتی گیاری سیکٹر میں دبے ہوئے فوجیوں کی سلامتی کے لئے خصوصی دعائیں کیں ۔

علمائے حق اہلسنت کی نایاب کتب کی ذخیرہ پر مشتمل علمی انسائیکلو پیڈیا

عقیدۂ ختمِ نبوت

تیرھویں جلد......ایک نظر میں

صادق علی زاہد

تحفظِ عقیدہ ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت کے حوالے سے علمائے اہلسنت نے بہت گراں قدر علمی کام کیا ہے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ یہ علمی خزائن نایاب ہو چکے تھے اور طالبانِ علم ان علمی نوادرات کی تلاش میں سرگرداں تھے چند برس قبل اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے، شاہینِ عقیدہ ختم نبوت ابوعلقمہ مفتی محمد امین قادری نے اپنے مخلص دوستوں کے تعاون اور مشاورت سے ان نادر و نایاب کتب کی ازسرِنو جمع و تدوین کرنے کا بیڑہ اٹھایا جو بحمد اللہ "**عقیدہ ختم نبوت**" کے نام سے اشاعت پذیر ہے۔ علمائے اہلسنت کی نایاب کتب کو از سر نو زیورِ طبع سے آراستہ کر کے لوگوں کی دسترس تک پہنچا دینا ایسا عظیم کارنامہ ہے جسے صدیوں یاد رکھا جائے گا۔ اب تک اس سلسلہ کی 14 جلدیں منظرِ عام پر آ چکی ہیں جبکہ منتظمین مزید کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ پہلی 12 جلدوں پر راقم الحروف کی طرف سے ایک اجمالی تعارف قبل ازیں "ماہنامہ افق کراچی" جلد ۴ شمارہ ۳ جون ۲۰۱۱ء اور "ماہنامہ لانبی بعدی لاہور" جون ۲۰۱۱ء میں شائع ہو چکا ہے۔ جبکہ جلد تیرہ میں شامل کتب ورسائل کی تفصیل اور ان کا اجمالی جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

جلد تیرھویں:

یہ جلد بھی بارھویں جلد کی طرح 604 صفحات پر ہی مشتمل ہے۔ جس میں حضرت علامہ محمد عالم آسیؒ کی کتاب الکاویہ علی الغاویہ جلد دوم حصہ دوم، غوثِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی کتاب، المکتوبات وطیبات، قائدِ تحریک آزادی حضرت علامہ عبدالماجد قادری بدایونی، حضرت علامہ غلام احمد اخگرؒ، حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھوی، مولانا کرم الدین دبیرؒ، حضرت علامہ قاضی عبدالغفور بنچہ، علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانیؒ اور حکیم مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندیؒ کی مایہ ناز کتب اور سابقہ جلدوں میں شائع شدہ کتب کی مکمل فہرست شامل ہے۔

(1) حکیم اسلام حضرت علامہ محمد عالم آسیؒ کی کتاب:

الکاویہ علی الغاویہ (جلد دوم حصہ دوم)

"الکاویہ علی الغاویہ" حکیم اسلام علامہ محمد عالم آسیؒ کی ردِّ قادیانیت پر ایسی معرکۃ الآرا کتاب ہے جس کی افادیت و اہمیت کے اپنے بیگانے سب معترف ہیں۔ اللہ تعالیٰ مصنفِ اعلام کو غریقِ رحمت فرمائے کہ آپؒ نے مرزائیت کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر رکھ دیا ہے۔ آپؒ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے احوال و آثار اور ان کے دعاوی تفصیلاً بیان کرنے کے بعد مرزا قادیانی کے احوال و آثار اور اس کے دعاوی بھی بیان کر کے ثابت کر دیا ہے کہ جن بدبختوں کو مرزا قادیانی بھی کذاب اور ناہنجار مانتا تھا خود بھی ان ہی کے نقشِ قدم پر چل کر انہی کی قطار میں کھڑا ہو گیا۔ نہ صرف خود بلکہ اس کے پیروکاروں نے بھی نبوت و رسالت اور مہدویت و مجددیت کے بے دریغ دعاوی کر کے اس حمام میں ننگے نہانے کے مزے اٹھائے ہیں۔ قادیانی مذہب کی تصویر آپؒ نے اس شعر میں بیان کی ہے۔

یہ سب پیٹ کے دھندے ہیں
جو سب پیٹ کے بندے ہیں
نفسی نفسی کرتے ہیں
ٹکے ٹکے پہ مرتے ہیں

ادارہ لتحفظ العقائد الاسلامیہ کراچی نے تقریباً پون صدی بعد یہ نایاب کتاب نئی آب و تاب سے شائع کر کے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور ردِّ قادیانیت کے باب میں اہم کام سرانجام دیا ہے۔ اس شہرہ آفاق کتاب کی جلد اول اسی سلسلہ اشاعت کی جلد گیارہ اور جلد دوم کا حصہ اول جلد بارہ میں نظرِ قارئین ہو کر داد پا چکا ہے اب جلد دوم حصہ دوم کی تیرھویں جلد میں اشاعت سے یہ نادر و نایاب کتاب مکمل ہو کر دورِ حاضر میں بھی ردِّ قادیانیت پر کام کرنے والوں کی آسان رسائی میں موجود ہے۔

(2) غوثِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی کتاب:

المکتوبات طیبات:

ردِّ قادیانیت کے سلسلہ میں غوثِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ یہ آپؒ ہی کا اعزاز ہے کہ آپؒ نے تحریر و تقریر اور مناظرہ و مباحثہ غرضیکہ کہ ہر میدانِ عمل میں مرزا قادیانی کا نہ صرف چیلنج قبول کیا بلکہ مرزا قادیانی اور اس کے جھوٹے مذہب کا بھانڈا بیچ چوراہے کے پھوڑ کر اس کے واہیات و گمراہ کن عقائد سے عوام الناس کو محفوظ رہنے کی سبیل بتائی۔ تردید قادیانیت پر مشتمل آپؒ کی شہرہ آفاق کتب "ھدیۃ الرسول" "شمس الہدایۃ فی اثبات حیات المسیح" اور "سیف چشتیائی" قبل ازیں عقیدہ ختم نبوت کی جلد ۳ اور ۴ میں شائع ہو چکی ہیں۔ جبکہ زیرِ نظر جلد ۱۳ میں "حیات عیسیٰ" کے حوالے سے پھیلائے جانے والے مرزائی مغالطوں کے رد پر مشتمل آپ کا ایک رسالہ شامل اشاعت ہے جس کو مفتی عبدالحی چشتی نے آپ کی کتاب "المکتوبات طیبات" سے اخذ کر کے الگ سے شائع کر دیا تھا۔ اس رسالہ کی تصنیف کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ 1902ء میں مولوی حبیب اللہ امرتسری نے جو کہ خود بھی ردِّ قادیانیت پر مضبوط دسترس رکھتے تھے اور اس عنوان پر کئی کتب و رسائل کے مصنف تھے، جب انہوں نے خدا بخش قادیانی کی کتاب "عسل مصفی" پڑھی تو وفاتِ مسیح پر اس کی طرف سے دیئے گئے دلائل سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے اور اس کتاب سے پیدا ہونے والے اشکالات کے حل کے لئے اس زمانہ کے اجل علماء سے استفسارات کئے مگر کوئی اسے تسلی بخش جواب نہ دے سکا تو مولوی حبیب اللہ امرتسری نے اس کتاب میں اٹھائے جانے والے اعتراضات کا خلاصہ آٹھ سوالات کی شکل میں تیار کر کے ایک مکتوب قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ آپؒ نے باوجود عدیم الفرصتی کے ان اعتراضات کے مدلل جوابات قرآنی دلائل سے مزین کر کے ارسال فرما دیئے۔ جو اس موضوع پر حرفِ آخر کا درجہ رکھتے ہیں۔ وہی دلائل مکتوبات طیبات سے اخذ کر کے علیحدہ شائع کر دیئے گئے تھے جو کہ اب تیرھویں جلد کے صفحات ۳۶۵ تا ۴۰۰ کی زینت ہیں۔

(3) رہنما تحریک آزادی ہند حضرت علامہ عبدالماجد قادریؒ کی کتاب:

خلاصۃ العقائد (کا ایک باب):

علمائے بدایونؒ کی علمی اور عملی خدمات آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔ مولانا عبدالماجد قادری بدایونیؒ مولانا عبدالحامد بدایونیؒ کے بھائی اور معروف مجاہد آزادیؒ ہند تھے۔ آپؒ ڈیڑھ درجن سے زائد وقیع علمی کتب کے مصنف تھے۔ عقائد و ایمانیات پر آپؒ نے ایک مدلل علمی کتاب ''خلاصۃ العقائد'' رقم فرمائی تھی جو کہ ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کتاب کے چوتھے باب میں آپؒ نے پیغمبروں خاص کر حضور سرور عالم ﷺ پر ایمان لانے کی ضرورت و اہمیت پر سیر حاصل علمی گفتگو فرمائی ہے۔ چونکہ اس دور میں مرزا قادیانی کی خرافات بھی عام ہو چکی تھیں۔ چنانچہ آپؒ نے اس کے لغو دعاوی پر بھی گرفت کی ہے۔ زیرِ نظر تیرہویں جلد کے صفحات ۴۰۵ تا ۴۴۴ مصنف موصوف کے اجمالی تعارف اور خلاصۃ العقائد کے چوتھے باب کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

(4) حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسریؒ کی کتاب:

مرزائیوں کی دھوکہ بازیاں:

محدثِ علی پوری حضرت پیر سید جماعت علی شاہ کے خلیفہ خاص حضرت علامہ غلام احمد اخگر امرتسریؒ، قادیانیت کے لئے شمشیر برہنہ تھے، تحریر و تقریر پر آپؒ کو کامل ملکہ حاصل تھا۔ ردقادیانیت پر آپؒ کی دو کتب ''مرزائیت کا جنازہ'' اور ''مرزا کی دھوکے بازیاں'' کا تذکرہ کتب احوال و آثار میں ملتا ہے۔ موخر الذکر کتاب ''اخبار الفقیہہ امرتسر'' میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ ادارہ لتحفظ العقائد الاسلامیہ نے ردِ قادیانیت پر کتب کی اشاعت کے جاری سلسلہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کی تیرہویں جلد کے صفحات ۴۴۱ تا ۴۶۴ میں آپؒ کی کتاب ''مرزا کی دھوکے بازیاں'' شائع کی ہے۔ قاضی فضل احمد لدھیانویؒ کی کتاب ''نیام ذوالفقار علی (برگردن) خاطی مرزائی فرزند علی'' کی اشاعت پر لنڈہ بازار لاہور کے ایک مرزائی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف دھوکہ بازیوں سے مملو ایک اشتہار شائع کیا تو اس اشتہار کی دس دھوکہ بازیوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے آپؒ نے یہ کتاب رقم فرمائی۔ حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر مضبوط دلائل کی حامل یہ مختصر کتاب علمی دلائل کا خزانہ ہے۔

(5) حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھویؒ کی کتاب:

التقریر الفصیح فی نُزول المسیح :

قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی موئید یہ مختصر کتاب محدث انبیٹھوی حضرت علامہ مشتاق احمد انبیٹھویؒ کے رشحاتِ قلم میں سے ہے۔ جس میں آپؒ نے صحیح مسلم شریف کی حدیث ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم امامک منکم'' کے حوالے سے پھیلائے جانے والے قادیانی مغالطہ کا مدلل جواب رقم فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کی تیرہویں جلد کے صفحات ۴۷۵ تا ۴۸۳ پر شامل اشاعت ہے جبکہ صفحات ۴۶۸ تا ۴۷۲ پر آپؒ کے مختصر احالات زندگی بھی شائع کیے گئے ہیں۔

(6) ابوالفضل حضرت علامہ محمد کرم الدین دبیرؒ کی کتاب:

مرزائیت کا جال (لاہوری مرزائیوں کی چال):

شیر اسلام مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ وہ رجلِ رشید ہیں جنہوں نے مرزا قادیانی کو فوجداری مقدمات میں ایسا رگیدا کہ اس کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ ان مقدمات کی سماعت کے دوران، پریشانی کے عالم میں عدالت میں کھڑے کھڑے مرزا قادیانی کو خون کی الٹیاں آنا اور ڈر کے مارے پاخانے خطا ہونے کے واقعات قادیانی لٹریچر میں بھی ملتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو زندگی میں یہ ذلت آپؒ ہی کے ہاتھوں اٹھانا پڑی کہ وحی و الہام اور نبوت و رسالت کا جھوٹا دعویدار، کافرجج کے سامنے دست بستہ کھڑا تھا۔ بالآ کر ۵۰۰ روپے جرمانہ اور عدم ادائیگی جرمانہ کی صورت میں چھ ماہ قید سخت کا سزاوار ہوا۔ شیر اسلام مولانا محمد کرم الدین دبیرؒ نے اپنی تمام تر کامیابیوں کو فاتح مرزائیت غوثِ گولڑہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ کی باطنی توجہات کا ثمر قرار دیتے ہوئے ''تازیانہ عبرت'' نامی کتاب شائع کی تھی جو کہ ''عقیدہ ختم نبوت'' کی جلد۹ میں شائع ہو چکی ہے۔ لاہوری مرزائیوں کے سربراہ محمد علی لاہوری نے دجل و فریب پر مشتمل ایک ٹریکٹ شائع کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ لاہوری مرزائی، مرزا قادیانی کو نبی اور رسول تسلیم نہیں کرتے، اس لاہوری دجل کے ردّ میں شیرِ اسلام کا قلم حرکت میں آیا اور مرزائیت کا جال (لاہوری مرزائیوں کی چال) منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی اس مختصر کتاب میں آپؒ نے لاہوری گروپ کی جملہ دھوکہ بازیوں کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ ادارہ لتحفظ العقائد الاسلامیہ نے سلسلۂ اشاعت کی تیرہویں جلد میں یہ نایاب کتاب شائع کر کے ردِ قادیانیت پر آپؒ کا ایک اور علمی شاہکار طالبانِ علم کی دسترس میں دے دیا ہے۔ اس جگہ پر ایک اور اہم بات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ شیرِ اسلام مولانا کرم الدین دبیر عمر بھر عقائدِ اہلسنت کی ترویج و اشاعت میں دن رات کوشاں رہے اور اپنی جملہ کامیابیوں کا سہرا برملا حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کے سر سجانے میں فخر محسوس کرتے رہے۔ لیکن آپؒ کی وفات کے بعد آپؒ کے ناخلف بیٹے قاضی مظہر الدین نے خود دیوبندیت اختیار کرنے کے بعد سارا زورِ تحریر اور زورِ خطابت اس بات پر صرف کرنا شروع کر دیا کہ ان کے والد دیوبند مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے تھے۔ ایسے ہی مواقع کے بارے میں قرآن ذیشان میں ارشادِ ربانی ہے کہ

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ [19:30] زندہ کو مردہ میں سے نکالتا (پیدا کرتا) ہے اور مردہ کو زندہ میں سے نکالتا (پیدا کرتا) ہے۔

(7) حضرت علامہ قاضی عبدالغفور پنجہؒ کی کتب:

(1) لیاقتِ مرزا:

حضرت علامہ قاضی عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ انتہائی بلند پایہ عالم باعمل تھے۔ آپؒ کے تبحرِ علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ابتداً جب آپؒ دیوبندی خیالات کی طرف مائل تھے تو بعض مسائل پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ کے ساتھ مناظرہ کرنے کی نیت سے آپؒ نے فیروز پور چھاؤنی سے بریلی شریف تک کا سفر طے کیا۔ لیکن اعلیٰ حضرتؒ کی گفتگو سن کر آپؒ کے اشکالات ختم ہو گئے اور آپؒ نے بقیہ زندگی اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کے مطابق بسر کی اور اعلیٰ حضرت کے خلفا میں شمار ہوئے۔ ردِ قادیانیت پر آپؒ کی دو کتب کا تذکرہ ملتا ہے۔ دونوں کتابیں اس تیرہویں جلد میں شامل ہیں۔ لیاقتِ مرزا میں آپؒ نے مرزا قادیانی کی مطبوعہ کتب میں سے کئی اقتباسات تحریر کر کے ان پر علمی گرفت کی اور مرزا قادیانی کی علمی خیانتیں اور غلطیاں بیان کر کے مرزا قادیانی کی ''لیاقت'' بیان کی ہے۔

(2) عمدۃ البیان:

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں قادیانی سوالات و اعتراضات کے مسکت علمی جوابات نقل کیے گئے ہیں۔ اس موضوع پر عمدہ بحث ہے جلد ہذا کے صفحات

۵۴۳تا۵۶۴ پر یہ عمدہ رسالہ موجود ہے۔

(7) حضرت علامہ تاج الدین احمد تاج عرفانی ؒ کی کتاب:

تہذیب قادیانی:

امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ کے مرید خاص، حضرت علامہ تاجدالدّین احمد تاج عرفانی ؒ معروف شاعر ہوئے ہیں۔آپؒ نے نظم ونثر میں مرزا قادیانی کی عبارات نقل کر کے ان کا علمی، لغوی، اور واقعاتی ہر لحاظ سے غلط اور جھوٹا ہونا ثابت کر کے قادیانی تہذیب ومتانت کا ''عمدہ نمونہ'' پیش کیا ہے۔زیر نظر جلد میں آپؒ کے مختصراً حالاتِ زندگی اور آپؒ کا رسالہ ''تہذیب قادیانی'' صفحات ۵۶۵تا۵۹۲ پر شاملِ اشاعت ہے۔جو ادارہ لتحفظ العقائد الاسلامیہ کے کارکنوں کی محنت، جستجو اور کھوج کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(8) حضرت علامہ حکیم مولوی عبدالغنی ناظم نقشبندی ؒ کی کتاب:

مینارہ قادیانی کی حقیقت:

جھیورانوالی ضلع گجرات سے تعلق رکھنے والے علامہ حکیم عبدالغنی ناظمؒ ایک جید عالم دین اور جملہ مکاتب فکر کے ہاں معزز ومحترم تھے۔نقشبندی سلسلہ میں خواجہ مقبول الرسول للّٰہی نقشبندیؒ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔آپؒ نے تحریک پاکستان اور تحریک ختم نبوت میں قائدانہ کردار ادا کیا۔۱۹۶۶ء میں فوت ہوئے۔ردِ قادیانیت پر آپ کی کتب ''الحق المبین'' ''تناقضات مرزا'' ''اعتقادات مرزا'' اور ''مینارہ قادیانی کی حقیقت'' کا تذکرہ مختلف کتب میں موجود ہے۔اول الذکر کتاب عقیدہ ختم نبوت کی جلد دس میں شائع ہو چکی ہے اور آخر الذکر کتاب جلد ہذا کے صفحات ۵۹۷تا۶۰۴ میں شائع کر دی گئی ہے۔زیرِ نظر کتاب میں ،قادیانیوں کی طرف سے قادیان میں تعمیر کئے گئے نام نہاد مینارۃ المسیح عرف مینارۂ قادیانی کے بارے میں سیر حاصل گفتگو کر کے اس مینارہ کی آڑ میں کی جانیوالی قادیانی دھوکہ بازیوں کو آشکارا کر دیا گیا ہے۔عقیدہ ختم نبوت جلد تیرہ کے آخر میں سابقہ بارہ جلدوں میں شائع ہونیوالی کتب کی فہرست بھی شائع کی گئی ہے۔اس سلسلہ کی چودھویں جلد بھی منصۂ شہود پر آچکی ہے،انشاءاللہ آئندہ شمارے میں چودھویں جلد پر بھی تبصرہ پیش کیا جائے گا۔عقیدۂ ختم نبوت کی اب تک شائع ہونیوالی جملہ ۱۴ جلدیں ملک کی اہم ترین سرکاری ودینی لائبریریوں میں موجود ہیں جن میں سے چند ایک کی نشاندہی کی جارہی ہے۔کراچی یونیورسٹی لائبریری، خانہ فرہنگ ایران لائبریری کلفٹن کراچی، مجلس علمی جمشید روڈ کراچی لائبریری، شیخ زید اسلامک سینٹر کراچی لائبریری، پنجاب یونیورسٹی لاہور لائبریری، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد لائبریری۔عالمی معیار کے کاغذ اور جلد بندی پر مشتمل ''عقیدۂ ختم نبوت'' سیٹ کی کتب انتہائی معقول قیمت پر فروخت کی جارہی ہیں۔کتب حاصل کرنے کے لئے جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی فون نمبر 021 34219324 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے نیز لاہور اور کراچی کے معروف سنی اشاعتی اداروں پر بھی دستیاب ہیں

☆ ☆ ☆

نعت رسول مقبول ﷺ

سالک ذوالنور (پروفیسر محمد طفیل سالک)

سب نبیوں میں اول و اقدم
خلقِ خدا میں سب سے ارحم
کائنات میں اشرف و اکرم
صلی اللہ علیہ و سلم

وہ جن کے لیے کائنات بنی ہے
بیشک ہیں وہ سب سے افہم
یہ بزمِ اوقات بنی ہے
صلی اللہ علیہ وسلم

امین و صادق جن کا لقب ہے
سامنے جن کے پیش وعقب ہے
عالی جن کا حسب و نسب ہے
صلی اللہ علیہ وسلم

جب جانب کعبہ محوِ سفر تھا
پہنچ گیا تو بلد احرم
لمحہ لمحہ نور سے پُر تھا
صلی اللہ علیہ وسلم

جب کعبہ پہ نظر پڑی تھی
وہ کمر پہ تیرے دستِ اکرم
اس دم تیری ہوش اڑی تھی
صلی اللہ علیہ وسلم

گردِ کعبہ پھیرے ہی پھیرے
پیارا ہے کیسا آبِ زم زم
شانِ اقدس نور بکھیرے
صلی اللہ علیہ وسلم

رکنِ یمانی حجرِ اسود
صفا مروہ کی سعی پیہم
رسمِ خلیل و رسمِ احمد
صلی اللہ علیہ وسلم

منیٰ کی وہ نورانی راتیں
یہ سب ہے فیض نبی اکرم
عرفہ کے دن کی خاص برساتیں
صلی اللہ علیہ وسلم

طیبہ کی جانب جانے والو
آتا نظر ہے گنبد اعظم
آنکھیں کھولو ہوش سنبھالو
صلی اللہ علیہ وسلم

وہ مسجدِ نبوی نور کا منظر
سامنے ہے وہ ہستی اعلم
حضور اور سرور کا منظر
صلی اللہ علیہ وسلم

اس مقام پہ تو ہے پہنچا
برتر ہے از عرشِ اعظم
مرتبہ جس کا سب سے اونچا
صلی اللہ علیہ وسلم

دنیا والو! ہوش کرو تم
دیکھو ہے کیسی شانِ افہم
زیست میں ان کی غور کرو تم
صلی اللہ علیہ وسلم

سالک شاہِ حسین کے صدقے
لکھی ہے تو نے نعت اکرم
بابا فضلِ حسین کے صدقے
صلی اللہ علیہ وسلم

سرِ شام وہ چراغ بجھ گیا!

انجمن طلباء اسلام کا درخشندہ ستارہ

چودہری جاوید اقبال مصطفائی چل بسا!

سردار محمد اکرم بٹر

2 اپریل 2012ء کی صبح میں ناشتہ کر رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی تو دل دھک سے رہ گیا یا الٰہی خیر ہو۔ موبائل سیٹ دیکھا تو رانا رحمت کا نام سکرین پر آرہا تھا۔ فوراً Receive کیا تو رانا صاحب بھرائی ہوئی آواز میں کہہ رہتے تھے چودھری جاوید چلے گئے۔ کیا کیا میں نے گویا چلاتے ہوئے پوچھا کیا کہہ رہے ہو جس پر برادرم رانا رحمت نے بتایا کہ جاوید مصطفائی رات کو انتقال کر گئے اور نماز جنازہ 7 بجے ہوگی۔

پھر مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ بچوں کی طرح رونا شروع کر دیا۔ گھر والے بھی پریشان ہوئے۔ گھر کا ماحول سوگوار ہو گیا۔

ماضی کی یادیں تازہ ہونے لگیں، جاوید مصطفائی کا شمار ے ہمارے گھر کے افراد میں ہوتا تھا۔ میں نے چودہری کلیم اور اقبال رضا کو فون کئے اور اپنے بھائی کے سفرِ آخرت میں شرکت کیلئے بھاگم بھاگ ونیس ہاؤسنگ اسکیم فیروز پور روڈ پہنچا۔ جنازہ اٹھایا جا چکا تھا اور یہ کارواں جاوید پبلک اسکول انور ٹاؤن والٹن پہنچا وہاں اسکول ٹیچرز اور بچوں کی آہ وبکا سے یوں محسوس ہونے لگا جیسے زمین وآسمان کی ہر شے رو رہی ہے۔

بعد ازاں گھوڑا چوک قبرستان ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور میں انجمن طلباء اسلام اور جمعیت علماء پاکستان کے عظیم سپوت کو منوں مٹی کے نیچے چھپا کر ہم بوجھل قدموں سے واپس چل پڑے۔ ہم میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ جاوید کے بوڑھے باپ چودہری محمد حنیف کو سہارا ہی دے سکتے۔ بلکہ وہ بڑی ہمت اور استقامت سے خالق کائنات کے حکم پر صبر ورضا کا پیکر نظر آئے۔

جاوید کو دارفنا سے گئے ہوئے دو ہفتے (14/4/12) گزر گئے کئی بار یادیں سمیٹنے کی کوشش کی مگر دل ودماغ ساتھ ہی نہیں دیتا۔ بروقت تھک ہار کر قلم و کاغذ رکھ دیتا ہوں۔ آج ایک بار پھر ماضی کو کریدنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ اور سوچ رہا ہوں کہ

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

چودہری جاوید اقبال مصطفائی کا تعلق ایک زمیندار کمبوہ گھرانے سے تھا اور انہوں نے پاکپتن کے ایک گاؤں SP-15 چودہری محمد حنیف کمبوہ نمبردار کے آنگن میں آنکھ کھولی تو کون جانتا تھا کہ اس پسماندہ علاقہ میں جنم لینے والا یہ بچہ ایک دن کاروان عشق مصطفیٰ کا سپاہی بنے گا۔

جاوید اقبال نے ابتدائی تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد پاکپتن کے کالج میں داخلہ لیا تو انہیں قافلہ عشق ومستی کے جانثاروں کی تنظیم انجمن طلبہ اسلام سے شناسائی ہوئی اور پھر ان کے سینے میں چھپی ہوئی محبت رسول کی چنگاری نے جوش مارا اور جاوید اقبال نے خود کو مصطفائی پیرہن میں چھپا لیا۔ نوائے انجمن جنوری، فروری 1993ء کو انٹرویو دیتے ہوئے وہ انجمن طلبہ اسلام میں شمولیت کے بارے یوں فرماتے ہیں کہ "یہ 1984ء کے اوائل کی بات ہے جب میں انجمن طلبہ اسلام کے آفاقی نصب العین کی صداقت سے متاثر ہو کر اس کا ممبر بنا اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی دوسری طلبہ تنظیم کے پاس ایسا بہترین پروگرام نہیں جیسا کہ انجمن طلبہ اسلام اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔" (نوائے انجمن جنوری 1993ء) اپنی انقلابی طبیعت اور جوش وجذبہ کے نتیجہ ہیں دو سال 1986,87ء کے بعد ہی انہیں انجمن طلبہ اسلام سٹی پاکپتن شریف کی نظامت کیلئے منتخب کر لیا گیا۔

جاوید اقبال نے انجمن طلبہ اسلام کو اپنے شہر میں منظم کرنے کیلئے جدوجہد شروع کیں تو ان کی راہ میں روڑے اٹکائے گئے۔ مارشل لاء آمریت نے طلبہ کی آواز کا گلا گھونٹنے کی کوششیں کیں تو کاروان نظام مصطفیٰ کے پروانے جل مرنے کیلئے آمریت کے سامنے ڈٹ گئے۔ چودہری جاوید کو ہراساں کرنے اور عزیمت کا راستہ چھوڑنے کیلئے مقامی انتظامیہ نے ہر حربہ استعمال کیا۔ عدالتی شوکاز نوٹس وغیرہ دیئے گئے اہل خانہ کو دھمکایا گیا مگر کون روک سکتا تھا دیوانوں کو، وہ یہ کہتے ہوئے اپنی منزل کی طرف بڑھتے رہے کہ

عشق بڑھتا رہا سوئے دار ورسن
زخم کھاتا ہوا مسکراتا ہوا
راستہ روکتے، روکتے تھک گئے
زندگی کے بدلتے ہوئے زاویے

سیماب صفت جاوید اقبال سٹی نظامت پاکپتن سے فارغ ہوتے ہی اگلے سال لاہور آگئے اور لاء کالج میں داخلہ لے لیا۔ 1988ء میں انہیں انجمن طلبہ اسلام ضلع لاہور کا جنرل سیکریٹری منتخب کر لیا گیا اور یہاں سے ہی میرا اُن کے ساتھ تعلق شروع ہوا جو تادم زیست قائم رہا۔ انہوں نے انجمن طلبہ اسلام کو منظم کرنے کیلئے لاہور کے تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ علاقائی تنظیمیں بنانے کیلئے دن رات ایک کر دیئے گھر سے جو کچھ تعلیمی اخراجات کیلئے جو خرچہ ملتا تھا وہ تنظیمیں بنانے اور تنظیمی دوروں پر لگا دیتے والدین کی اکلوتی اولاد تھے اس لئے وہ بھی بیٹے کی خوشی کی آگے سر تسلیم خم کر دیتے۔ چودہری جاوید کی جہد مسلسل نے انجمن طلبہ اسلام کو ضلع لاہور کی منظم ترین طلبہ تنظیم کے سانچے میں ڈھال دیا۔

اس دوران انہیں منافقین اور لباس خضر میں چھپے راہزنوں کے تشدد اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا۔ اذیتیں برداشت کرنا پڑیں لیکن پائے استقلال میں لرزش نہ آئی۔

1991ء چودہری جاوید صوبائی جنرل سیکریٹری

منتخب ہوئے جبکہ اگلے ہی سال انہیں ناظم پنجاب کی اہم ذمہ داری سونپی گئی۔ انہوں نے انجمن طلبہ اسلام کے عظیم مشن کیلئے اپنی ہمت سے بڑھ کر کام کیا۔ میں خود ان دنوں ان کیساتھ ہوتا تھا۔ ناظم پنجاب کی حیثیت سے جاوید اقبال نے دور افتادہ اضلاع کے دورے کیئے۔ جب کبھی ہم کہتے کہ تھک جاؤ گے تو کہہ دیتے کہ عشق مصطفیٰ کی منزلوں کے مسافر تھک کر نہیں بیٹھتے بلکہ ان کا جذبہ حصول منزل کی تگ و دو میں اور بڑھتا ہے۔ لاہور ایئر پورٹ (پرانی بلڈنگ) کے قریب انہوں نے ایک گھر کرایہ پر لیا ہوا تھا جو جاوید کی رہائش گاہ کی بجائے انجمن طلبہ اسلام کا مرکزی دفتر محسوس ہوتا تھا مرکزی، صوبائی قائدین کی لاہور آمد کے بعد وہی کمرہ اُن کی آرام گاہ اور میٹنگ ہال کا کام دیتا تھا۔

چوہدری حمائت علی شہید کشمیر، برادرم شبیر احمد سلطان مرحوم، حافظ غلام سرور نورانی مرحوم، مرزا عبدالرؤف مصطفائی، میاں نیاز احمد جاوید، رانا رحمت علی، نعیم اختر حقانی، ڈاکٹر جاوید اختر، نعیم اختر سعیدی، خالد محمود قادری، اخلاق سلہری، چوہدری ارشاد گجر، حافظ امتیاز چڈھر، شرافت بٹ، نجم کلیم اور نہ جانے کتنے ہی کارکن اور رہنما چوہدری جاوید اقبال مصطفائی کی میزبانی سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ راقم الحروف اور چوہدری کلیم ان ملاقاتوں میں جاوید کے معاون ہوتے تھے۔ قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ نورانی صدیقی اور مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالستار خان نیازی کی قیادت کو امت مسلمہ کیلئے اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ سمجھتے تھے اور جب ایک کمیشن ایجنٹ نے طلبہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی اور کارکنوں کو اکابرین جمعیت علماء پاکستان کی توہین و تنقیص پر اکسایا تو چوہدری جاوید اپنے قائدین کیساتھ ان کے مقابل ڈٹ کر کھڑے ہوگئے۔ مخالف گروپ کی طرف سے متعدد بار جاوید مصطفائی پر حملے کیئے گئے مگر وہ امام نورانی کا ساتھ چھوڑنے پر کسی صورت تیار نہ ہوئے بہر حال جاوید کی زندگی کا ایک ایک لمحہ انقلاب نظام مصطفیٰ کیلئے وقف تھا۔ گویا کہ وہ یوں کہتے تھے کہ

زندگی اتنی غنیمت تو نہیں جس کیلئے
عہد کم ظرف کی ہر بات گوارا کرلیں
بجھا سکو تو دیا بجھا دو دبا سکو تو صدا دبا دو
دیا بجھے گا تو سحر ہوگی صدا دبے گی تو حشر ہوگا

نوائے انجمن کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ”وڈیرے جاگیر دار اور سرمایہ دار ہمارے ملک کی سیاست پر چھائے ہوئے ہیں ان حالات میں ملک کے پڑھے لکھے طبقے کو سیاست سے دور رکھنے کوشش ہے۔ ویسے بھی نوجوانوں کی مدد کے بغیر کوئی سیاسی جماعت کسی قسم کی تبدیلی نہیں لاسکتی۔ آپ دنیا کا کوئی بھی انقلاب دیکھ لیں نوجوان نسل نے اس میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انجمن طلبہ اسلام اور جمعیت علماء پاکستان ملکر جدوجہد کررہی ہیں۔ انجمن طلبہ اسلام، جمعیت علماء پاکستان کی برادر تنظیم ہے دونوں تنظیموں میں نظریاتی ہم آہنگی ہے اور یہ دونوں ایک ہی سلسلے کی کڑی ہے۔

ہماری تاریخ گواہ ہے کہ جے یو پی کی جڑوں میں اے ٹی آئی کے شہداء کا خون ہے۔ آج کی انجمن طلبہ اسلام مستقبل کی جمعیت علماء پاکستان ہے کچھ لوگوں نے ایک وفاقی وزیر کے اشارے پر انجمن طلباء اسلام کی اس آفاقی جدوجہد کو سبوتاژ کرنے کی ناکام کوشش کی تھی۔ یہ لوگ طالبعلم نہیں تھے۔

دراصل کچھ عناصر انجمن طلبہ اسلام کا نام استعمال کر کے اپنی لیڈری چمکانا چاہتے تھے۔ انجمن طلبہ اسلام کے کارکنوں نے ”عزم جہاد سلور جوبلی کنونشن“ ملتان میں بھرپور شرکت کر کے سازشیوں کے منہ پر زوردار طمانچہ رسید کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ انجمن طلبہ اسلام کا سب سے بڑا بنیادی مقصد نظام مصطفیٰ کا نفاذ ہے جو سیاسی جدوجہد کے بغیر پورا نہیں ہوسکتا (نوائے انجمن، جنوری فروری 1993ء)

جاوید مصطفائی کی تعلیم مکمل ہوتے ہی والدین نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ کاروبار یا ملازمت اختیار کرو کیونکہ انہیں اپنے اکلوتے بیٹے کے سر پر سہرا سجانے کی فکر تھی۔

ان کے والدین اکثر ہمارے ہاں آتے اور یہی کہتے کہ اکرم تم جاوید کو سمجھاؤ اب کوئی کام کرے ہم دونوں چونکہ منہ بولے بھائی تھے اس لئے میرا داؤ چل جاتا۔ ہمارے بہت ہی پیارے دوست چوہدری کلیم احمد اور رانا رحمت علی بھی اس سلسلہ میں ہمارے ہمنوا تھے کہ جاوید کوئی کام کرنا چاہتے۔ تا کہ اس کے والدین اپنی خواہشوں کی تکمیل دیکھ سکیں۔

1993ء میں جاوید اقبال انجمن طلبہ اسلام کے سیکریٹری جنرل کی ذمہ داریاں نبھا رہے تھے کہ میں نے انہیں کاروبار کرنے پر مجبور کیا۔ تا کہ تعلیم سے فراغت کے بعد عملی زندگی میں مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ وہ دراصل زمیندار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اس لئے مالی مشکلات کا احساس نہیں تھا۔ والد صاحب نے گتہ بنانے کا یونٹ لگایا تو اس پر بھی توجہ نہ دے سکے مجھے یاد ہے کہ ان کے والد نے ایک لاکھ روپے کی رقم دی کہ کاروباری سامان خرید کر پاکپتن پہنچا دینا مگر جاوید صاحب پر تنظیم سازی کا جنون سوار تھا رقم ملتے ہی پنجاب کے دورے پر نکل پڑے، سفری اخراجات، لٹریچر اور اشتہارات پوسٹرز وغیرہ پر ساری رقم خرچ کر ڈالی۔ انہیں بس ایک ہی جنون تھا کہ انجمن طلبہ اسلام ایک منظم جماعت بن جائے۔ 1993ء کے وسط میں ہم دونوں نے مل کر کاظمی میموریل اسکول والٹن لاہور میں شروع کیا اور دن رات اس کی منصوبہ بندی میں مصروف رہتے۔

وہ اکثر میرے ساتھ جھگڑا کرتے کہ تم نے مجھے قید کرلیا ہے۔ اور اب میں تنظیمی کام نہیں کرسکتا۔ تین سال بعد اچانک حالات نے ایسا موڑ لیا کہ سب کچھ داؤ پر لگتا نظر آنے لگا۔ چنانچہ میں نے اسکول چھوڑ کر اپنا حصہ الگ کرلیا اور جاوید صاحب نے اسکول کی ترقی کیلئے بھی تنظیمی اسپرٹ کیساتھ کام کیا۔ جاوید پبلک سکولز گروپ کے نام سے تین ادارے بنالیے اور اب اسے بھی آگے کی منصوبہ بندی کررہے تھے کہ زندگی کا ساتھ چھوڑ گئے۔ چوہدری جاوید ایک پرعزم لیڈر اور جوشیلے مقرر تھے۔ بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے اور اپنے مشن کی تکمیل کیلئے بڑی سے بڑی رکاوٹوں کی بھی پرواہ نہ کرتے۔ آج وہ ہم میں نہیں مگر اُن کی یادیں زندگی کا سرمایہ ہیں دو کمسن بیٹے اور وہ ایک بیٹی کو بوڑھے والدین کے حوالے کر کے دور کہیں جا بسے ہیں۔

شاید ایسے ہی موقعہ کیلئے شاعر نے کہا ہے کہ

موت اس کی ہے جس کا زمانہ کرے افسوس
یوں تو دنیا میں آتے ہیں سبھی مرنے کیلئے

سالار طلبہ چوہدری جاوید مصطفائی کا پیغام قارئین تک پہنچانے کے بعد اجازت چاہوں گا۔ وہ کہتے ہیں کہ: ”اس وقت عالمی طاقتیں مسلمانوں کو کرش کرنے کی سازش کررہی ہیں جبکہ دوسری طرف ہمارے ملک میں سیکولر قوتوں کے اتحاد سے وطن عزیز کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔ ایسے میں مذہبی جذبہ رکھنے والے نوجوانوں اور طلبہ کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ انہیں نہ صرف یہ کہ ملک میں نظام مصطفیٰ کے نفاذ کیلئے اپنی کوششوں کو تیز تر کرنا چاہئے بلکہ عالمی سطح پر مسلمانوں کیخلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنانے کیلئے بھی ڈٹ جانا چاہئے“

چمنستان ہستی میں کیسے کیسے پھول کھلے
مشام زندگی کو تازہ کیا اور چل دیئے

☆ ☆ ☆

مرزائی جماعت کے بانی اور اُن کے خلفاء کا دردناک انجام

انتخاب:۔محمد اسامہ رضا (جامعہ علیمیہ کراچی)

جھوٹے مدعیٔ نبوت مرزا قادیانی اور اُس کے تمام خلیفہ حکیم نورالدین، مرزا بشیر الدین محمود، مرزا ناصر اور مرزا طاہر سب کے سب دنیا میں عبرتناک موت کا شکار ہوئے۔

ایک سابق قادیانی کے ہوشربا انکشافات

میں پیدائشی قادیانی تھا، جس کا مجھے دکھ ہے، میں نے اپنی زندگی کے 55 سال قادیانی ماحول میں گزارے جس کا مجھے بہت پچھتاوا ہے، پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو مجھے اپنی گزری ہوئی زندگی ایک خوفناک اژدھے کی مانند دکھائی دیتی ہے، جس نے زندگی کی تمام خوبصورتیوں کو نگل لیا ہو۔ مجھے بچپن سے ہی جھوٹ سے شدید نفرت ہے اور قادیانیت کی چونکہ بنیاد ہی جھوٹ پر ہے، اس لیے مجھے قدرتی طور پر قادیانیت سے نفرت تھی۔ میں نے کبھی بھی قادیانیت کی تبلیغ نہیں کی۔ نہ ہی کسی الزام لگنے پر قادیانیت کا دفاع کیا۔ کیونکہ بطور قادیانی جتنا اندر سے قادیانیت کو میں جانتا تھا کوئی مسلمان تو اُس کا عشر عشیر بھی نہیں جانتا۔ پھر بھی میں "روایتی قادیانی" کی سی زندگی گزار رہا تھا۔ یہ "روایتی قادیانی" کون ہیں؟ یہ دراصل عام قادیانی ہیں جو مرزا اور اس کے جانشینوں کی جعلی نبوتوں خلافتوں اور حماقتوں کو اچھی طرح سے جانتے ہیں، لیکن پھر بھی اُن کے خلاف آواز نہیں اٹھاتے۔ خاموشی سے زندگی گزارے چلے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ میں ایسے مرزائیوں کی کثرت ہے۔ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی اس کے نام نہاد خلفاء اور قادیانیوں کی اُم المومنین (معاذ اللہ) اور چھوٹی آپا اور بڑی آپا کو اپنی نجی محفلوں میں ننگی گالیاں دیتے ہیں، لیکن جماعت کے عہدیداروں کے سامنے اُن کا احترام کرتے ہیں۔ اس طرح یہ ایک دوہری زندگی گزار رہے ہیں جو کہ بجا طور پر منافقت کی زندگی ہے، ان کے اعصاب اس دوہری اداکاری سے ٹوٹ چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے مجھے قادیانی زندگی کے عذاب سے نکالا، جس کے لیے میں اللہ عزوجل کا بے شمار شکر ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ باقی قادیانیوں کو بھی اس مصیبت سے نکالے (آمین) یہ قادیانی بے حد مجبور ہیں، ان کے آپس میں رشتے ہیں جنھوں نے انھیں مجبور کر رکھا ہے کہ خاموشی سے جماعت احمدیہ کے اندر ہی زندگی گزاریں۔ بعض نے تو مجبوری کی بنا پر جماعت احمدیہ کو نہ چھوڑنے کا فیصلہ کر رکھا ہے، مثلاً میں نے اپنے ایک قریبی رشتہ دار قادیانی کو ایک مضمون پڑھنے کیلئے دیا تو اس نے کہا ہم نے جماعت نہ چھوڑنے کا اور جماعت کے خلاف مضامین نہ پڑھنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے، میں نے کہا کہ سچ کا تو سامنا کرو، کہنے لگا کہ ہم سچے ہیں یا جھوٹے ہم بہر حال یہ جماعت نہیں چھوڑیں گے، ہمارا جینا مرنا رشتہ داری سب کچھ جماعت کے اندر ہی ہے، ہم کہاں جائیں؟ میں نے کہا کہ تمہیں خوف ہے کہ سچ پڑھ لوگے تو جھوٹ بھاگ جائے گا، ضمیر ملامت کرتا رہے گا، میں یہ منافقانہ زندگی گزارتے تنگ آچکا تھا، آخر خدا تعالیٰ کو مجھ پر ترس آگیا اور اس نے مجھے جماعت احمدیہ سے نکلنے کا راستہ دکھایا، جب میں نے جماعت احمدیہ چھوڑنے کا فیصلہ کیا تو اپنے قادیانی دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے اس فیصلہ سے آگاہ کیا تو انھیں بھی مشورہ دیا کہ وہ بھی قادیانیت چھوڑ کر اسلام کے دامن میں پناہ لے لیں۔ انھوں نے کہا کہ یہ بڑی جرات کا کام ہے ہمارے ماں باپ بہن بھائی بیویاں بیٹیاں داماد اور سب رشتہ دار دوست قادیانی ہیں، ہم ان سب کو چھوڑ کر احمدیت سے نکلنے کی جرات نہیں کرسکتے، میں نے کہا کہ تم منافقت کی زندگی گزار رہے ہو، اس سے تو یہ زیادہ آسان ہے کہ ایک دفعہ ہمت کر کے جماعت احمدیہ کو خیر باد کہہ دو اور حقیقی زندگی گزارنا شروع کردو، لیکن وہ یہ جرات نہ کر سکے اور جب میں نے قادیانیت چھوڑی تو وہ مجھ پر رشک کرتے تھے، کیونکہ وہ قادیانیت کے چنگل میں بری طرح پھنسے ہوئے ہیں، وہ جھوٹ کو سچ کہنے پر مجبور ہیں، وہ جماعت کو چندے ادا کرنے سے تنگ ہیں، اس مہنگائی کے دور میں غریبوں سے زبردستی چندہ لینا کہاں کی شرافت ہے؟

شرافت کی جبیں پر ہے ذلت کا پسینہ .....!

میں نے اپنے قادیانی دوستوں کو جب مرزا غلام احمد قادیانی کی جعلی اور جھوٹی نبوت کے بارے میں لٹریچر بھیجا تو انھوں نے مجھے کہا ہمیں لٹریچر دے کر کیا آپ نے ہمارے وارنٹ نکلوانے ہیں؟ میں نے انھیں کہا کہ کیا تم مرزا غلام احمد قادیانی کو سچا سمجھتے ہو؟ تو وہ مرزا صاحب اور ان کے متعلقین کو ننگی ننگی گالیاں دینے لگے، میں ان لوگوں کا نام نہیں لینا چاہتا ہوں کہ ان کے لیے مشکلات کھڑی ہوجائیں گی، قادیانی ان کا ناطقہ بند کردیں گے، مجھے ان پر ترس آتا ہے وہ میری تحریریں پڑھ کر مسکراتے ہیں، الفاظ کے پردے میں ہم جن سے مخاطب ہیں وہ جان گئے ہوں گے کیوں نام لیا جائے، قادیانی جماعت کے بعض سادہ دل لوگ بڑوں کی بددعا اور لعنتوں سے بھی ڈرتے ہیں، کیونکہ جماعت کے راہنماؤں کا وطیرہ ہے کہ وہ شروع سے ہی اپنے مخالفوں کو موت سے ڈراتے ہیں، ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، وہ جسے چاہے زندہ رکھے اور جسے چاہے اپنے ہاں بلالے، اس لیے وہ کسی ایسی موت کی دھمکی سے نہیں ڈرتے اور اسے ان کی دماغی بیماری سے تعبیر کرتے ہیں، جماعت احمدیہ کے بڑے جماعت چھوڑ کر چلے جانے والوں اور جماعت کے اندر رہ کر ان کی مخالفت کرنے والوں کے لیے بددعائیں کرتے ہیں، لعنتیں بھیجتے ہیں اور دنیا میں ان کے ذلیل وخوار ہونے کی پیشگوئیاں کرتے رہتے ہیں اور کرتے چلے آئے ہیں۔

جب کہ ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں اور یہ ذلیل وخوار مرزا غلام احمد قادیانی نے امام مہدی، مسیح موعود نبی رسول کرشن ہونے اور اس طرح دوسرے مختلف دعوے کیے، یہ بیمار ذہنیت کا آدمی تھا جو خود کو حاملہ ہوجانے اور حضرت عیسیٰ کی روح اپنے اندر نفخ ہونے کا دعویٰ کرتا رہا۔ (کشتی نوح مندرجہ روحانی خزائن جلد۱۹، صفحہ ۵۰ از مرزا غلام احمد قادیانی) مرزا قادیانی کا ایک صحبت یافتہ قاضی یار محمد لکھتا ہے کہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی (مردانہ) طاقت کا

اظہار فرمایا تھا، سمجھنے کے لیے اشارہ کافی ہے۔'' (اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر ۱۴۳، از قاضی یار محمد)

جب سے یہ کائنات تخلیق ہوئی ہے، گھٹیا سے گھٹیا ذہنیت کے کسی شخص نے بھی خالق کائنات اللہ وحدہ لاشریک کی پاک ہستی پر ایسا گندا، گھناؤنا، کفریہ اور شرمناک الزام نہیں لگایا، ہو سکتا ہے یہ شیطان ہو جس نے مرزا صاحب کے ساتھ یہ جنسی ڈرامہ کھیلا ہو، مرزا کے گندے خیالوں اور گندی حرکتوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے خوفناک عذاب سے دیا اور دنیا ہی میں اپنی نجاست کے ڈھیر پر اس نے آخری سانس لیا۔ (سیرۃ المہدی، جلد ا صفحہ ۱۱، از مرزا بشیر احمد ولد مرزا غلام احمد، روایت نمبر ۲۱)

کاش مرزائی مرزا صاحب کے خاتمہ کے حالات پڑھ کر ہی کانوں کو ہاتھ لگالیں اور قادیانیت کو خیرباد کہہ دیں! مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی ہونے کے بعد ان کے پہلے گدی نشین حکیم نور الدین تھے جن کو قادیانی جماعت ''خلیفہ اول'' کے نام سے پکارتی ہے، مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے بیٹے کی روایت کے مطابق حکیم نور الدین انتہائی گندے شخص تھے جو مدتوں نہیں نہاتے تھے، یہ ''بدبودار قادیانی خلیفہ گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ خدا تعالیٰ نے گھوڑے کو حکم دیا کہ خلیفہ اول کا خاتمہ کردو، وہ خلیفہ بحکم الٰہی اس گھوڑے کے بدکنے سے اس نیچے گرنے لگا تو اس کا پاؤں رکاب میں پھنس گیا گھوڑا سرپٹ دوڑتا رہا اور نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والی جماعت کے خلیفہ کی ہڈیاں چٹخاتا رہا، جب گھوڑا رکا تو قدرت اپنا حساب پورا کر چکی تھی زخموں نے گنگرین (ناسور) کی صورت اختیار کرلی اور خلیفہ اول نور الدین بسترِ مرگ پر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے عذابِ الٰہی دنیا میں جھیلتے ہوئے ملک عدم کو سدھار گئے، بعد میں خاندان پر بھی مصائب کا پہاڑ ٹوٹا، حکیم نور الدین کے دردناک انجام کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود جسے قادیانی جماعت ''خلیفہ ثانی'' کے نام سے جانتی ہے، جانشین ہوا خلافت پر جھگڑا ہوا مولوی محمد علی لاہوری کو خلافت نہ ملی، مرزا قادیانی کی بیوی نے ریشہ دوانیوں سے اپنے نوجوان بیٹے کو زبردستی خلیفہ بنوا دیا، یہ عیاش اور لاابالی جوان تھا جسے خلافت ملنے پر مرزا قادیانی کے وفادار ساتھی مولوی محمد علی لاہوری احتجاجاً اس جماعت سے نکل گئے، اور اپنا لاہوری مرزائیوں کا گروپ تشکیل دے دیا، بشیر الدین محمود نے خلیفہ بنتے ہی ایسی گھناؤنی حرکتیں کیں کہ خود شرم بھی شرما گئی، اس کی قصر خلافت نامی رہائشگاہ دراصل ''قصرِ خباثت'' تھی، جہاں عینی شاہدین کے مطابق صرف عقیدتوں کا خراج ہی بھینٹ نہیں چڑھا بلکہ مختلف حیلے بہانوں سے یہاں عصمتیں بھی لٹتی رہیں، اس مقدس عیاش نے اپنے شکار گرفت میں لانے کے لیے نہایت دلکش پھندے لگا رکھے تھے، اسے معصوم لڑکیوں کو رام کرنے کا ایسا سلیقہ آتا تھا کہ قصرِ خلافت کے عشرت کدے میں جانے والی بہت سی عورتیں اپنی عزت لٹا کر واپس آئیں، خلیفہ ثانی مذہب کی آڑ میں عصمتوں پر ڈاکے ڈالتا رہا، چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں مختلف حیلوں بہانوں سے اس عیاش خلیفہ نے عصمتیں لوٹیں اور ظلم پہ ظلم کرتا رہا، اس خلیفہ کی رنگین داستانوں کے قادیانی جماعت کے اپنے ہی لوگوں کے تبصرے حلفی بیانات مباہلے اور قسمیں موجود ہیں۔

ختم نبوت کی حفاظت کرنے والے ہمیشہ سرخرو ہوتے ہیں اور یہ ذلیل وخوار! مرزا غلام احمد قادیانی نے امام مہدی، مسیح موعود نبی رسول کرشن ہونے اور اس طرح دوسرے مختلف دعوے کیے، یہ بیمار ذہنیت کا آدمی تھا

خدائے برتر ایسے ظالم انسان کو کبھی معاف نہیں کرتا، چنانچہ قادیانی جماعت کے اس خلیفہ ''ثانی'' جسے قادیانی ''فضل عمر'' بھی کہتے ہیں کی زندگی کا خاتمہ بھی انتہائی دردناک حالات میں ہوا، اسے زندگی کے آخری بارہ سال میں بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتے مرتے دیکھ کر لوگ کانوں کو ہاتھ لگاتے تھے، اس کو فالج ہو گیا تھا اس کی شکل وصورت جنونی پاگلوں کی سی بن گئی تھی، وہ سر ہلاتا رہتا منہ میں کچھ ممیاتا رہتا، اس کے سر کے زیادہ تر بال اڑ چکے تھے، پھر بھی انھیں کھینچتا رہتا، داڑھی نوچتا رہتا، وہ اپنی ہی نجاست ہاتھ منہ پر مل لیا کرتا تھا، بہت سے لوگ ان واقعات اور حالات کے عینی شاہد ہیں، اس ''خلیفہ ثانی'' نے ایک بیان میں اعلان کیا کہ جماعت احمدیہ میں اٹھانوے فیصد منافق ہیں، جس کی بنا پر جماعت کو ان کے پاگل ہونے کی افواہ اڑانی پڑی، ایک لمبا عرصہ اذیت ناک زندگی بستر پر گزارنے کے بعد جب یہ شخص دنیا سے رخصت ہوا تو اس کا جسم بھی عبرت کا نمونہ تھا، ایک لمبا عرصہ تک ایک ہی حالت میں بستر پر لیٹے رہنے کی وجہ سے لاش اکڑ کر گویا کہ مرغ کا چرغہ بن چکی تھی، ٹانگوں کو رسیوں سے باندھ کر بمشکل سیدھا کیا گیا، چہری پر گھنٹوں ماہرین سے خصوصی میک اپ کروایا گیا، جسم کی کافی دیر تک صفائی کی گئی اور پھر عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیے مرکری بلب کی تیز روشنی میں لاش کو اس طرح رکھا گیا کہ چہرے پر مصنوعی نور نظر آئے، لیکن قادیانی تو ساری باتوں سے واقف تھے، خدا تعالیٰ ایسے حقیقی انجام اور مصنوعی نور سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ (آمین)

خلیفہ اوّل نورالدین بسترِ مرگ پر ایڑیاں رگڑتے رگڑتے عذابِ الٰہی دنیا میں جھیلتے ہوئے ملک عدم کو سدھار گئے، قادیانی جماعت کے اس خلیفہ ''ثانی'' جسے قادیانی ''فضل عمر'' بھی کہتے ہیں کی زندگی کا خاتمہ بھی انتہائی دردناک حالات میں ہوا

قادیانی جماعت کے خلیفہ دوم کی تدفین کے بعد اس کے عزیز واقارب اور پوری جماعت احمدیہ نے سکھ کا سانس لیا، پھر موروثی وراثت اور چندوں کے نام پر لوٹ مار کا سلسلہ جاری رکھنے کے خاطر اس کے بڑے بیٹے مرزا ناصر احمد گدی نشین ہوا، یہ حضرت گھوڑوں کی ریس کے بڑے شوقین تھے، ان کے اس شہنشاہی شوق نے چناب نگر (سابقہ ربوہ) میں گھڑدوڑ کے دوران ایک غریب شخص کی جان بھی لے لی، خلیفہ مرزا ناصر احمد نے 87 سال کی عمر میں فاطمہ جناح میڈیکل کی ایک 27 سالہ طالبہ کو یہ کہتے ہوئے اپنے عقد میں لے لیا کہ ''آج دولہا اپنا نکاح خود ہی پڑھائے گا۔'' اس 87 سالہ بوڑھے دولہا نے اپنے ازکار رفتہ اعضاء میں جوانی بھرنے کے لیے کشتوں کا استعمال شروع کردیا اور کشتوں کے راس نہ آنے پر خود ہی کشتہ ہوگیا، اس کا جسم پھول کر کپا ہوگیا اور آناً فاناً خدائے قہار کے قہر کی گرفت میں آکر کشتوں ہی کی آگ میں جھلس کر ملک عدم کو سدھار گیا۔

آنجہانی مرزا ناصر احمد کا چھوٹا بیٹا مرزا لقمان

خلیفہ طاہر احمد نے اپنی عمر کے آخری چند سالوں میں اس دیدہ دلیری سے جھوٹ بولے کہ کراماً کاتبین بھی ان کے جھوٹ لکھتے ہوئے حیران ہوتے ہوں گے، وہ جھوٹ کی انتہا پر پہنچتے ہوئے ایک روز بیس کروڑ قادیانیوں کی جماعت کا خلیفہ ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے،

شادی شدہ تھا اس کا ایک بیٹا تھا، مرزا طاہر احمد نے اپنی گدی نشینی کا پروگرام ترتیب دیا تو اس سودے بازی میں اپنی بیٹی کا رشتہ بہت پہلے مرزا لقمان سے کردیا، اس کی پہلی بیوی کو طلاق دلوائی گئی اور اس سے اس کا بیٹا چھین لیا، جب مرزا ناصر احمد کی موت کے بعد مرزا طاہر احمد گدی نشین ہوا تو اس کے بڑے سوتیلے بھائی مرزا رفیع احمد خلافت کو اپنا حق سمجھتے ہوئے میدان میں آگیا، اس کی بات نہ مانی گئی تو وہ اپنے حواریوں سمیت سراپا احتجاج بن کر سڑکوں پر آگئے۔ لیکن انھیں بزور قوت اپنے گھروں میں دھکیل دیا کر "خلافت" پر قبضہ کرلیا گیا، مرزا طاہر احمد جماعت کے چوتھے خلیفہ آمرانہ مزاج کے حامل تھے، ان کی شروع سے یہ عادت تھی کہ وہ کسی کی بات نہیں مانتے تھے ان کی فرعونی عادات نے نہ صرف مرزا طاہر بلکہ پوری قادیانی جماعت کو دنیا بھر میں ذلیل کیا، اپنی زبان درازی ہی کی وجہ سے وہ پاکستان سے بھاگ کر لندن اپنے آقاؤں کے ہاں پناہ گزین ہوئے، ان کے دور خلافت میں بھی کسی شخص کی عزت محفوظ نہیں تھی وہ جب چاہتے اور جسے بھی چاہتے پل بھر میں ذلیل کردیتے، انھوں نے نظریں ملا کر بات نہ کرنے کا حکم دے رکھا تھا، قادیانی لڑکیوں کو سدا سکھی رہنے کی دعا دینے والا یہ خلیفہ دس لاکھ کا حق مہر لکھوانے کے باوجود اپنی بیٹی کو طلاق سے نہ بچا سکا، آخر مرزا لقمان کی پہلی بیوی نے طلاق لینے اور بچہ چھیننے پر بددعا دی ہوگی! مرزا طاہر احمد ہومیو پیتھک ڈاکٹر کہلوانے کے شوقین تھا اور اس کا یہی شوق انسانوں کے لیے مصیبت کا باعث بن گیا، مرزا طاہر احمد چاہتا تھا کہ عورتیں صرف "قادیانی لڑکے" ہی پیدا کریں جن میں ذات پات یا نسل کا کوئی لحاظ نہ ہو، قادیانیوں کو "نرنسل" پیدا کرنے کی گولیاں دیتے رہے، جن میں مردانہ طاقت بند ہونے کا دعویٰ کیا جاتا، شاید قدرت ان کے ان ہتھکنڈوں پر ہنس رہی تھی دوسروں کو لڑکے دینے والا یہ ڈاکٹر (ہومیو پیتھک) اپنی بیوی کو لڑکا نہ دے سکا اور ان کے اپنے ہاں تین بیٹیاں پیدا ہوئیں، جن سے دنیا حقیقت جان گئی، خلیفہ طاہر احمد نے اپنی عمر کے آخری چند سالوں میں اس دیدہ دلیری سے جھوٹ بولے کہ کراماً کاتبین بھی ان کے جھوٹ لکھتے ہوئے حیران ہوتے ہوں گے، وہ جھوٹ کی انتہا پر پہنچتے ہوئے ایک روز بیس کروڑ قادیانیوں کی جماعت کا خلیفہ ہونے کا دعویٰ کر بیٹھے، ان کے ذہنی توازن کا یہ حال تھا کہ امامت کے دوران عجیب و غریب حرکتیں کرتے رہتے، کبھی باوضو نماز پڑھاتے تو کبھی بے وضو ہی پڑھا دیتے، رکوع کی جگہ سجدہ اور سجدہ کی جگہ رکوع، کبھی دوران نماز ہی یہ کہتے ہوئے گھر کو چل دیتے کہ ٹھہرو! ابھی وضو کرکے آتا ہوں، غرضیکہ اپنے پیشروؤں کی طرح گرتے پڑتے اٹھتے بیٹھتے لیٹتے روتے مرزا طاہر احمد کی بھی بڑی مشکل سے جان نکلی پھر پرستاروں کے دیدار کے لیے جب لاش رکھی گئی تو چہرہ سیاہ ہونے کے ساتھ ساتھ لاش سے اچانک تعفن اٹھا اور ان پرستاروں کو فوراً کمرے سے باہر نکال دیا گیا اور لاش بند کر کے تدفین کے لیے روانہ کردی گئی، لوگوں نے یہ مناظر براہ راست ٹی وی پر دیکھے، کافی لوگ اس کے گواہ ہیں۔

آخر میں اپنے قادیانی دوستوں اور رشتہ داروں سے اپیل کرتا ہوں کہ آپ نے تو اپنے روحانی سربراہوں کی حیات اور اموات کو دیکھا ہے، پھر قادیانی چنگل سے کیوں نہیں نکل جاتے؟ مجھے آپ لوگوں سے ہمدردی ہے کیونکہ میرا اور آپ کا 55 سال کا ساتھ رہا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جس طرح اس نے قادیانیت سے نکلنے میں میری غیبی مدد فرمائی ہے، اس طرح باقی قادیانیوں کی بھی مدد فرمائے اور وہ منافقت کی زندگی چھوڑ کر حقیقی زندگی گزارنا شروع کر دیں۔ (آمین یارب العالمین)

وفیات

انجمن طلبہ اسلام کے سابق مرکزی رہنما اور ادارہ نوید سحر لاہور کے صدر سردار محمد اکرم بٹر کے والد مرحوم چوہدری محمد صدیق بٹر 3 مئی 2012 کو رضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے۔

جمعیت علماء پاکستان ضلع ساہیوال کے رہنما مفتی امام بخش ندیم کے والد گذشتہ دنوں رضائے الٰہی سے فوت ہوگئے۔

صاحبزادہ محمد افضل خان نورانی کے سسر چوہدری محمد شفیع نورانی گذشتہ ماہ اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔

ادارہ افق غم واندوہ کے ان لمحات میں ان احباب کا شریک غم ہے اور مرحومین کے رفع درجات کیلئے دعا گو ہے۔

دس ہزار روپئے کا انعام آپ کا منتظر ہے

تحقیقی کام کے سلسلے میں ماہنامہ "رضوان" لاہور کی مکمل فائل درکار ہے، جن صاحب کے پاس ماہنامہ "رضوان" کی مکمل فائل موجود ہو، وہ یہ فائل فراہم کرکے =/Rs.10,000 روپئے کا انعام حاصل کرسکتے ہیں۔

برائے رابطہ:۔ محمد احمد ترازی، موبائل نمبر 0321-2402947 & 0300-2237225

تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے

قائد کارکن اور تحریکی تقاضے

مولف:۔ محمد احمد ترازی

قارئین محترم ادیر منتظم محمد احمد ترازی کی کتاب "تحریک نظامِ مصطفیٰ ﷺ کیلئے قائد کارکن اور تحریکی تقاضے" کے باب ششم "تحریک اور مرحلہ دعوت وتربیت" کی دو قسطیں آپ کی نظر سے گزر چکی ہیں، اِس ضمن میں اِس باب کی تیسری قسط اور آخری حاضر خدمت ہے، جسمیں صاحب مولف نے تحریک اور مرحلہ دعوت وتربیت کے باہمی تعلق کو بیان کیا ہے، یہ تحریر وابستگان تحریک کیلئے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کا تعارف، مقصد، تقاضے، لائحہ عمل، تحریکی امتیازات اور ذمہ داریوں کا شعور اجاگر کرنے کی ایک کوشش کی ہے، جس کا مقصد وابستگان تحریک کو تحریکی تقاضوں کے مطابق ڈھال کر انہیں باطل قوتوں کے خلاف اعلائے کلمۃ الحق کی بلندی کیلئے تیار کرنا اور یہ یقین کامل فراہم کرنا ہے کہ راہ حق پر چلنے والوں کو تائید ایزدی اور نصرت رسول ﷺ کبھی بھی یکہ وتنہا نہیں چھوڑتی، شرط صرف یہ ہے کہ ثابت قدمی، استقامت اور حوصلہ مندی کے ساتھ حصول منزل کا سفر اختیار کیا جائے۔

ادارہ "افق" مدیر منتظم کی اِس کتاب کو ماہنامہ "افق" میں قسط وار شائع کر رہا ہے، یہ بہت وسیع وعریض موضوع ہے، جس پر کام کرنے کی مزید گنجائش موجود ہے، وابستگان تحریک سے گزارش ہے کہ وہ اِس تحریر کا نہ صرف بغور مطالعہ کریں اور بلکہ اپنے تبصروں وآراء اور تنقید سے بھی ضرور آگاہ کریں تاکہ آپ کی تجویز وآراء کی روشنی میں اِس تحریر کو مزید بہتر سے بہتر بنایا جاسکے۔

ادارہ "افق"

چودھویں قسط

باب ششم "تحریک اور مرحلہ دعوت وتربیت"

دعوت کے نتیجے میں تنظیم میں شامل ہونے والے نئے کارکنان کے اندر تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے ہراول دستے کا سپاہی بنانے والے تحریکی اوصاف کا پیدا کیا جانا ضروری ہے، تاکہ یہ افراد تحریک کیلئے ایک موثر قوت بن کر تحریکی جدو جہد کو آگے بڑھا سکیں، اِس مقصد کے حصول کیلئے تنظیم میں تعلیم وتربیت کا اہتمام اور تربیت یافتہ افراد کا ہونا بہت ضروری ہے۔

(2) مرحلہ تربیت

لغوی اعتبار سے تربیت کا مطلب پرورش کرنا، پالنا اور مہذب بنانا ہے، لیکن تربیت ایک کثیر المعانی لفظ ہے، جو اپنے اندر ظاہری وباطنی جملہ احوال واعمال کی اصلاح کے مفہوم کو سموئے ہوئے ہے، تربیت سے مراد فکر وعمل قلب ونظر، اعمال واحوال ومعاملات غرض کہ زندگی کے جملہ پہلوؤں کی اصلاح ہے۔ تربیت سے مراد نو آموزدہ کارکنان کو وہ اصلاحی ماحول فراہم کرنا ہے، جس میں رہ کر اُن میں خوئے انقلاب پیدا ہو۔ اللہ اور اُس کے پیارے رسول ﷺ سے ربط ومضبوط ہو، گفتار وکردار میں ایسی تبدیلی آئے جو کہ منشائے انقلاب ہے اور سیرت مصطفیٰ ﷺ وسیرت صحابہ کا طریق ہے، تحمل و بردباری، نپی تلی گفتگو، قربانی کا جذبہ، ہر دم تحریک کا خیال وجستجو، شخصیت میں نکھار اور وضع قطع میں وقار پیدا ہو کہ دیکھنے والے کہہ اٹھیں کہ یہ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا سپاہی ہے۔

تحریک اور تربیت:

تربیت وہ عمل ہے جس کے نتیجے میں انسان کی پوشیدہ وخفی صلاحیتیں ابھر کر سامنے آتی ہیں، تربیت سے کارکنان میں سوچ وفکر اور عمل میں پختگی پیدا ہوتی ہے اور اِن تربیت یافتہ کارکنان کی مطلوبہ تعداد اگر تحریک کو میسر آجائے تو بڑی سے بڑی باطل قوت سے ٹکر لی جاسکتی ہے، تحریک کی کامیابی ہمیشہ اُن کارکنان کی وجہ سے ہوتی ہے جو تحریک کیلئے اپنا تن من دھن سب کچھ لٹانے کیلئے تیار ہوں، اگر کارکنان کی تربیت کا اہتمام نہ کیا جائے تو وہ تحریک کیلئے مضبوط آہنی دیوار ثابت نہیں ہوتے اور تندی بادِ مخالف کا ایک جھونکا انہیں اُڑا کر لے جاتا ہے۔ لہٰذا تنظیم میں تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ کے مقصد اور نصب العین کی آبیاری کیلئے عملی وفکری، اخلاقی وروحانی اور تنظیمی تربیت کا اہتمام اور انعقاد بہت ضروری ہے، وگرنہ بقول اقبالؒ

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کارِ بے بنیاد

تربیت کی اقسام:

تحریکی تربیت تین کی ہوتی ہے جو درج ذیل ہے۔

عملی وفکری تربیت:

تحریک کے اندر ایسے کارکنان کا ہونا بہت ضروری ہے، جن کے ذہن ودماغ تحریکی عملی وفکری اساس سے مکمل طور پر آشنا ہوں، جو تحریکی دعوت وتربیت اور تحریکی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی پوری صلاحیت رکھتے ہوں اور جو لوگوں کو متاثر کر کے اُن کے سامنے تحریکی فکر احسن طریقے سے پیش کرسکیں، وہ جس مقصد کو لے کر نکلے ہوں اُس کے متعلق اُن کا ذہن بالکل واضح ہو، وہ اچھی طرح جانتے ہوں کہ جس تحریک سے وہ وابستہ ہیں اُس کی خصوصیات کیا ہیں اور یہ تحریک دوسری تحریکوں سے کیوں کر افضل وممتاز ہے، تحریک کیسا انقلاب لانا چاہتی ہے، انقلاب نظامِ مصطفیٰ ﷺ سے کیا مراد ہے، امامِ انقلاب مصطفیٰ ﷺ کا عمل وکردار کیا ہے، وغیرہ وغیرہ اور انہیں تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحریکی امتیازات وخصوصیات سے مکمل آگاہی حاصل ہو، تاکہ جب وہ دعوت تحریک دینے نکلیں تو چند تنقیدی سوالات کی وجہ اُن کے دل ودماغ میں ہیجان پیدا نہ ہو اور عملی وفکری واضحیت کے بغیر دعوت کو غیر موثر کر بیٹھیں جس سے تحریکی مقصد کو نقصان پہنچے۔

اخلاقی وروحانی تربیت:

چونکہ تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کا مقصد معاشرے میں نافذ ظالمانہ استحصالی نظا کو بدل کر، نااہل بدکردار حکمرانوں کو ہٹانا اور اُن کی جگہ صالح پرہیزگار افراد کو لانا ہوتا ہے، اِس لیے نیک وصالح افراد کی تیاری کیلئے اخلاقی وروحانی تربیت کا انعقاد بہت ضروری ہے، تاکہ کارکنان میں عظمت وکردار وسیرت میں پختگی پیدا ہو سکے اور کارکنان لالچ، بغض، حسد، کینہ، جھوٹ، فریب، ناانصافی، ظلم اور دیگر اخلاقی برائیوں سے خود کو دور رکھ سکیں اور اُن کی ذات میں محبت واخوت، عدل واحسان، صداقت و دیانت جیسے دوسرے محاسن پیدا ہوسکیں، ایک اچھے اسلامی معاشرے کے قیام کیلئے اِن تمام اوصاف کا ہونا ضروری ہے، مندرجہ بالہ اوصاف تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ کے داعیوں کیلئے لازم وملزوم ہیں اور اِن اوصاف کے بغیر اسلامی انقلاب کی دعوت غیر موثر اور بے نتیجہ ثابت ہوتی ہے، اِس لیے کہ جو دعوت دوسروں کو دی جارہی ہے، اگر داعی کی زندگی اُس سے ہم آہنگ نہیں، وہ انقلاب جس کا نام لیا جارہا ہے، اگر داعی کی اپنی زندگی میں اُس کا عکس نہیں تو تمام دعوت اور انقلابی نعرہ سراسر دھوکہ اور منافقت ہے، کیونکہ قرآن کہتا ہے "لما تقولون مالا تفعلون " وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، لہٰذا کارکنان کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ تحریکی نصب العین کو آگے بڑھانے کیلئے تمام احکاماتِ شرعیہ اور اُمرونہی پر سختی سے عمل کے ساتھ نماز روزے فرائض وواجبات پر پوری طرح عمل کریں اور اِس مقصد کے حصول کیلئے علماء کی صحبت دینی محافل میں شرکت، شب بیداری، تربیتی محفلوں میں شرکت اور دینی وتحریکی کتب کا مطالعہ کرتے رہیں، یاد رکھیں کہ سیرت وکردار میں نمایاں تبدیلی لانے کا نام ہی انقلاب ہے اور آج قول کے ساتھ ساتھ کردار سے بھی تبلیغ کی زیادہ ضرورت ہے، اِسی لیے تحریک اپنے وابستہ افراد میں عظمت وکردار اور سیرت میں پختگی پیدا کرتی ہے۔

تنظیمی تربیت:

کارکنان کو تنظیمی نظم وضبط اور طریقہ کار پر پابند رکھنا تنظیمی تربیت کا حصہ ہے، نظم وضبط کی عدم موجودگی تنظیم میں بدانتظامی کو جنم دیتی ہے، اِس لیے کارکنان کا تنظیمی منشور ودستور کو جاننا اور ہمہ وقت اُس پر عمل کرنے کیلئے تیار رہنا ضروری ہے، لہٰذا تنظیمی نشستوں کے انعقاد میں اِس بات کا خصوصی خیال رکھنا ضروری ہے کہ کارکنان میں تنظیمی مقاصد سے محبت اور تنظیمی حکم پر اطاعت کا جذبہ پیدا ہوسکے۔ کمزور کردار کے حامل افراد کسی طور بھی قابل فخر سرمایہ ثابت نہیں ہوسکتے، انقلابی تحریک میں ایسے کارکنان درکار ہوتے ہیں جو ہمیشہ چاق وچوبند کفن بردوش اور اپنے مقصد کے حصول کیلئے جان ہتھیلی پر لیے اپنی قیادت کے

اشارے کے منتظر ہوں کہ کب حکم ملے اور تعمیل کر گزریں، کارکنان میں تنظیمی شعور و تربیت پیدا کرنے کیلئے اُن کے ساتھ نشستوں میں تنظیم کی اہمیت و افادیت، تنظیمی طریقہ کار اور تقاضے اور کارکنان کا "تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں مرتبہ و مقام اور ذمہ داریوں" پر گفت و شنید کی جائے۔

تحریک اور تربیت کا ماحصل:

تحریک میں علمی و فکری، اخلاقی، روحانی اور تنظیمی تربیت کا اصل ماحصل مندرجہ ذیل ہے۔

ایمان کی پختگی:

تحریک میں تربیت کا سب سے اہم حاصل ایمان میں پختگی ہے، ایمان میں پختگی سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی ذات پر کامل یقین پیدا کیا جائے اور کارکنان میں تحریک سے وابستہ ہونے کے بعد تربیت سے اِس قدر توکل اور استغناء پیدا کیا جائے کہ وہ بڑے سے بڑے ظالم و جابر حکمران کے سامنے بھی کلمۂ حق کہنے سے دریغ نہ کریں اور کوئی بھی لالچ اُن کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکے، اِس کیلئے ضروری ہے کہ کارکنان اور ذمہ داران تربیت کے ضابطوں کو پورا کریں اور انہیں اپنے مقصد کی کامیابی پر پختہ یقین ہو۔

قرآن کہتا ہے کہ "وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ" ترجمہ "اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ، تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو" (آل عمران آیت 139)

فکری اور نظریاتی تشخص کے ساتھ پروان چڑھنے والی تحریک جس کا راستہ قرآن مجید اور سیرت طیبہ کی روشنی میں متعین ہو اور وہ قرآن مجید اور سیرت طیبہ کے بیان کردہ اصول و ضوابط کی روشنی میں اپنا سفر طے کرے، اُسے قرآن مندرجہ بالا آیت میں سو فیصد کامیابی کا یقین دلاتا ہے، شرط صرف یہ ہے کہ فقط رضائے الٰہی کے حصول کو اپنا مقصدِ حیات بنایا جائے۔

یقیں پیدا کر اے ناداں، یقیں سے ہاتھ آتی ہے
وہ درویشی کہ جس کے سامنے جھکتی ہے فغفوری

اقامتِ صلوٰۃ کا قیام:

ایمان میں پختگی کے بعد دوسرا اہم تربیت کا حاصل اقامتِ صلوٰۃ کا قیام ہے، یعنی تربیتی مراحل سے گزرنے کے بعد کارکنان اور عہدیداران میں اِس بات کا شعور پختہ ہو جائے کہ اب اُس کی جبینِ نیاز اگر کسی کے سامنے جھکے گی تو صرف وہ بارگاہِ خداوندی ہی ہوگی، خالقِ حقیقی کے علاوہ اور کسی کی بارگاہ میں یہ سر نہیں جھک سکتا۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

تحریکی تربیتی اُمور میں اللہ کی بندگی اور اطاعت کو لازمی قرار دیا گیا ہے، تاکہ مسافرانِ حق کا تعلق باللہ مضبوط اور پختہ تر ہو جائے اور کوئی بھی اُن کو خرید نے، بھٹکانے اور اُن کے ایمان کو متزلزل نہ کر سکے اور تحریکی انقلابی جدوجہد اپنے تمام تر نتائج کے ساتھ بار آور ثابت ہو سکے۔

مال و دولت کی قربانی:

مرحلہ تربیت کا تیسرا حاصل اللہ کی راہ میں مال و دولت کا خرچ کرنا ہے، تحریکی نصب العین اور مقصد کیلئے جس قدر مال خرچ کیا جائے گا، کامیابی کے امکانات اتنے ہی زیادہ ہوں گے، اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے جذبۂ حضرت ابو بکر صدیق، جذبۂ عثمان غنی اور جذبۂ عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی ضرورت ہے، قرآن نے ہمیں انقلاب و کامیابی کے جو اُصول مرحمت فرمائے ہیں، اُن میں ایمان باللہ و بالرسول کے بعد انفاق فی سبیل اللہ یعنی مال و دولت کے ایثار کا درجہ ہے۔

پروانے کو چراغ بلبل کو پھول بس
صدیق کیلئے ہے خدا کا رسول بس

تحریک اور تربیتی محرکات:

تربیتی محرکات سے ہماری مراد تربیت کیلئے اختیار کئے گئے وہ طریقے ہیں، جن کے ذریعے ارکان متحرک ہوں اور اُن کے اندر تحریکی شعور اور ذمہ داریوں کا احساس اجاگر ہو اور وہ تحریک کیلئے ایک مثالی کارکن ثابت ہوں۔ کسی بھی تربیتی پروگرام سے بھرپور فائدہ اٹھانے کیلئے ارکان اُسی صورت میں آمادہ ہوتے ہیں، جب اُن کا اپنے تنظیمی ذمہ دار سے گہرا تعلق ہو اور ذمہ دار (ناظم) انہیں جس بات کی ہدایت دے رہا ہے، وہ خود بھی اُس کا عملی نمونہ ہو اور وہ اپنے ساتھیوں کا خیر خواہ و ہمدرد ہو، ذمہ دار کارکنان کی کوتاہیوں سے اچھی طرح واقف ہو اور اُسی پس منظر کی روشنی میں وہ تربیتی پروگرام ترتیب دے، ارکان کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے ذمہ دار کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور تربیتی پروگرام سے بھرپور فائدہ اٹھائیں، ذیل میں چند محرکات کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

ضرورت کے مطابق تربیتی پروگرام کا انعقاد:

کسی حلقہ کے تربیتی پروگرام اُس حلقے کے کارکنان کی کارکردگی کی مناسبت سے ترتیب دئے جائیں تو زیادہ مفید اور بار آور ثابت ہو سکتے ہیں اور اِس طریقہ کار سے ارکان میں تحرک بھی پیدا ہوگی۔ مثلاً اگر ارکان سے نمازوں کی ادائیگی میں کوتاہی ہو رہی ہو تو وہاں دیگر موضوعات کے ساتھ اقامتِ صلوٰۃ پر خصوصی اہمیت دی جائے اور ارکان کو راغب کیا جائے، لہٰذا تربیتی پروگرام وقت، موقع اور ارکان کی ضرورت اور حالات کو مدنظر رکھ کر ترتیب دیئے جائیں۔

ارکان کی کارکردگی کا مسلسل جائزہ:

اِس جائزے کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک رکن کے حال اور ماضی کی کارکردگی کا تقابل کیا جائے، اگر حال کی کارکردگی بہتر ہے تو اُس کی جدوجہد کو سراہا جائے، لیکن اگر اُس کی حال کی کارکردگی ماضی کے مقابلے میں کمزور ہے، تو اُن وجوہات کی نشاندہی کر کے اُن کو دور کرنے کی تلقین اور طریقہ بتایا جائے، اِس طرح ارکان اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کی کوشش کرتا رہے گا۔ جائزے کی ایک دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک رکن کی کارکردگی کا مقابلہ دوسرے رکن کی کارکردگی سے کیا جائے اور بہتر رکن کی کارکردگی تفصیلات سے دوسرے رکن کو آگاہ کیا جائے، اِس طرح اُس رکن کا صحیح طریقہ کار پر عمل ہوگا اور اُس میں اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا۔

جرمانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے:

اگر کوئی رکن بار بار کے توجہ دلانے کے بعد بھی اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے پر توجہ نہیں دیتا اور غفلت و لاپرواہی کا مظاہرہ کرتا ہے تو اُس پر جرمانہ عائد کیا جائے، اِس طریقہ کار سے عین ممکن ہے کہ اُس میں احساس ذمہ داری پیدا ہو اور وہ اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے پر توجہ دینے لگے۔

پروگرام کے انعقاد کا طریقہ کار:

تربیتی پروگرام پیش کرنے کا طریقہ کار اِس قسم کا ہونا چاہیے، جس سے ارکان کی دلچسپی پروگرام شروع ہونے سے لے کر آخر تک قائم رہے، ایسا نہ ہو کہ پروگرام کی بوریت کی وجہ سے ارکان اونگھنا شروع کر دیں، مندرجہ ذیل چیزوں پر عمل کر کے پروگرام کی دلچسپی کو قائم رکھا جا سکتا ہے۔

۱۔ پروگرام کے اوقات ایسے ہوں، جس میں تمام کارکنان سہولت کے ساتھ پہنچ جائیں، دوسرے یہ کہ پروگرام زیادہ طویل نہ ہوں جس سے ارکان کو بوریت محسوس ہو۔

۲۔ طویل پروگرام کے دوران وقفہ کا اہتمام کیا جائے اور مناسب ہو تو ریفریشمنٹ کا اہتمام بھی کیا جائے۔

۳۔ پروگرامات میں داعی کا انداز آسان و سہل اور تقریر مربوط اور موضوع کی مناسبت سے ہو تاکہ سامعین کی دلچسپی قائم رہے۔

۴۔ پروگرامات میں اِس بات کا خیال رکھا جائے کہ سامعین کو سوالات کرنے کا بھرپور موقع ملے، تاکہ اُن کے ذہنی الجھنیں دور ہو سکیں اور داعی سوالات کے مناسب جواب دے۔

۵۔ پروگرامات کے اختتام پر شرکاء کے تاثرات معلوم کئے جائیں اور اُن کی مناسب رائے پر عمل کر کے پروگرام کو مزید بہتر بنایا جائے۔

۶۔ تربیتی اجتماع میں ایسے پروگرام بھی شامل کئے جائیں، جس میں شرکاء کی عملی شمولیت بھی ہو۔ مثلاً مباحثہ، سوال و جواب، بیت بازی (انقلابی، نعتیہ، حمدیہ اشعار وغیرہ)۔

تربیت کے مقاصد:

تربیت کا اصل مقصد تو تحریکی وابستگان کی ذات میں مثبت تبدیلی پیدا کرنا ہے، ہر اعتبار سے ایک کامیاب تحریکی کارکن بنانے کیلئے تربیت کے مندرجہ ذیل مقاصد ہوتے ہیں۔

☆ وابستگانِ تحریک کو عشقِ رسول ﷺ کے جذبے سے سرشار کرنا۔

☆ وابستگانِ تحریک کو مشکلات اور مسائل کا مقابلہ کرنے کے قابل بنانا۔

☆ انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب زندگی گزارنے کا لائحہ عمل مرتب کرنے میں مدد دینا۔

☆ معاشرے کے ساتھ تعلق قائم رکھنا۔

☆ انہیں اچھے مسلمان، اچھے شہری اور تحریک کیلئے اچھا کارکن بنانا۔

☆ اِن میں احساس ذمہ داری اور فرمانبرداری پیدا کرنا

☆ اِن میں جذبہ محبت و اخوت اور رواداری کو پروان چڑھانا۔

☆ اخلاقی، مذہبی اور تحریکی تقاضوں کا احساس دلانا۔

☆ اچھے برے کی تمیز اور قوت فیصلہ پیدا کرنا۔

☆ اعلیٰ تحریکی مقاصد کے حصول کیلئے متحرک کرنا۔

(جاری، باقی آئندہ ماہ)

نقد و نظر

تبصرہ: محمد احمد ترازی

تبصرہ کیلئے کتاب کی دو جلدیں روانہ فرمائیں۔

کتاب:۔ "ذکر خیرالوریٰ روشنی روشنی"

شاعر:۔ منظور عباس ازہر صفحات: 192

قیمت: 250 روپے سن اشاعت 201ء

ناشر:۔ اکائی، فیصل آباد، لاہور (فون 2626-041)

پیغمبر انقلاب حضرت محمد مصطفی عالم ﷺ کی مدحت، تعریف و توصیف، شمائل و خصائص کے نظمی انداز بیاں کو نعت یا نعت گوئی کہا جاتا ہے، یہ سہ حرفی لفظ نعت (ن ع ت) عربی زبان کا مصدر ہے، جس کے لغوی معنی حمد و ثنا اور تعریف و توصیف بیان کرنا ہیں، اردو شاعری میں نظم کی اصناف سخن میں نعت وہ صنف سخن ہے جس کے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی جاتی ہے، اردو میں شاید ہی ایسی کوئی صنف سخن ہو جس میں نعتیں نہ کہی گئی ہوں، اِس لیے اِس کے اسالیب طے شدہ نہیں، یہی وجہ ہے کہ اِس کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے، کہتے ہیں نعت گوئی پل صراط پر چلنے جیسا عمل ہے، ذرا سی لغزش سے ایمان کی سرحدیں ٹوٹ جاتی ہیں اور عقیدے کا زاویہ تبدیل ہو جاتا ہے، اِس پل صراط کو عبور کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، یہ وہ بارگاہ اقدس ہے جہاں بڑے بڑے قدسیوں کے پاؤں لرز جاتے ہیں اور مقام الوہیت و رسالت کے درمیان توازن قائم رکھنا مشکل ہو جاتا ہے، صرف وہی لوگ محفوظ رہتے ہیں جو قرآن و حدیث کو مشعل راہ بناتے ہیں، چونکہ یہ بڑا نازک اور کٹھن کام ہے، اِس لیے نعت لکھتے ہوئے بہت ہی احتیاط اور اعتدال کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاہ معین الدین ندوی کہتے ہیں نعت گوئی کیلئے شاعر کا صاحب بصارت اور صاحب بصیرت ہونا اوّلین شرط ہے، کیوں کہ حضور سرور کائنات ﷺ کی ذات مقدس، نبوت اور عبدیت کے کمال پر خالق بھی نازاں ہے، خود ربّ تعالیٰ نے مدح رسول ﷺ اور ذکر رسول ﷺ کو اعلیٰ و ارفع قرار دیا، قرآن کہتا ہے، ورفعنا لک ذکرک (اور ہم نے تمہارے ذکر کو بلند کیا)، اِس لحاظ سے نعت گوئی کا محرک اور نعت کا پہلا مجموعہ کلام قرآن مجید قرار پاتا ہے، جب خالق خود اپنی تخلیق پر نازاں ہو اور مدح سرائی فرمائے تو اُس ذات مبارکہ جس کو وجہِ وجود کائنات ہونے کا شرف حاصل ہے، کی ثنا خوانی انسان سے کہاں ممکن، ضعیف البیان انسان کی کیا بساط، جو لب کشائی کرے، اِس لیے الفاظ پر کتنی ہی دسترس اور قدرت کیوں نہ حاصل ہو، شاعر اپنے آپ کو بیان وصف سے عاجز ہی پاتا ہے، لیکن اپنے محبوب ﷺ کی مداحی کرنے سے خود کو روک بھی نہیں سکتا، چنانچہ نعت کا ورودِ مسعود ہوتا ہے اور آسمان سے زمینیں تراشنے کے باوجود شعراء یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر" نعت گوئی کا تعلق قادر الکلامی سے زیادہ توفیق الٰہی پر منحصر ہے حضور سیّد عالم ﷺ کی ثناء خوانی کرنے والے ہر دور میں آتے رہے، شاعر صحابہ کرام میں سے کوئی ایسا نہیں ملتا، جس نے مدح رسول ﷺ میں اشعار نہ کہے ہوں، حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ پہلے نعت گو شاعر اور نعت خواں تھے، جنہیں شاعرِ دربارِ رسالت ﷺ بھی کہا جاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ عرب شعرا نے اِس فن کو بام عروج تک پہنچایا، مگر ہندوستان کے شعرا بھی پیچھے نہیں رہے، ہماری اردو شاعری میں کچھ نام ایسے بھی ہیں جنہوں نے اِس فن اور ہنر کے طفیل ابدی شہرت حاصل کی، اِن میں امام احمد رضا خان، حسن رضا خان، علامہ اقبال، امیر مینائی، صائم چشتی، ادیب رائے پوری، خواجہ بیدم وارثی، محمد علی ظہوری قصوری، بہزاد لکھنوی، عبدالستار نیازی، قمر الدین انجم، پروفیسر اقبال عظیم، صباء اکبر آبادی، خالد محمود نقشبندی اور علیم الدین علیم وغیرہ قابل ذکر ہیں، مگر دورِ حاضر میں نابغہ روزگار الحاج پروفیسر حفیظ تائب کا نام نامی نعت گوئی کا اہم ترین حوالہ ہے، انہوں نے اردو اور پنجابی میں نعت گوئی کو اِس باکمال اور شائستہ طریقے سے ادا کیا کہ اُنھیں اُن کی زندگی میں ہی نعت کے حوالے سے اعلیٰ و کلاسیک درجہ حاصل ہو گیا، اُنھوں نے خود کو مدحت رسالت مآب ﷺ کیلئے وقف رکھا، نہ صرف خود نعتیں کہیں، بلکہ معاصر شعراء کرام کو بھی نعت گوئی کی طرف راغب کیا، محترم منظور عباس ازہر بھی اُن میں سے ایک ہیں، جنھوں نے کم و بیش اٹھارہ سال غزل کے میدان میں کمالات فن کے جوہر دکھائے، پھر جناب حفیظ تائب کے تحرک پر نعتیہ میدان میں قدم رکھتے ہوئے کہا

محو ثنائے احمد مختار ہو گیا
دل آج میرا آپ ہی شہکار ہو گیا
ازہر وہ خوش نصیب ہے جس کا جہان میں
نعتِ رسول شیوہِ گفتار ہو گیا

"ذکر خیرالوریٰ روشنی روشنی" منظور عباس ازہر کی شاخ عقیدت پر نمو پانے والا پہلا مجموعہ نعت ہے، ڈاکٹر شبیر احمد قادری کہتے ہیں "منظور عباس ازہر نے عمر بھر خود کو سر رشتہ لفظ و معنی سے منسلک کیے رکھا، خاص طور پر غزل کے میدان میں انہوں نے جو کمالات فن دکھائے، ایک عہد اُس کا معترف ہے، افکار گہر بار کو جامہ حرف پہناتے ہیں تو گویا ارض قرطاس خود پر نازاں ہوتی ہے، لیکن انہوں نے غزلوں کے مجموعے پر نعتیہ کلام کی اشاعت کو فوقیت دی، اُن کا نعتیہ مجموعہ کلام حب رسول ﷺ کا ترجمان ہے

اور اِس میں شامل نعتیں فکر و نظر کے اعتبار سے شاعر کو رتبہ اعتبار سے سرفراز کرنے کا موجب ہیں، یہ نعتیں ہم و غم کے موسموں میں فرحت اور سکون عطا کرنے کا وسیلہ ہیں۔" "ذکر خیرالوریٰ روشنی روشنی" کی خوبی یہ ہے کہ اِس میں حضور ﷺ کے نام نامی "محمد" کی حرفی تعداد کی مناسبت سے 92 نعتیں شامل ہیں، جس میں بے ساختگی، والہانہ پن اور جذب و مستی کا تصور انتہائی بلندیوں کو چھوتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔

وہ میری زیست مری جان کا حوالہ ہیں
متاعِ دین ہیں ایمان کا حوالہ ہیں
اندھیری رات میں روشن چراغ کی صورت
شکوکِ کفر میں ایقان کا حوالہ ہیں

جناب منظور عباس ازہر اعلیٰ تعلیم یافتہ بزرگ اور صاحب فکر و نظر شاعر ہیں، آپ 1982 تک شعبہ تدریس سے وابستہ رہے ہیں، اِس وقت جمعیت علمائے پاکستان جڑانوالہ کے صدر اور 1978 سے مجلس ادب جڑانوالہ کے معتمد عمومی ہیں، موصوف نعتیہ شاعری میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں، علامہ اقبال اور حفیظ تائب سے بہت متاثر ہیں، یہی وجہ ہے کہ اُن کی شاعری میں اِن اکابرین کی جھلک نظر آتی ہے، انہوں نے نعت کو نیا رنگ و آہنگ ہی نہیں دیا بلکہ نئی لفظیات سے آراستہ بھی کیا ہے۔

ذکر خیرالوریٰ روشنی روشنی
اُن کی ہر اِک ادا روشنی روشنی

جناب منظور عباس ازہر کے یہ گلہائے رنگ آقائے نامدار ﷺ سے اپنی محبت کا اظہار اور نعتیہ ادب کا قابل قدر سرمایہ ہے، "ذکر خیرالوریٰ روشنی روشنی" کا اِک اِک لفظ رسول اللہ ﷺ کی مدح و ستائش کا مظہر اور آپ ﷺ کے اوصاف کریمہ کا بیان موصوف کی شادابی ایمان کی علامت ہے، ادارہ "اُفق" جناب منظور عباس ازہر کو "ذکر خیرالوریٰ روشنی روشنی" کی خوبصورت اشاعت پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔

☆ ☆ ☆

کتاب:۔"عید میلادالنبی اور چند اصلاح طلب پہلو"

مصنف:۔مفتی سید صابر حسین

صفحات:۔144 قیمت:۔200روپے

ناشر:۔الرضا پبلی کیشنز کراچی۔فون نمبر0300-2760012

مستحب اُمور میں ناپسندیدہ اور غیر شرعی طور طریقوں کی آمیزش اور اُن پر اصرار آج کے دور کا سب سے اہم مسئلہ ہے، اس کی وجہ سے جدید تعلیم یافتہ افراد شعائر اہل سنت سے متنفر نظر آتے ہیں اور ان سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ اِن اُمور میں شدت اور غلو کی وجہ سے مخالفین مسلک اہل سنت کے خلاف پروپیگنڈہ کرتے ہیں اور سیدھے سادھے لوگوں کو ورغلا کر اپنی جانب راغب کر لیتے ہیں، مگر افسوس کے اس کے باوجود بھی اہل سنت اپنے دینی و مسلکی شعائر کو ان مکروہات سے پاک کرنے کی کوئی شعوری کوشش نہیں کرتے، گذشتہ کچھ عرصے سے عید میلادالنبی ﷺ جیسی مقدس تقریبات بھی سادگی اور ادب و احترام کے دائرے سے نکل کر خود ساختہ نمود و نمائش اور بے جا شان و شوکت کا مرکز بن گئی ہیں، آج کوئی محفل، کوئی جلسہ اور کوئی جلوس ایسا نہیں، جس میں آپ کو ضرورت سے زیادہ نمود و نمائش اور حد سے زیادہ اسراف نظر نہ آئے، بلکہ احباب کے طرز عمل سے تو بعض اوقات ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دین کا اصل کام یہی ہے، اس طرز فکر و عمل نے دین کی ترویج و اشاعت کے بہت سے اہم کاموں کو پس پشت ڈال دیا ہے اور روز بروز بڑھتے ہوئے اس خطرناک رجحان نے اہل علم و دانش کو نہ صرف تشویش میں مبتلا کر دیا ہے بلکہ اصلاح احوال کیلئے انہیں شدت سے ایک تطہیری اور احیائی تحریک کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، چنانچہ اسی تناظر میں مفتی اعظم پاکستان اور چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن لکھتے ہیں کہ "وقت کا شدید تقاضہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علماء عزیمت و استقامت کے ساتھ ایک اجتماعی اصلاحی اور تجدیدی تحریک برپا کریں، تاکہ غیر شرعی اور غیر رائج اُمور سے بحیثیت مجموعی دین و مسلک کو نقصان پہنچ رہا ہے یا پہنچنے کا احتمال ہے، اُن کا سد باب ہو سکے۔"

نوجوان دینی اسکالر و محقق مفتی صابر حسین صاحب کی نئی تصنیف "عید میلادالنبی ﷺ کے چند اصلاح طلب پہلو" بھی دراصل اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، اس تازہ تصنیف میں موصوف نے عید میلادالنبی ﷺ کی بابرکت تقریبات کے انعقاد میں ناپسندہ اور غیر شرعی اُمور کی نشاندہی کے ساتھ اُن پہلوؤں کی جانب بھی توجہ دلائی ہے، جن کی اصلاح احوال سے اِس خامی کو دور کیا جا سکتا ہے اور دین کے وہ اہم اُمور جو عدم توجہی کی بنا پر کمزور اور شکستہ ہو رہے انہیں بہتر و مضبوط بنایا جا سکتا ہے، چونکہ تقریبات عید میلادالنبی ﷺ کا اہتمام مسلمانوں کی محبت و عقیدت کا محور ہے، اس لحاظ سے یہ ایک بہت ہی نازک اور حساس موضوع ہے، جس پر مفتی صابر حسین صاحب نے "تنقید برائے اصلاح" کے جذبے کے تحت بروقت قلم اٹھا کر جرأت کا ثبوت دیا ہے، مفتی صاحب نے عید میلادالنبی ﷺ کی مقدس تقریبات میں شامل ناپسندیدہ اور غیر شرعی امور کے خلاف جس اخلاص سے اِس تحریک کو شروع کیا ہے وہ جملہ اہل سنت و جماعت کی مدد و تعاون کا متقاضی ہے، لہٰذا قارئین کتاب سے گزارش ہے کہ وہ اس کاوش کو نیک نیتی پر محمول کرتے ہوئے پہلوئے خیر کو سامنے رکھ کر مطالعہ کریں، دین متین کی روشنی میں اصلاح احوال کی کوشش کریں اور واجب و مباح کاموں میں بھی اللہ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی رضا تلاش کریں، اسی دین و دنیا کی خیر و بھلائی ہے، ادارہ "افق" دعا گو ہے کہ رب کریم مفتی صاحب کی اس کوشش و کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرما کر توشۂ آخرت بنائے۔ آمین بحرمۃ سید المرسلین ﷺ

کتاب:۔"آؤ محافل میلاد سجائیں"

تصنیف:۔ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد مانع الحمیری

مترجم:۔مولانا محمد عبداللہ نورانی

صفحات:۔80 سن اشاعت:۔جنوری 2012ء

ناشر:۔بزم محبان نورانی، فدایان ختم نبوت کراچی

جامع مسجد فاروق اعظم الیون جی گودھرا، نیو کراچی

یوم میلادالنبی صرف تاریخ انسانی کا ہی نہیں پوری کائنات عالم کا عظیم ترین دن ہے، اِس دن فضائے عالم مسرتوں کے دلآویز نغموں سے گونج اٹھی اور اس صبح نور کے پاکیزہ اُجالے نے شمس و قمر کو روشنی اور ستاروں کو ضوفشانی بخشی، اِس دن کی صبح انقلاب کی اثر آفرینی نے تاریخ کا رخ موڑ دیا، ظہور قدسی کے اِن مبارک لمحات نے تہذیب انسانی کو وقار، ثقافت کو تقدس، علم کو وسعت، فکر کو ندرت، عمل کو طہارت اور جذبوں کو پاکیزگی بخشی اور نفرتوں اور عداوتوں کے خار زار لامتناہی صحرا میں محبت و اُخوت اور مروت و خلوص کے گلستان آباد کیے، یہی وہ دن جس کیلئے قدرت نے شعور انسانی کو تمام ارتقائی منازل سے گزار کر بلوغت کے مقام پر پہنچا دیا، اِس دن کی آمد نے ظلم و ستم میں جکڑی ہوئی اقوام اور سسکتی ہوئی انسانیت کو رہائی بخشی، انسانیت کو افراط و تفریط کی دلدل سے نکال کر توازن و اعتدال کی راہ پر گامزن کر دیا اور تمام نسلی، لسانی، طبقاتی اور جغرافیائی بتوں کو توڑ کر ایک ایسے خدائی نظام کو جنم دیا جس نے روئے زمین پر امن و محبت، اتحاد و یگانگت کی فضا قائم کر کے تمام جھوٹے باطل امتیازات کا خاتمہ کر دیا اور بھٹکی ہوئی مخلوق کو خالق حقیقی کی دہلیز پر لا کر سجدہ ریز کر دیا، مسلمانان عالم تحدیث نعمت کے طور پر یوم میلادالنبی ﷺ کا شایان شان طریقے سے استقبال کرتے ہیں، بیان و نعت کی محفلیں سجاتے ہیں، محافل میلاد کا انعقاد کیا جاتا ہے، گلی محلوں اور شہروں کو سجایا اور چراغاں کیا جاتا ہے اور درود و سلام کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔

مگر ان مقدس تقریبات کے انعقاد میں غیر شرعی اُمور سے اجتناب اور اِن محافل و اجتماعات کو اِن اُمور سے منزہ و مبرا رکھنا بہت ضروری ہے، تاکہ اِن محافل کا تقدس و احترام اور وقار قائم رہے، زیر نظر کتابچہ """بلوغ المامول فی الاحتفاء والاحتفال بمولد الرسول ﷺ""" بھی اسی حوالے سے ہے، جسے متحدہ عرب امارات کے سابق وزیر اوقاف اور "امام

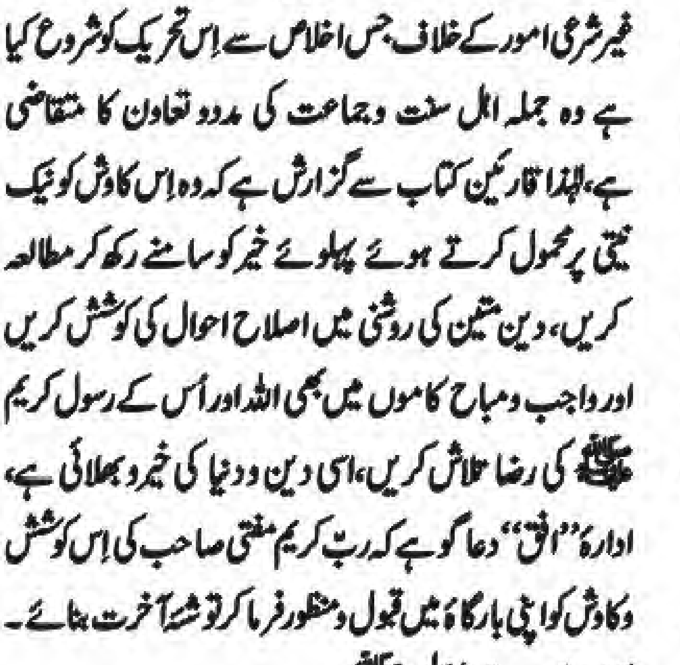

مالک شریعت کالج دبئی" کے پرنسپل مشہور مالکی عالم دین عیسیٰ بن عبداللہ نے تصنیف کیا ہے، اِس کتابچے کا اردو ترجمہ "آؤ محفل میلاد سجائیں" کے عنوان سے شیخ الحدیث و نائب مفتی جامعہ علیمیہ اسلامیہ مولانا عبداللہ نورانی صاحب نے کیا ہے، یہ رسالہ چار فصلوں پر مشتمل ہے، فصل اوّل "قرآن کریم سے دلائل"، فصل دوم "سنت مبارکہ سے دلائل"، فصل سوم "اجماع اُمت سے دلائل" اور فصل چہارم اُن شبہات و اعتراضات کے جواب میں ہے، جو مخالفین کی جانب سے اِن محافل کے انعقاد پر اٹھائے جاتے ہیں، ترجمہ نہایت آسان اور سلیس زبان میں کیا گیا ہے اور مستند حوالہ جات سے مزین ہے، محترم عبداللہ نورانی صاحب اِس سے قبل بھی نصف درجن سے زائد مشہور و معروف عربی کتابوں کو اردو میں منتقل کرنے کا فریضہ سرانجام دے چکے ہیں، یہ تراجم اُن درجن بھر کتب "انوار تبیان القرآن، ربّ کا فرمان اور توحید کا بیان، فضائل دعا از احادیث مصطفیٰ، ربّ کی رحمتیں اور رمضان کی برکتیں، عقائد اہل تشیع اور قرآن، توضیح البیان (تحقیق و تخریج)، اشاریہ تبیان القرآن، مستند نورانی مجموعہ وظائف، اتباع سیرت کی ترغیب، پیکر استقامت اور علامہ شاہ احمد نورانی ارباب علم و دانش کی نگاہ میں" سے علیحدہ ہیں، جو صاحب مترجم نے تصنیف کی ہیں۔

ہماری نظر میں محافل میلاد کے حوالے سے زیر نظر کتابچہ بہت ہی مفید اور اہم ہے، اِس کتابچے کا مطالعہ قاری کو قرآن و حدیث اور اجماع اُمت کی روشنی میں اِن محافل میں شرکت کا قوی جواز ہی فراہم نہیں کرتا ہے، بلکہ شوق و رغبت بڑھا کر اِن محافل میں شرکت کی ترغیب بھی دیتا ہے اور اِن کی فیوض و برکات سے مستفید ہو کر اپنی دنیا و آخرت سنوارنے کا موقع بھی عطا کرتا ہے، ہم سمجھتے ہیں کہ قرآن و حدیث اور اکابرین اُمت کے افعال مبارکہ کی روشنی میں محافل میلاد کے انعقاد اور اِس میں شرکت کے آداب کے حوالے سے یہ ایک بہترین کوشش ہے، دعا ہے کہ ربّ کریم صاحب کتاب اور مترجم کی اِس کوشش و کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور اِسے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین

☆ ☆ ☆

کتاب:۔" تذکرہ خانوادہ حضرت شیخ ہندی "

مؤلف:۔ صاحبزادہ میاں محمد صدیق سجادہ نشین حضرت داتا گنج بخش

صفحات:۔ 128 قیمت:۔ 150 روپے

ناشر:۔ نقشبندی بک سینٹر، دربار مارکیٹ لاہور۔

ملنے کا پتہ:۔ 27-A، دربار مارکیٹ، شیخ ہندی روڈ، لاہور

رائے راجو پانچویں صدی ہجری میں سندھ کے باثر حکمران "رائے" خاندان میں پیدا ہوئے، ہندوانہ ریاضت اور سخت تپسیا کے سبب استدراجی قوت کے مالک رائے راجو ہندو قوم میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے، وہ مذہبی، سیاسی، ثقافتی، معاشرتی اور معاشی معاملات کی وجہ سے ہندوؤں کا محافظ سمجھے جاتے تھے، اُنہیں سلطان مودود ابن مسعود غزنوی نے نائب حاکم پنجاب مقرر کیا تھا، جن دنوں حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور تشریف لائے، لاہور اور اُس کے گرد و نواح میں رائے راجو کا بہت چرچا تھا، ہندو رائے راجو کی استدراجی قوت کی وجہ سے اُس سے ڈرتے اور اُسے نذرانے پیش کیا کرتے تھے، لیکن جلد ہی داتا صاحبؒ کی روحانی شخصیت نے یہ اثر زائل کر دیا اور رائے راجو نے حضرت داتا صاحبؒ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، آپؒ کی نگاہ اثر نے رائے راجو کے دل سے سارے حجابات اٹھا دیے، یوں رائے راجو پہلا غیر مسلم فرد تھا جس نے حضرت داتا گنج بخشؒ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا، آپؒ نے رائے راجو کا اسلامی نام عبداللہ رکھا اور شیخ ہندی کے لقب سے سرفراز فرما کر اپنی بیعت و خلافت سے نوازا، حضرت عبداللہ شیخ ہندی حضرت داتا گنج بخشؒ کے اوّلین سجادہ نشین بھی ہوئے، انہوں نے اپنی بقیہ زندگی داتا صاحب کے زیر سایہ عبادت و ریاضت میں گزاری، پیر و مرشد

حضرت داتا گنج بخشؒ کے وصال کے بعد ایک زمانہ آپ کی فیوض و برکات سے مستفید ہوا اور ایک کثیر تعداد آپ کے ہاتھوں مشرف با اسلام ہوئی۔

حضرت عبداللہ شیخ ہندی نے 110 برس کی عمر پائی، آپؒ کی آخری آرام گاہ اپنے پیر و مرشد کے مزار مبارک سے پانچ فٹ کے فاصلے پر مشرق کی جانب غلام گردش میں واقع ہے، آج بھی شیخ ہندیؒ کا حجرہ داتا صاحبؒ کے قدموں میں چلہ گاہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے نام سے موجود ہے، حضرت شیخ ہندیؒ کے بعد خانوادہ شیخ ہندی نے مرکز تجلیات سے اپنا رشتہ وابستہ کر لیا اور گذشتہ دس صدیوں سے یہ خاندان اپنے روحانی پیشوا حضرت داتا گنج بخشؒ کے مزار پر انوار کو اپنی محبت و عقیدت کا مرکز و محور بنا کر درگاہ کی خدمت اور سجادہ نشینی کا فریضہ سرانجام دے رہا ہے، "تذکرہ خانوادہ حضرت شیخ ہندیؒ" خانوادہ شیخ ہندی کے اُن افراد کی مختصر تاریخ ہے، جنھوں نے مختلف ادوار میں مرکز تجلیات کے متولی اور سجادہ نشینی کے فرائض انجام دیے، اِس کتاب کو صاحبزادہ محمد صدیق نے مرتب کیا ہے، جو خود بھی اسی خانوادے کے نوجوان فرد اور موجودہ سجادہ نشین ہیں، تعارف و تاریخ خانوادہ شیخ ہندی کے حوالے سے یہ ایک بہت عمدہ کوشش ہے، "تذکرہ خانوادہ حضرت شیخ ہندیؒ" خوبصورت ٹائٹل سے مزین اور آفسٹ پیپر پر چھاپی گئی ہے، کتاب میں شامل تاریخ اسلام فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر اور ممتاز محقق صلاح الدین سعیدی کا تحقیقی مقالہ کتاب کی اہمیت و افادیت کو چار چاند لگاتا ہے۔

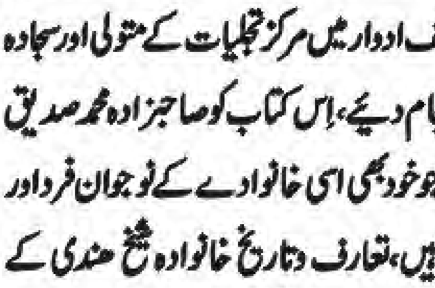

نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر میں لہراؤ

جمعیت علماء پاکستان کے خوبصورت اور معیاری جھنڈے دستیاب ہیں

رعایتی قیمت۔/40 روپے

فوری طلب کیجیے

0300-2699072

ادارہ افق: B-77 سیکٹر 35/A، گلشن حالی کورنگی 4، کراچی 74900

بقیہ انجمن کے انقلابی نعرے

بنتا ہے، جو دانستہ نادانستہ کبھی تو اپنی جہالت اور لاعلمی میں اور کبھی اپنی حماقت اور نادانی میں اس کے مذموم مقاصد اور عزائم کی تکمیل میں اس کے آلۂ کار بنتے رہتے ہیں اور اسلام کا یہ دشمن خواہ وہ برطانوی سامراج کی شکل میں ہو یا فرانسیسی و اطالوی سامراج کی شکل میں چاہے وہ سیٹو کی شکل میں ہو جس کی جدید شکل ''نیٹو'' کہلاتی ہے۔ اپنی تمام تر اخلاقی و مادی (سیاسی و معاشی) اور فوجی عسکری قوت کے ساتھ یہود و ہنود کی پشت پر ہے۔ اور اسلام کے خلاف ان کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے اور اسلام کے خلاف انہیں ہر قسم کے جدید اسلحہ اور سامان جنگ سے لیس کر رہا ہے۔

دشمن جہاں بھی اور جیسی بھی چالیں چلے اور اپنی چالوں پر اترائے، اگر گنبدِ خضریٰ کی طرف کسی کی ناپاک آنکھ اٹھی تو انجمن طلباء اسلام کا ہر کارکن خالد و طارق اور نورالدین زنگی بن کر اس کا تحفظ و دفاع کرے گا۔ اور سرفروشی و فداکاری کا حق ادا کرے گا۔ یہی وجہ ہے کہ انجمن کا ہر کارکن بزبانِ حال وقال یہ کہتا ہوا نظر آئے گا:

ہماری جان ، ہماری آن
گنبدِ خضریٰ پہ قربان

بقیہ ماخوذ از اربعین تجارت و معیشت

بڑھ کر کسبِ حلال کی کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

اِس حدیث مبارک میں اُن لوگوں کی بھی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، جو محنت کرنے کی بجائے گداگری اختیار کر کے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں اور بوجھ بنتے ہیں۔ ایسا شخص جسے اللہ ربّ العزت نے عقل و شعور اور صحت کی نعمتِ عظیمہ سے سرفراز کیا ہو، اُس کے لئے عبادت و ریاضت کے نام پر دنیا سے بے رغبت ہو کر کسبِ حلال سے بچنا جائز نہیں بلکہ اُس پر لازم ہے کہ وہ عبادات و ریاضت کے علاوہ رزقِ حلال کے لئے بھی ہر ممکن کوشش کرے۔ اسی طرح کسی کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ صدقات و خیرات کے مل جانے کی اُمید پر محنت و مشقت سے کنارہ کش ہو جائے۔ ایسے لوگوں کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی غنی (مالدار شخص) کے لئے صدقہ جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی ایسے شخص کے لئے جو توانا اور تندرست ہو، (سنن ابی داؤد، کتاب الزکوۃ)۔"

قائم شدہ 1949ء ٹیلرز کلاتھ مرچنٹ اینڈ ریڈی میڈ گارمنٹس
اسحاق
ریڈی میڈ پینٹ کوٹ، پینٹ شرٹ اور واسکٹ، بچگانہ پینٹ کوٹ کی وسیع رینج
• مردانہ شلوار قمیض • فینسی کُرتا شلوار
تسلی بخش ٹیلرنگ کیلئے تشریف لائیں
مردانہ کپڑے کی تمام نئی ورائٹی
186- انارکلی لاہور 37355919

روح افزا اور کیا چاہیے!
ہر موسم کا مشروب
PAKISTAN
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
Brandstirr
ہمدرد
Brands of the year Award
IT'S ALL ABOUT CHAMPIONS
2011
SGS
SGS
Pakistan Standards
CSDC/L-105/2012

العظیم انٹر نیشنل

عمرہ کیجئے علماء اہلسنّت کے ساتھ

رمضان المبارک 1433ھ بمطابق 2012ء

15 روزہ عمرہ پیکج صرف =/50,000 علاوہ ٹکٹ

مکہ مکرمہ، فاصلہ 350 میٹر
مدینہ المنورۃ، فاصلہ 450 میٹر

VIP عمرہ پیکج =/62,500 علاوہ ٹکٹ

مکہ مکرمہ، الموذن ہوٹل فاصلہ 300 میٹر
مدینہ المنورۃ، دیار طیبہ ہوٹل فاصلہ 80 میٹر

زیر قیادت: مولانا عبدالحق فیضی، کراچی
مولانا حکیم اللہ دتہ، خانیوال
مولانا نور محمد، کوئٹہ
مولانا قاسم جان، کوئٹہ

15 روزہ عمرہ پیکج
برائے رجب شعبان
Rs. 25000/=

10 جون زیر قیادت مولانا قاضی جمال الدین مجددی
مہتمم جامعہ سبحانیہ کراچی۔

تمام ایئرلائن کے ٹکٹ کیلئے رابطہ کریں

آخری عشرہ مسجد نبوی شریف میں اعتکاف ہوگا روانگی انشاءاللہ 10 رمضان المبارک

کوٹہ لگنے کی صورت میں پیکج میں تبدیلی ہوسکتی ہے سلپ ہونے والوں سے انتہائی معذرت

قاری غلام عباس باروی
خطیب جامع مسجد شاہ جیلانی، زمان ٹاؤن کورنگی 3½ کراچی
رابطہ: 0300-3488360